

Tazkira Aqwam-e- Chitral

By Mirza Ghulam Murtaza



اول ان کے متناہی



مرتبہ
خادم قوم علامہ مurtaza
ابن علامہ مرزا محمد غفران مرحوم



فرد قائم ربط ملک سے تہہا کچھ نہیں
 موج سے دریا ہیں اور بیرن دریا کچھ نہیں



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تذکرہ اقوام چترال اور ان کے مشاہیر

ریاست قاشقار حالی چترال کے پرانے غافل و معترقوں اور ملک کے موزر و حبال کا ایک محل تذکرہ و تہنات جسے ریاست کے ایک اویس فاضل مرزا محمد غفران مرحوم نے تاریخ چترال نامی میں تالیف کیا تھا بعد جب تاریخ چترال ہزاری نس سر محمد ناصر الملک کے مزید علمی ریسرچ سے ان سر فہرست میں دیکھا تو مرحوم تذکرہ مشاہیر میں بھی مزید توسیع کی تیار کر سکتے تھے۔ گراں کی وفات کے انک سادہ ثلث اس کی خواہش کو پائے تکمیل تک نہ پہنچے دیا۔ تاہم جو کچھ تراہم ہو سکا سلسلہ کے سرالہا کو مابعد کے باقی ماندہ افراد سے پُر کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اس کا مسودہ فارسی میں تھا مگر چونکہ تاریخ چترال کا ترجمہ اردو میں ہو سکا تھا لہذا ناظرین کی دلچسپی کے لئے اس کا بھی اردو میں ترجمہ کیا گیا۔ جس کے ترجمہ کے بارگراں کو اٹھانے کی ہمت اللہ تعالیٰ نے محترم سید غلام حسن کاظمی مظفر آبادی حال افسر تعلقات عامہ مظفر آباد پر جب تک سرحد کو پہنچا کر انہوں نے اسے اردو زبان میں منتقل فرمایا اور اسے بعض نا صلا نہ گفتوں سے بھی زینت بخشی۔ مگر ان کے ترجمہ کے بعد اس میں کچھ رد و بدل اور ترمیمات کی حاجت ہوتی جس کے سبب سے ترجمہ کی پروفٹ و بیٹہ ملک میں اصلاح کے موجودات موجود ہیں۔ میر حالی میں محترم کاظمی صاحب کی خدمت میں چنانچہ یہ تشریف پیش کرتا ہوں اور خدمت کرتا ہوں کہ باوجود مصروفیات ملازم کے آپ نے میری اس ناگہانی یادگار کی تکمیل میں جس خلوص سے کام کیا ہے اور اپنے اوقات گرامی کی قربانی کی ہے اس کا شکریہ گزار ہوں۔

ناظرین کی خدمت میں اتنا ہے کہ اگرچہ کہوستان چترال یعنی سر زمین کہو ایک مختصر سا خطہ نہ میں ہے اور بطور یہ نگاہ نہیں ہوتا کہ یہاں متنبہ جنگجو اقوام اور نامور و حبال کا وجود بھی ہو سکتا ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ زمانہ قدیم سے یہاں کے باشندے شجاعت شاد و اتران و اشال میں نامور رہے آئے ہیں۔ اہل برہنشاں کہ جن کا اس ملک سے تعلق ہر شاکی ہے نے سارے سامان جنگ کی فراوانی اور کثرت نفوس و بیہوش کے باوجود جب بھی انہوں نے اس ملک پر لشکر آوردی کی۔ چترال کے مختلف دفاع نے ان کو عاجز کر ڈالا۔ افسر برادران کو آدم و شرمسار ہونا پڑا۔ چنانچہ اہل چترال کی ترکنا زبوں اندہ خبر و آزمایوں و شمشیر رانیوں کا یہ عالم تھا کہ کاخستان ہاشمیائی نورستان پر امیر محمود صاحب قراں نے مستحکم میں لشکر رانی کی اور خود صاحب قراں بھی اس حملہ میں شریک تھے۔ تاہم یہی گروہ اس ملک کے مورث اعلیٰ محمد بیگ کی جنگ آزمائشوں اور شمشیر رانیوں کا پائمانہ تھا۔ اہل چترال کی جنگجوئیاں اس قطع کی عینیں کہ اگر ایک طرف چنانچہ سر زمین ان کی پائمانہ ہو سکتا تھا تو دوسری

طرف سرزمین جندول کو بیدریغ تھارتے رہے۔ شمال مشرق میں ان کے گھڑوں کی ٹاپوں کی گرد و غبار نے اڑ کر
 پہلے کسی جگہ مسکرت میں شلتاس کا نام دیا گیا۔۔۔ سے کوہستانوں کو ڈھانچ لیا تھا تو ادھر سرب میں
 مادی آبادی کا نامور بندہ نہ حال رہتے تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جندول کا وہ شہر جسے بازارک سے موسوم کرتے
 تھے اہل کاشغر کے تخت و تاج سے گھنڈرات کا انبار بن گیا تھا اہل کاشغر سے مراد اہل تاشقار میں نہ کہ
 کاشغر (کلاں) مابعد ان گھنڈرات پر نیا قلعہ آباد کیا جسے اہل قلعہ کہتے ہیں۔ آثار و عہد محمد بیگ آج بھی
 کہیں نہ کہیں دکھائی دیتے ہیں۔

ناظرین باتملین سے پوشیدہ نہیں کہ ریاست چترال کہوستان کے نام سے اس کے بھی مشہور ہے کہ کہو قوم کی سرزمین
 یہ بھی ہے جب سکندر یونانی نے ایران کو فتح کر لیا اور کابل کے راستے ہندوستان کی تیغ کا غم کی تو کابل سے
 آسمان پہنچا۔ کہو قوم جو وہاں آباد تھی نے ڈٹ کر اس کو مقابلہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ سکندر کے ایک فوجی دستہ نے
 چترال پر بھی حملہ کیا تھا اور اس دستہ کے املاک کے قریب دریائے کوہ پور کیا تھا جس کو اس کا نام دیا گیا ہے
 یعنی دریائے کہو۔ بالفاظ دیگر کہو قوم اس جہد میں کامیاب نہ ہو سکی تھی۔ اور سکندر یونانی جیسے
 شہرہ آفاق حملہ آور کا مقابلہ کیا اور اپنے ملک کی تاج اندازادی کو بچا لیا۔

مہم جندید کے کارنامے جو بہ کثرت آند اسکروڈ کے محاذات پر دشمنوں کے مقابلہ میں اہل چترال کی
 شجاعت سے یاد ہوتے ہیں۔ وہ بھی اس قوم کے کارنامے ہیں۔ جو باوجود قلت نفوس کے دشمنوں کو عاجز
 کر ڈالا۔ اور ہندستان کی شہرہ چھاؤنی پر قبضہ کر لیا۔ لہذا چترال کی اقوام اندان کے شاہیر کا مختصر تہذیب
 تاریخ چترال میں شائع کرتا ہوں۔ ساتھ ہی یہاں کے علماء و فقہاء، فضلا اور مشرا کے نامور رجال کا تذکرہ
 بھی یہاں سپرد قلم کیا گیا ہے تاکہ یادگار رہے اور ریاست کے حکمرانوں کی قدر جلال اہل مملکت کی شجاعت
 و جہادیت کے کارناموں سے رنزدہ و جاوید رہے۔ بے کیونکہ اگر تاریخ نہ ہو تو نہ کس ملک کے بادشاہ کی عظمت
 دنیا میں قائم رہتی ہے نہ قوم کے کارنامے۔

ناظرین اس بات سے آگاہ ہیں کہ شاہ کھڑا دل کے خاندان سے اس موضوع کا آغاز کیا جا رہا ہے کہ ریاست
 چترال کا موجودہ حکمران انہیں کی شہ سے ہے پھر اقوام کے شاہیر جو جہاد و شہ سے ایک ممتاز ہے
 آتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت سے مراد سر شجاع الملک مرحوم ہیں یہ ان کا قومی خطاب تھا اور اہل ملک اسی خطاب کے
 ان کو یاد کرتے ہیں۔ فقط یکم نومبر ۱۹۹۱ء

نیا زندہ خادم قوم و وطن

غلام مرتضیٰ فرزند علامہ مرزا محمد خفران مرحوم

سابق لفٹنٹ کوارٹر ماسٹر باڈی گارڈ ریاست

خاندان کٹوریہ کے مشاہیر

۱۔ **حیدر الغنی خان ابن شاہ کٹوراؤل** | یہ ایک شہرت یافتہ شخصیت کا مالک تھا اپنے والد کی زندگی میں علاقہ تورکپور کی حکومت پر مامور اور وہاں ہی قیام پزیر تھا۔ بہتر سنگین علی کے عہد میں بھی دستور تورکپور مامور رہا۔ بہتر محمد غلام کے زمانے میں دراکسن پر لشکر کشی کی مقرر ہو کر نکلا۔ متاثرہ اور اس شخصیت کی نائب ڈاکٹر خان چلا گیا۔ اور وہاں پناہ گزین ہوا۔ بہتر شاہ افضل اول کے عہد حکومت میں وہاں سے واپس آکر تورکپور میں شورش کا آغاز کیا۔ باشندگان تورکپور نے اسے گرفتار کر لیا۔ اور بغاوت کے جرم میں موضع استار میں قتل کر دیا گیا۔ اس کی اولاد میں سے سدا کی خان ایک معروف شخص تھا جس کی اولاد تورکپور میں موجود ہے۔

۲۔ **شاہ غیرت ابن شاہ کٹوراؤل** | شاہ غیرت کا لڑکا اعظم خان اور اس کے لڑکے میردیس خان اور نواز خان کے لڑکے مسلم شاہ کے ماتہ سے مارا گیا تھا ان کے چچے پر پوتے موضع دین میں رہتے ہیں۔

۳۔ **فرخ میر ابن شاہ کٹورانی** | موضع لنگوہ میں جنگ برپا کی۔ اور شکست کھا کر بدخشان کی طرف فرار ہو گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد واپس آیا اور باپ سے مافی ماہکی اور بدخشان شفقت سے بھگتا رہا۔ دوسری بار عم محترم بہتر سر ملید خان پر حملہ آور ہوا۔ بادشاہ نے لشکر بھیجا کہ گرفتار کر لیا۔ اور نشتر لگا کر آنکھوں کو زخمی کر دیا۔ زخموں سے صحت یابی کے بعد اس کو جلا وطن کیا گیا اور وہ باجوڑ سے گھومتا ہوا بلیلم پہنچا اور بعد مسلم شاہ کے پاس قیام پزیر ہوا۔ اور سازش کے الزام میں مسلم شاہ کے ماتہ قتل ہوا۔ اس شخص کی منشا چترال بھیج دی گئی۔

۴۔ **ہمایول شاہ ابن فرخ میر** | ہمایول شاہ معروف شخصیت کا مالک تھا والد کے قتل ہونے کے بعد اپنے چچہ بزرگ اور پسران الملک کے زیر سایہ تربیت پائی اور نواز شاہ سے علاقہ شنور کی حکومت پر فرائض نبھا۔ لیکن ایک سال بعد بھٹل شاہ کے بیٹے مسید علی شاہ نے جو اپنے والد کے قتل کے بعد دیر دسوات میں پھر رہا تھا۔ بہتر محترم شاہ ماتہ کو دیر میں گولی کا نشانہ بنا دیا۔ غزن خان واسطے دیر نے اس کا جنازہ چترال بھیجا دیا۔ اور بادشاہ کو خبردار کیا کہ ہمایول شاہ اور اس کے لاکھوں کے اشارے سے آپ کے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے اور دشمن اب خود متاثر

جان لینے کے درپے میں لہذا بہتر محترم شاہ ثالث کے قتل کے الزام میں بہاریوں شاد مع اپنے دو بیٹوں،
 ندرت شاہ و قناعت شاہ کے شہرہ ہی میں قتل ہوئے۔ اور اس کے تین خورد سال بچے یعنی شاہ، انفسلی
 میر حسید، بہرام خان جو بادشاہ کے جانچے تھے قتل سے مایوں رہے۔ اور شہزادہ سے خارج کر کے خیر
 مقام پر رہائش کے لئے بھیج دیا گیا۔ اور اعظمیہ سرشاہ الملک مرحوم کے عہد میں تینوں اعزاز سے
 رہے۔ بہرام خان نے سرکاری قیونر محکمہ میں صوبیداری بھی پائی یہ بہادر شخص تھا۔ ایک انگریز افسر کی
 جان بچانے کے لئے میں جبکہ وہ جتنا کے محلہ سے نہ مٹی ہو گیا تھا، تو انعام بھی حاصل کیا۔ اس کے بڑے فاضل
 ملک و عبدالعزیز خان ریاستی رسوخ میں حصہ دار ہوئے مرحوم میں مقیم رہے۔ آج کل ان کی اولاد بھرت
 میں آ رہی ہے۔ شاہ افضل کے بڑوں میں محمد زمان خان اپنے خاندان میں مقیم تھا پھر اس کا لڑکا محمد امین زمان
 تعلیم پا کر ریاستی باڈی گارڈ کے دفتر میں ملازم ہوا اور بددیانتی پا کر وزیر کا صوبیدار کا خطاب حاصل کیا
 لاکھ و مقیم شخص ہے۔

میر حسید خان کا لڑکا صوفی سکندر خان معروف شخص تھا ۱۲۶۶ھ میں ایک سیاسی سازش میں ماخوذ ہو
 کر ایٹ آباد ضلع ہزارہ کی جیل میں محبوس رہا تھا۔ رہائی کے بعد واپس چترال آیا۔ گوشہ نشین رہا۔ اور
 ہمیں انتقال کیا۔ اس کا لڑکا محمد یحییٰ خان پریس فورس میں عہدہ دار ہے۔

۵۔ **ریحان شاہ بن میر غضب** شاہ کٹورستانی کا پوتا تھا۔ صاحب اعتبار و دیانت شخص تھا بہتر
 کے ساتھ ہی اسے بادشاہ کی شرف و امان کی کا مرتبہ بھی حاصل تھا۔ مگر بہزادہ بخت شاہ کے خلیہ ساز یا زائد
 غلام آرائی کی پاداش میں قتل ہوا۔ اس کا لڑکا بہادر شاہ بڑا پاکیزہ و فضیلت اندہ شخص تھا۔ بہتر نظام
 الملک کے عہد میں مرتبہ وزارت پایا۔ ایران کے ہر کباب کا بل بھی گیا۔ اس کا لڑکا محمد نادر شاہ اعظمیہ
 مرحوم کے عہد میں موز سنا احمد مہر ان کونسل میں شامل تھا۔ چنانچہ اس کے خاندان سے بہادر و سنگرمہر ان
 عدلیہ کونسل میں شامل ہوا۔ اس کا خاندان عزت سے یاد کیا جاتا ہے۔

۶۔ **شہزادہ بخت شاہ بن شاہ کٹورستانی** یہ شہزادہ شاہ کٹورستانی کے مقرب ترین دروہوں سے تھا
 واصل میں کمال دستگاہ رکھتا تھا۔ شیخ حام الدین صاحب
 قنذی علیہ الرحمۃ کے سبک داری میں منسلک تھا۔ شہزادہ بخت شاہ کے بھائی بہتر شاہ افضل ثانی نے والد کی
 وراثت کے بعد اسے ملازمہ و رکش پر چلکا نہ نصرت بخت شاہ کسی پوتا نہ رہ سکا۔ بہتر بھائی پر حملہ بھی
 کیا۔ جنگ برپا ہوئی۔ آخر بہتر شاہ افضل کے بڑوں محترم شاہ ثالث اور میر افضل کے ہاتھوں قتل ہوا۔
 شہزادہ بخت شاہ کی شخصیت ایک عالم دین۔ ایک جوان صاحب اور صوفی مشرب اوصاف سے متصف تھی
 اس کا لڑکا ملک شاہ لاکھ شخص تھا۔ لیکن بخت نے یاد دہی نہ کی اور مدد ملنے ہی میں انجام کو پہنچا۔ اور اس کا بھائی

فائدہ تھا لیکن اس پر قناعت نہ کر سکے۔ اور بے احتسابی میں کہیں۔ ان حرکات سے والد کو تنگ کیا۔ بالآخر بہتر
مرحوم جوہر مجبوری شہزادہ کو گرفتار کر کے قلعہ وراٹن کے ذخرا خانے میں قید کر دیا۔ اور اپنی ناکردہ بد اعمالی کی
پاداش میں قلعہ کی قید سے فرشتہ موت نے آواز دیا۔ کوئی اولاد نہ تھی۔ ایک جان تھی سودہ بھی بہن کی تھی پہلی
۱۱۔ شہزادہ شیر افضل خان: بہتر شاہ افضل کے فرزند بہتر شیر افضل خان بڑے نامور شخص تھے۔ بہتر تان الملک

کے جہد میں تھا۔ قوریکو میں رفاقت و تربیت پانے کے بعد جب جوان ہوئے
یہ علاقہ تان کی جاگیر میں محسوب تھا۔ مگر ساتھ ہی سردار نظام الملک بھی علاقہ قوریکو میں رفاقت پائی۔ جب وہ بھی
جوان ہوئے تو شیر افضل خان نے علاقہ قوریکو میں اپنے قیام کو مسترزل خیال کیا اور فرار ہو کر وہاں جانے کا
ارادہ کیا۔ بہتر تان الملک جب صورتِ موت سے آگاہ ہوئے تو انھوں نے شہزادہ شیر افضل خان کو وہاں
سے حیرال بلال کو موضع ایون میں رہائش کے حقوق دیدیئے مگر شہزادہ نے وہاں سے رخت سفر باندھا۔
اور مدیاست دیو میں جا پہنچا۔ اور پھر کوہستان ہاشم میں طرح اقامت ڈالی۔ اور امیر کابل شیر علی خان سے
اعلا و کا طلبگار ہوا۔ افسوس کے بعد امیر عبدالرحمن خان کے ہاں چلا گیا۔ امیر عبدالرحمن خان کو جنگ قندھار
کی ہم پیش آئی تو شہزادہ شیر افضل خان نے اس جنگ میں شجاعت و شہادت کے وہ جوہر دکھائے کہ امیر
موصوف کے منظر و نظر ہو گئے۔ اور امیر صاحب نے شہزادہ کو معطلی یہ خزان میں قیام کی سر فرازی بخشی۔
بہتر تان الملک کی وفات کے بعد جنگی منصوبہ کے تحت حیرال بلال پر ایک منظم کشتیوں مارا۔ لشکر میں بہتر
جو مرید دستگیر کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ شہزادہ میں پیچھے شہزادہ امیر الملک بمقابلو پایا۔ اور دوسری
رات خاص حیرال بلال کشتیوں مارا اور عالم بے خبری میں بہتر افضل الملک کو قتل کر ڈالا۔ اور ستائیس دن حیرال
پر حکومت کر کے جب جنگ واکسن میں بہتر میت پائی تو براہ آسمان کابل واپس چلا گیا۔ اور سردار نظام الملک
تخت حیرال پر متمکن ہو گئے۔

سردار نظام الملک کے قتل کے بعد حبیب عمر خان والی جندول حیرال میں آیا۔ تو شہزادہ شیر افضل خان
باوجود کے راستے دوبارہ اس ملک میں داخل ہوا۔ شہزادہ شیر افضل خان اندامگر پڑا خوروں کے بین حیرال
خاص میں ہولناک جنگ برپا ہوئی۔ جس کے منفصل حالات تاریخ حیرال میں قلمبند کے بعد ملے ہیں۔ محاصرہ کے
بعد اندامگر پڑا خوروں نے بہتر شیر افضل خان کو دیو میں گرفتار کر لیا۔ گرفتاری کے بعد ہندوستان میں لپکا کر نظر بند کر
دیا گیا۔ سودہ پسر کے جہر سلسلہ میں نظر بندی ہی میں انتقال کر گئے۔ بہتر مرحوم بڑے شجاع اور مستقل
مزاج انسان تھے۔ بخت کی ناز و رائے نہ ان کی یاد رہی نہ گئی۔ ان کے دو فوجی لڑکے نور افضل خان و شاہ نادر خان
کابل ہی میں فوت ہوئے۔ اور ان کی ایک شہزادی ان کی وفات کے بعد حیرال آئیں۔ اور اپنے حضرت سر شجاع الملک
کے ساتھ از و واج میں منسلک ہو گئیں۔ مگر قبل وصال کے بعد اس نے بھی سفر آخرت اختیار کیا۔ کوئی اولاد نہیں
تھی۔ بہتر مرحوم کے ساتھ جو لوگ چان سے فریب الوطن ہوئے وہ بھی سب واپس آ گئے۔ جن میں مرزا عاقبت خان

قابل ذکر ہے۔ وہ ان کا بڑا دانا دار ملازم تھا اور توبہ کبیر کا باشندہ تھا۔ اعلیٰ حضرت نے اسی کو روایتیں کئے
 زمین دی اور توشہ خانہ میں ملازم رکھ کر اسکی پیدائش فرمائی۔ بہتر مرحوم کی وفات ۱۲۲۳ برس بعد اعلیٰ حضرت
 مرحوم نے اپنے معتقد خاص قاضی محمد جہان خان کو ہندوستان بھیجا ان کی آمد ہوا اور بہتر امیر الملک کی بیٹیوں
 کو نوبت میں رکھوا کر حیرال جلیجئے۔ اور شاہی قبرستان میں دفن کرا یا۔ آخر کی اپنی صرت درمیکہ ہوئی
 پہنچی وہیں پر خاک جہاں کا خیر تھا۔ بہتر مرحوم کی نقو بہرنا ریخ میں شامل ہے۔

۱۲۔ بہتر کوہ کن بیگ | بہتر شاہ افضل ثانی کے فرزند ہیں۔ بہتر زمان الملک مرحوم کی تخت نشینی کے آغاز
 حیدر سے علاقہ درویش ان کے تعریف میں تھا۔ تقریباً چودہ برس تک بڑے کام

اور کامرانی سے زندگی بسر کی۔ اس کے بعد بہتر زادہ نے بادشاہ کے مزاج کو کچھ بدلا ہوا پایا۔ تو اہل دیالیت
 دیر اور باشر میں چلے گئے۔ اور شیر افضل خان سے متحد ہو گئے۔ چند برس بعد تقصیرات کے لئے طالبِ معفو
 ہوئے اور حیرال واپس چلے آئے۔ اور توبہ کبیر میں اور با بعد درویش کی حکومت پر فائز ہوئے۔

خان جند دل عمر خان نے جب درویش پر حملہ کیا تو حفاظت ذکر کے اور نفع معاف عمر خان کے
 حوالے کر دیا۔ اور بدنامی کے داعیوں سے دامن بھر دیا۔ شیر افضل خان سے جا ملے اور اس کے ساتھ

باشر پہنچے۔ پھر دیر آئے جہاں گرفتار ہو کر شیر افضل خان کے ساتھ ہندوستان بھیج دیے گئے۔ چند برس
 کے بعد رانی پاکر حیرال آئے اور ۱۱۹۱ھ میں انتقال کیا۔ شیر افضل بیگ میر حیدر بیگ۔ محمد مراد بیگ

غلام الیوب۔ غلام اسحاق اور میر احمد بیگ ان کے صاحبزادے ہیں۔ بہتر میر احمد بیگ نے اعلیٰ حضرت سر شجاع الملک
 مرحوم کے جہد میں اعتبار پاکر سکونش میں صوفیاری حاصل کی۔ لائق و محترمہ شخص تھے۔

۱۳۔ محمد افضل بیگ | بہتر جو کوہ کن بیگ کا صاحبزادہ اور ریاست حیرال کا ایک نامور شخص تھا علاقہ
 اس کے وہ بہتر زمان الملک مرحوم کی دامادی سے متاثر تھا۔ محاصرہ حیرال

کے دنوں میں بہتر شیر افضل خان کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ علاء دین ہو کر ہندوستان گیا تھا ہندوستان
 سے محمد افضل بیگ، اس کا والد کوہ کن بیگ اور اس کا چچا یادگار بیگ فرار ہو کر چلے آئے مگر راستہ میں

اس کا والد پھر گرفتار ہوا۔ اور واپس بھیجا گیا۔ مگر چچا اور بھتیجا فرار نہیں کا میاب رہے بہتر جو یادگار بیگ
 نواب محمد شریف خان والی دیر کے ہاں جا کر قیام پذیر ہو گیا اور محمد افضل بیگ حیرال چلا گیا۔ اور یہاں دوبارہ

تبدیل کیا گیا۔ قبل اس کے کہ پھر ہندوستان بھیجا جاتا۔ وہ زنجیر توڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ نواب دیر کے ہاں جا کر
 قیام پذیر ہوا۔ اور اسی جگہ ۱۱۹۱ھ میں رحلت کی۔ علاء دین کے دنوں امیر عبدالرحمن والی کابل کے ہاں بھی

کچھ مدت تک بڑے اعزاز سے رہا تھا۔ شاعرانہ طبیعت کا مالک تھا۔ اس کے کلام کا در بیان موجود ہے
 شاہ افضل ثانی کے فرزند اور بڑے لائق شخص تھے۔ بہتر زمان الملک مرحوم
 ۱۴۔ بہتر جو یادگار بیگ | بعد حکومت میں انکو سفارت پر مامور کر کے بہار جہ کشمیر کے پاس چند دن

بھیجا گیا تھا۔ جب بہتر شیر افضل خان نے پیش کی تو اس کے ساتھ شمولیت اختیار کر لی تھی اور گرفتار ہو کر زندان
میں لے گئے تھے۔ وہاں سے واپس آ کر یہیں رحلت کی اور بلاد وطن کی آغوش میں ابدی نیند سو گئے۔

۱۵۔ بہتر جو محمد علی بیگ | بہتر شاہ افضل ثانی کے فرزند بہتر آمان الملک مرحوم کے عہد حکمرانی میں
کوہ بالا کے دیہات ان کی جاگیر میں تھے اور آرام سے زندگی بسر کر رہے

تھے۔ بہادر جنگ بہتر جو کوہ کن بیگ کی فرادی کی وجہ سے ان پر بھی غنم کی ساحت آ گئی۔ پھر اعلیٰ حضرت
سرسام الملک مرحوم کے دوران حکومت میں ان کی عزت بجال ہو گئی۔ اور جاگیر داری کے حقوق بھی
وہ بارہ مل گئے۔ اور اعلیٰ حضرت کے اولین سفر ہندوستان میں وہ شریک ملازمت رہے۔ معزز اور بڑے
مجلس آیا شخص تھے۔ اور اسی حال میں وفات پائی۔ ان کے رشتہ کے امت محمد افضل آمان حسن احمد اور افضل
الرحمن سب اعزاز و اعتبار کے مالک تھے۔ افضل آمان سکادش میں صوبیدار تھا۔ اور اس نے جنگ
برکوت میں اپنی بھی کی بیعت میں ہی کے پشتہ پر انتہائی جوش و خروش سے حملہ کر کے پی پر قبضہ کر دیا تھا
حسن احمد علم کے ساتھ سلسلہ نقشبندیہ میں شمول اور صوفی منش تھے اور اعلیٰ حضرت مرحوم کی بیعت میں
حج بھی کیا تھا۔ اور سفر و حضر میں ہمیشہ شامل رہتے تھے۔ اس کی تخریر بڑا پاکیزہ تھا۔ تصوف میں مشغول
رہا۔ اعلیٰ حضرت مرحوم سے نقدی اور غلہ کی صورت میں وکیلہ یاب تھے۔

امت محمد کو نسل عدلیہ میں شمولیت رکھتا تھا اور افضل الرحمن بہتر میں صوبیداری پائی تھی۔ حسن احمد
کے لڑکے قلیبیہ انتہا تعلیم یافتہ ہیں۔ بڑا لڑکا سراج احمد ریاستی مایہ کے دفتر میں ہیڈ کلرک اور لائق یاد
ہوتا ہے۔

۱۶۔ بہتر جو بہادر خان بن شاہ افضل ثانی | بہتر آمان الملک مرحوم کے حضور میں ان کے محبوب ترین
جہانگیروں سے تھے۔ کاروبار سفارت پر مامور ہو کر

بہادر جو کشمیر کے ہاں بھی گئے تھے۔ اور جنگ اسامہ میں دو سو فوجانوں کے ساتھ خان اسامہ کا مقابلہ کیا۔
ان کو شکست دی۔ ۱۱۹۰ھ کے محاصرہ جہال میں وہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ شامل تھے۔ اختتام محاصرہ کے
بعد مجلس وزارت میں پیش کی حیثیت سے شامل تھے۔ بعد ازاں برطانوی حکومت نے ان کو علائہ مستوح کا گورنر
مقرر کر دیا تھا۔ ۱۱۹۱ھ میں گورنری سے مستعفی ہوئے۔ اور مقام الین میں زمین لے لی۔ اور عبرت کا گون
جاگیر میں پایا۔ ۱۱۹۵ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ وصرداری اور پاکیزہ سیرت کے مالک تھے۔
اعظم خان یعل زمان۔ محمد زمان خان۔ رحمت زمان خان بھدر خان ان کے صاحبزادے تھے۔

یعل زمان خان خصوصیت کے ساتھ اعلیٰ حضرت مرحوم کے ہاں قرب و حضوری کا مرتبہ رکھتا تھا اور اس سے
بیشتر وہ سکولش میں صوبیدار تھا۔ جنگ برکوت میں دریا کے مشرقی کنارہ کے مورچوں میں اپنی کھنی
کے ساتھ دشمن سے برسر پیکار تھے۔ محمد زمان خان درخت زمان خان بھی سکادش میں صوبیدار تھے۔



1880
1881
1882
1883
1884
1885
1886
1887
1888
1889
1890
1891
1892
1893
1894
1895
1896
1897
1898
1899
1900

1880
1881
1882
1883
1884
1885
1886
1887
1888
1889
1890
1891
1892
1893
1894
1895
1896
1897
1898
1899
1900

1880
1881
1882
1883
1884
1885
1886
1887
1888
1889
1890
1891
1892
1893
1894
1895
1896
1897
1898
1899
1900



اور بنی کپنیوں کے ساتھ سرکوت لام میں انہماکی جو کش کا منظر ہرہ کیا۔ محل زمان خان جب سکوت سکوت میں
ہوا تو ان کے منصب پر ان کا سر تھا خدا خان صومیرا بنا۔ اور ریاست چترال کی تنظیم مجدد کے بعد وہ
مختصدا مقرر ہوا۔ ایک سال بعد تحصیل دہی سے استعفیٰ دے دیا اور گھر پر آرام کرنے لگا۔
حضرت مرحوم کے عہد میں محل زمان خان کی بڑی عزت تھی۔ آمد آمد پر ہی کرنا سے یاد کیا جاتا تھا مفرد
حضر میں شامل دیتے تھے۔ باکیرہ اخلاز کے مالک اور سید مقبندہ میں بیعت تھی۔ ۱۹۲۱ء میں فات
پائی۔ ان کا لڑکا مقتدا خان اور اس کا دوسرا بھائی بدستور بہرت کی جاگیر میں حصہ دار ہیں۔ آمد کا فی
اراضیات کے مالک ہیں۔

اولاد ہترامان الملک

۱۷۔ ہتر جو شاہ الملک | پیر بزرگ و ہتر مال الملک کی زندگی میں بڑے عالی وقادہ شخص تھے۔ درویش کا
علاقہ ان کے تابع زمان تھا۔ صاحب علم و قلم اور صاحب دانش تھے ہتر
تقریر اور شائستگی پر قدرت رکھتے تھے۔ داد بزرگ اور شاہ ناک سے ایک لفظ بعد ہتر افضل الملک کی
فرمانش پر قتل کر دئے گئے۔ امین الملک اور سلطان المیرکھان کے لڑکے تھے۔ امین الملک کی والدہ نواب
محمد شریف خان والی دیر کی ہمیشہ رفیق تھیں۔ اسلئے انھوں نے شجاع الملک مرحوم کی مسند نشینی کے ابتدائی
سالوں میں ضرور دستیار میں کھویا رہا۔ ان دنوں اسکے احوال و کردار بھی پسندیدہ نہ تھے۔ اپنے چچا ہتر
جو میر لرحمن خان کے ساتھ بدخشاں کی طرف ملک بدر کر دیا گیا۔ حیدر سال بعد واپس دیر واپس آگیا وہاں
سے احادیث مالک کو دھن کا مراجعت کی۔ اپنے خیالات پر انہماک نہایت کیا اور اخلاص مندی اختیار کر لی۔
اور اسی زمانہ میں دھاندار کے حصول میں کامیاب ہو گیا۔ امین الملک حضرت مر شجاع الملک کے حضور میں
قدردانست و کہتے تھے یہ باستی باڈی گارڈ میں کپتان کا انگریزی خطاب حاصل کیا تھا۔ بہادر الملک۔
حیدر الملک۔ مومن الملک۔ عنایت الملک۔ ممتاز الملک عنقصر الملک۔ سیمین الملک اور قباچ الملک
ان صاحبزادے ہیں جو علاقہ درگوش میں آباد ہیں۔ بہادر الملک اور مومن الملک سکاکوش میں صوبیدر ہیں جو ری
۱۹۱۱ء میں بہادر الملک نے ترقی کر کے صوبیدر مقرر کا منصب حاصل کیا ہے بڑے لائق اور نیک نیت شخص
ہیں۔ تاریخ جنرل کے مطابق میں بھی بنیاد سے کام لیا۔ حیدر الملک ۱۹۱۲ء میں جنگ آزاد دی کشیر
کے اوائل میں درویش سے ایک دستہ مجاہدین کے ساتھ نو شہرہ کے محاذ پر گیا۔ اور وہاں دشمن کے مجرم پراپک
دلیوارہ حملہ کیا۔ اس میں مدد میں دشمن کی گولی سے جام شہادت نوش فرمایا بڑا بہادری کا شخص تھا۔ بہادر الملک صوبیدر
کی خدمت میں بھی رہے۔

مہتر جو امین الملک سلطان الملک کی والدہ جو کوثر بھو ترغیت خان مرحوم دالی پور کی ہمیشہ تھیں انھوں نے اپنی حیات ہی میں جائیداد اپنی ہمیشہ کو بخش دی تھی۔ اور وہ جائیداد کا ردہ علائقہ دیر کے ڈیرے پورہ و بہرہ ڈیرے و کوہ میرہ کی جائیداد ہے ان کی اولاد اپنے آپ کو اب تک ان جائیدادوں کی وارث و مالک بتلاتی ہے۔ مہتر جو سلطان الملک کی مرثیہ ایک لڑکی ہے۔ جو صوبہ ارمیجر بہادر الملک کی زوجہ ہیں اور وہ اپنی دانڈ کی جائیداد کی واحد وارث ہیں۔

۱۸۔ مہتر جو بہرام ملک | شاہ ملک کے برادر حقیقی ہیں شاہ ملک کی خانہ جنگی میں مہتر افضل الملک کے حکم سے قتل کئے گئے مگر مہتر افضل الملک نے اس کے قتل کے بعد آفس میں بیٹے۔ جب ان سے دشمنی کی وجہ پوچھی گئی تو جواب دیا کہ مجھے ان کے ساتھ بہت محبت تھی مگر اسے زندہ چھوڑنا بھی ناممکن تھا۔ بہرام ملک علائقہ کادری کا جاگیردار تھا۔ اور اندہ پرتی مقام پر اقامت پذیر تھا ان کے دونوں لڑکوں آبرام ملک و صفد ملک نے اپنی زندگی خانہ نشینی میں گذار دی۔

۱۹۔ مہتر جو وزیر ملک | مہر شاہ ملک کے بیٹے اور مہتر افضل الملک کے حکم سے قتل کئے گئے۔ ان کا ایک صاحبزادہ عزیز ملک باڈی گاڑ میں صوبہ داری پائی چر کوتاہ کا منصب حاصل کیا۔ اور اسکی صوبہ داری اس کے بڑے بڑے کے فضائی ملک کو ملی انوار الملک انکا دوسرا صاحبزادہ سکندر ملک میں عمارت تھا۔ وہ چارہ کتھر گیا تو سات آدمی دیکھ کر کہ وہ مسرور ہو کر واد شہر مت دی۔ حب سکندر سے سکندر واد شہر کو نئی تنظیم کے تحت انسپکٹر مقرر ہوا پھر ترقی کر کے اس وقت کے ایس پی افسر ہے عوام میں بہرہ عزیز ہے۔ مگر تازہ میں تصویر برصغیر اسے سے غفلت برتی۔

۲۰۔ مہتر جو مرید دستگیر | شاہ آمان الملک کے بیٹے ہیں۔ تازہ چترال میں اس کے جنگی کارنامے لکھے گئے ہیں۔ جنگ زرنٹ، جنگ لادری اور جنگ باسنگلی میں بہترین نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔ مہتر فضل الملک کے عہد میں انکا بڑا مدد تھا۔ مہتر افضل خان نے چترال وراجا ملک بنزون واما تو در شہر کے مقام میراں کے حکم سے مرید دستگیر بھی قتل ہوا۔ بڑا بیاد رہتے تھا۔ لشکر کی حکومت اسکی تحویل میں تھی۔ ان کے لڑکے بہرام حیدر الملک خان، غلام حیدر میر عمر، شیر عمر، پریم عمر، جنگویشاہ اور عبدالرحمن معتبر لوگ تھے میں پریم عمر علی حضرت مرحوم کے عہد صوبہ داری سے عازم ہوا۔ اس کے دوست بھائیوں نے عوام میں خاص امتیاز حاصل کیا۔ مرید جو دستگیر کی ایک عکسی تصویر بھی مل گئی ہے۔ جو اپنے والد بزرگوار شاہ آمان الملک کے گردب میں ان کے سر پر لٹکے ہوئے ہیں اور تازہ میں شاہ باز نے اپنے ہونے میں امداد پتر پہوان خوشہ تھیہ بھی اس گردب میں ان کے سر پر لٹکے ہوئے ہیں اور تازہ میں شاہ باز نے اپنے ہونے میں امداد پتر پہوان خوشہ تھیہ بھی اس گردب میں ان کے سر پر لٹکے ہوئے ہیں۔ کسی دیگر بزرگوار کی کار گیری ہے اٹا و اٹا اور نیز تازہ میں یہ تصویر بھی شاہ کی باقی۔

۲۱۔ بہتر جو نظام و تنظیم

آپ کے دادہ نذر گو اور شاہ امام الملک مرحوم کو تمام فرزندوں سے بڑھ کر ان سے محبت تھی۔ برہمنی و ساٹھ مہی کی وجہ سے انہیں مرتبہ و شہادت حاصل تھا۔ بہتر افضل الملک کے ہاں ان کا بڑا وادہ تھا جب وہ قتل ہو گیا تو یہ ستر شاہ افضل خان کے عارضی خلیفہ سے خائف ہو کر بہاؤں سے فرار ہوا اور شاہ خان خان بہندل کے پاس چلے گئے۔

سرور نظام الملک کی سند نشانی کے بعد بہتر موصوت داپس چترال چلے آئے۔ یہاں سے سرور نظام الملک کے جہد میں ہی ڈاکٹر ابراہیم من کے ساتھ کافرستان کش گوم کی مہمات پر مامور ہوئے۔ وہاں سے ٹھیکرت گئے بھر چترال داپس آئے۔ سرحد وچ واپس آنے سے اپنی تدبیر میں یہ واقعہ خود لکھا ہے جب بہتر نظام الملک قتل ہوئے تو امیر الملک پران کو اعتماد نہ تھا۔ اسلئے میں ستر شاہ کے پاس پہنچ گئے۔ ستر موصوت انگریزی حکومت کی جانب سے حد بندی کے فیصلہ پر مامور تھے۔ وہاں سے کمیشن کے مسروں کے ساتھ آپ پشاور چلے گئے۔ سو سرور چترال جب ختم ہوا تو رہاست چترال میں مراجعت کی۔ مسئلہ میں بہتر جو موصوت مستوح کی گونہری پر مامور ہوئے۔ احد مستوح کا یہاں علاؤ ان کے اہتمام و نگرانی میں تکمیل کو پہنچا۔

۱۹۱۹ء میں جنگ برکوٹ کی مہمات سے آپ متعلق تھے۔ یہ محبت بھر جنگ آپ شاہزادہ محمد ناصر الملک کے ساتھ شالہ ریچے۔ ویل شاہ، برکوٹ، میردیش کے جنگی حادثہ جنگ آپ کے اہم کاوشے ہیں۔ جو مادہ چترال میں تفصیل کے ساتھ درج ہوئے ہیں۔

۱۹۱۹ء میں انگریزی حکومت نے آپ کی جنگی خدمات کا اعتراف کیا اور آپ خان بہادر کا خطاب دیا۔ ۱۹۲۲ء میں مہر موصوت دفتر مالیا بہت کے شیر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں جب زمینوں کے تعلق باپ بیٹوں کے تنازعہ ناف شرع ہوئے تو ان کی مخالفت کی وجہ سے عظمیٰ مرحوم کی نذر اصل مولیٰ ملی۔ اندھا دھبہ پہنچا۔ ۱۹۲۳ء میں چترال گول میں بفر تیر رہے۔ ۱۹۲۳ء میں آپ نے وہ نامت پائی۔ بہتر جو صاحب مرحوم ریاست کی گونا گوں خدمات سے نیکام تھے۔ مگر اپنی اولاد کی تکلیف وہ حرکات کے باعث دنیا سے ناخوش گئے۔ آپ باج بیت اللہ شرافت سے بھی شرفیاب ہوئے تھے۔ شہنشاہ کرگزار ہا سے رد کر گوارہ سے۔ آپ پر عادی آتا ہے۔ مرحوم دس بیٹوں کے باپ تھے۔ انکا بڑا ارکا شیر محمد دیکھان باڈی کارڈ میں سبکدہ کا تذکرہ تھا۔ شہادت اقدس بیت میں بعد میں شخص تھے ۱۹۱۹ء میں دولت پائی۔

۱۹۲۳ء میں حیدر خان بہاؤ کی وفات کے بعد ماڈی کارڈ کا مضر ہوا اور ساتھ ہی والد کی ممانت میں مایا پائی امور بھی انجام دیا کرتا تھا۔ رکوٹ و میردیش کے سرکوں میں والد کے ساتھ مدد گار رہا۔ اس کے بعد ایک خانگی معاملہ کے باعث کابل حدیگی۔ پھر واپس مراجعت کی اور ۱۹۲۳ء میں ایک باسی شورش میں گرفتار کیا گیا اور ایسٹ آباد جیل میں جوبوایا گیا۔ پھر واپس وطن آیا۔ تو کاغذ اسپند تھا۔ وہ جو داس کے والد نذر گو کے منظر نظر تھے ۱۹۲۳ء میں نذر گو

(۳) رحمت کریم جنگ بکوٹ و میرپش میں اپنے والد کی وصیت میں بہترین خدمات انجام دیں ریاستی باڈی گارڈ میں کپتان کا عہدہ پایا اور بدلتی پولیس میں سپرنٹنڈنٹ ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں عدلیہ کونسل کا ممبر ہوا۔ عمر بھر ڈاکے اختیارات سے صدر کونسل اور پھر کے عہدے تک ترقی کی۔

(۴) چوہان شاد و کشمیر باڈی گارڈ میں اعزازی انسر تھا۔ جنگ بکوٹ و میرپش میں رہی اپنے والد کے ساتھ ہو گا رہا تھا۔ اور اعظمیہ مرحوم کی دامادی کا انتہائی بھی ان کو حاصل تھا۔

(۵) ہدائی دستگیر سکول میں کھربیدار تھا۔ وہاں کے سکولر ڈسٹرکٹ کے بعد ۱۹۴۹ء میں عدلیہ کونسل کا ممبر ہوئے۔ ایسٹن مقرر ہوا۔ تجزیہ کار اور سمجھوتہ اتوار کا مالک ہے۔ اسکا لڑکا معصی دستگیر سکول میں کھربیدار ہے۔

(۶) خادم دستگیر چ بھی سکول میں کھربیدار تھا۔ اس کے بعد جنگ آزادی کشمیر میں ۱۹۴۷ء میں شہید ہوئے۔ علی احمد بن خان کے ہمراہ لداخ کے فوج میں شامل ہوا۔ ڈاگروہ نوجوان کا مردانہ دارمقاہد کیا۔ اور شہرت حاصل کی اس کا لڑکا ذاکر عثمان سکول میں کھربیدار ہے خادم دستگیر جب باڈی گارڈ میں آیا تو ہرنائیس سے کپتان کا عہدہ حاصل کیا تھا۔

(۷) دولت کریم۔ اور جان و منعم خان یہ تینوں مجیر ملازمہ مت کے گھر ٹوٹے کی گھر آئے ہیں ذریعہ تعلیم و تہذیب سے آگاہ ہیں۔

(۸) دسوں دسوں بیوان بیاد رہا۔ جو سکول میں کھربیدار اور دفعتی جواں تھا۔ عیس شہاب میں انتقال کیا۔ جان باور مرحوم کے تمام رشتے کے گھر پرستے سے واقف تہذیب و دانش سنی کے ہمراہ باب نامہ باب کے نقش قدم پر تھا۔ میر حیدر علی خان کو کیسوی جاگیر بھی ملتی ہے اور سینی کے مالہ سے گھر کی تہذیب بھی ملتی ہے جو باب کے ورثہ اس کو حاصل ہیں۔

۲۲۔ بہتر جو عبدالرحمن خان کی بہتر جو شاہ ملک کے بادشاہ میں علیحضرت سر شجاع الملک مرحوم عزت گزار رہا تھا۔ مگر خلافت توحید کے حالات میں تبدیلی آگئی۔ اور نے عبداللہ سرور ہون میں اس الملک بن شاہ ملک کی وصیت میں ملک بدر ہو کر رہا تھا۔ کب تو دلیس آگیا اور بہتر جو عبدالرحمن خان حکومت افغانستان کے مستقل و قیصر خور کی حیثیت سے وہاں رہا۔ ۱۹۵۰ء کی جنگ میں وکیل دکن خان کی مدد سے بکوٹ آیا تھا۔ پھر وہاں سے دلیس چلا گیا۔ کابل میں رہے اور اس کے بعد کی بکریاں وہاں ہی انتقال پایا۔ کابل میں سرکاری طور پر ان کا عہدہ کرنل کا تھا۔ انکا لڑکا عبدالملک حکومت کابل کا وکیل ہوا ہے اور وہیں سکونت پذیر ہے۔

۲۳۔ بہتر جو ولی محمد خان یہ بھی شاہ ملک کے برادر حقیقی تھے۔ ایک سیرت خواص اور لیسندہ اطوار کا مالک تھا۔ ۱۹۱۹ء میں حکومت افغانستان کے ساتھ جو جنگ برپا ہوئی

۲۴۔ غلام حبیبانی عکرمہ بولسوی میں تھا سہارنوی۔

۲۵۔ ملا محمد حسن نے پشاور سے میٹرک پاس کیا۔ جب ایس آئے تو پولیس کلکٹ چترال کے دفتر میں کلرک ہوئے۔ آج کل دذیرا عظمیٰ ریسٹ کے کینیو میں۔ محمد یار خان دھانی خان ٹھہر ہو زنگی گداور رہے ہیں۔ ہر ایک تعلیم یافتہ ہے۔ حاجی خان اپنے باغات کے میووں سے تجارت کرتے ہیں میوہ بات پشاور سے جاتے ہیں۔ حراشت کے نوادر سے ممتنع ہیں اور آسودہ حال ہیں۔ کلاٹر صاحب مرحوم کے راکوں کو درمور اور دین سے جاگیر بھی ملی ہوئی ہے۔

۲۵۔ مہتر جو افراسیاب خان کا ڈیڑھا سفند یار خان کے بڑا حقیقی ہیں یہ اعلیٰ حضرت کے ساتھ حاضر

اعلیٰ حضرت کے ساتھ ترکیب سفر بھی رہے۔ اعلیٰ حضرت کو ان سے بڑی محبت تھی۔ اور وہ چاہتے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ان کے اکثر اذنیات حضور کی ملازمت میں لگدیں۔ مگر وہ آسودہ حال اور آرام طلب ہونے کی وجہ سے ملازمت سے کام نہ کھینچ رہے تھے۔ ۱۹۱۵ء میں آپ کو شاہی اردن کے سواروں کی خدمت سہرا پر مقرر کیا گیا۔ ملازمت میں مستقل رہا کریں مگر اس کی پابندی سے بھی ملازمت طلب کی اور گھر چلے گئے۔ سہرا پر مقرر ہونے کے بعد حرا ملک مرحوم نے آپ کو عدلیہ کونسل کے ممبروں میں شامل کیا۔ قریب در کونسل کا خطاب دیا۔ غورٹ سے عدلیہ میں سے بھی اسٹیشن دے دیدیا اور گھر چلے گئے۔ آپ علم دوست تھے اور احادیث کا مطالعہ کرتے رہتے۔ مئی ۱۹۱۵ء میں وفات پائی۔

۲۶۔ چار صاحبزادے ہیں سلطان حسین خان، مظہر حسین سلطان، یقیوت شاہ، سلطان حسن خان، مظہر حسین خان، مرگ ملک، بھیم، اندر ہے اور کوثری سکول میں ماسٹر ہے۔ یہ سارے سہرا میں تعلیم کے واسطے ہیں۔ ان سب کو گورنمنٹ انڈیا کوثری میں جاگیر بھی ملی ہوئی ہے۔

۲۶۔ مہتر جو عبدالکریم خان سکالرشپ خزانہ، جو سو بیوہ تھا پھر ان کے لڑکے جناب دل خان کو ہر ملک اور

عبدالکریم خان سکالرشپ میں سو بیوہ رہے۔ پھر جناب دل خان کا شہزادہ نادر خان سکالرشپ میں جہادری پائی۔ اور جناب ولی خان باڈی گارڈ میں عیش کا عہدہ حاصل کیا۔ ہزارائی نس منقرضات مرحوم کے عہد میں موزد جو ۱۹۵۹ء میں کونسل عدلیہ کے ممبروں میں شامل ہوئے۔ جو بیکو کے علاقہ میں شری مقام میں سکونت رکھتے ہیں۔ یہ وہ مابقی مقام ہے جہاں عبد بیک رہا کرتا تھا۔ جناب دل خان کو جاگرتے بھی ہوتے ملا ہے۔

۲۷۔ مہتر جو غازی ملک سکالرشپ میں انکا عہدہ سو بیوہ تھا۔ بنگ برکوت ۱۹۱۹ء میں انہوں نے

اپنی کمپنی کے ساتھ انڈیا کی یونیورسٹی پر پڑھا اور ۱۹۲۱ء میں جون نامی کی بارکاش میں منبہ ہوا اور مویشی مار کر تیب سے لٹا کا۔ اور افغانستان میں لٹا گیا۔ اور پھر وہاں ہی مستقل سکونت اختیار

۲۸۔ بہتر جو محمد نسر خان | شاہ آمان ملک کے عہد میں لادی علاقہ دکنس میں نریب پائی۔ پیرادی اور شیشی گروہ میں زمین لے لی۔ قدا دھر ہی فارخ ادالی سے زمین بھر گئی۔

اسکاڑ کا مقصود دل خان جو تعلیم یافتہ تھا۔ اپنی والدہ کے ساتھ قانچیر چلا گیا جہاں ہنس کے ماموں دامبر پختون دلی خان کا گھر تھا۔ وہیں وفات پائی بہتر جو کے لڑکے محمد عیسیٰ و محمد کریم نے خانگی کاروبار میں زندگی گزار دی۔

۲۹۔ بہتر جو فرامرز خان | محمد حسین خان۔ حاجی محمد خان اور فرامرز اپنے نثر شیشی علاقہ دکنس میں

سکونت پذیر ہیں۔ محمد حسین خان سکادش میں صومدار تھا۔ ہر باڈی گائے میں اعزازی ٹھٹھ کا ہودا حاصل کیا۔ حاجی محمد خان سکادش میں عہدار تھا۔ جو نے سوامی ٹیک میں بھی ٹھٹھ کر کے شہرت پائی۔

۳۰۔ بہتر جو سعادت سیر | محمد فرمزان کا حقیقی بھائی تھا۔ علاوہ ٹھٹھ کے شہر مقام میں زمین سے سروکار نہ رکھتا۔ اندھرتی واقع شہر میں سکونت رکھتا تھا۔ اسکا ایک لڑکا اسکاڑش میں عہدار ہے۔

۳۱۔ بہتر جو محمد لارام خان سابق وزیر کراچی | آپ شاہ آمان ملک ترجیم کے شاہزادوں میں عمر میں سب سے

میں بلند ہیں۔ امام دین عت طوی علاوہ حسین گنگوٹ میں گزار دیے۔ اس لئے اسی وطن کی نسبت سے آپ ٹھٹھ سے مشہور تھے جب طوی سے باپس جتلی آئے۔ حیران کے سکول میں باڈی عہد تعلیم پائی

اور خط حوالی کو بھی تو سکادش میں صومدار ہوئے۔

۳۲۔ ۱۹۱۱ء کے مہر کہ رکاوٹ میں ایسی لچی کے ساتھ گاؤں کے قریب تھے چار گال کی راہ۔ سیرتہ قدی کر کے

رکاوٹ احمد آباد ہوئے۔ جہاں وہ تھے انھوں نے صومدار پر قبضہ کیا اور دشمن سے چار گال کی راہ میں چھین کر لائے اور ٹیکٹا می پائی۔ اگر بڑی کومت نے کیا ہم جنگی خدمات کے صلہ میں حالہ صاحب کا خطاب دیا۔

۳۳۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۵ء تک آپ قلات مستونج کا گورنری پوزیشن پر تھے اس کے بعد حیران آئے۔

۳۴۔ ۱۹۲۳ء میں سر مال اور ہر شہر اعلا کے خطہ سے، عہد ہو کر مالیک کی تنہیم کو ماعدہ بنایا اور اس

سال جب انٹرنیشنل محرم حج کو منانے کے لیے سورہم کے داہرہ منور ہوئے۔ دیکھ کر حکایت میں امور

ریاست کو شہر حوش اسطوی سے سر انجام دیا چنانچہ جب فوج اور گیسو بیب خان والی دیر اور ماعدہ کا شہر

بچیت اور ہجہ بد حیران شریف لائے تو وہ ہزار ہاڑی کارڈ کے پامی حیران بلانے گئے۔ زبردست

اختلاف ہوئے جس پر آپ نے ہر حسن قابو کیا۔ اور اپنی فوجی دیکری لیاقت سے صوبہ انصاف کو بڑے

علیہ سے انجام دیا۔

۳۵۔ ۱۹۲۵ء میں جب اس وقت سر دلی پر شریف سے گئے۔ آپ سرکاری عہد پر بچت منور ہوئے

اور حضرت کی یہی تک اس اہم و مردار کی سے عہدہ بر آئے۔

۵۔ ۱۲۷۷ء میں جب محمدناجر ایک شخص ہوئے تو آپ کو صوبہ سے پہلے وزیر عظم کا خطاب پیش کیا۔ اور آپ کی مسلسل خدمات کا اعتراف فرمایا۔ پھر سرکار انگریزی نے بھی آپ کو اس عہدہ کی منظوری دے دی۔

۶۔ ۱۲۷۸ء میں سرکار انگریزی نے آپ کو خان بہادر کا خطاب دیکر آپ کی قابلیت کا اعتراف کیا۔

۷۔ ۱۲۷۹ء میں جب محمد منظر الملک تخت نشین ہوئے تو آپ کی تمام ذمہ داریوں کا اعتراف کیا اور آپ کی بیعت میں صوبہ اہلکار راجہ میں دہرہ راجوں کو سرانجام دیتے رہے۔

۸۔ ۱۲۸۰ء میں جب پرنسپل بنیاد ہوئے تو ریاست کے اندر سیاسی شورش کے ہنگامے برپا ہوئے

اور عوام نے مظاہر سے شروع کئے۔ تو دربار عظم ریاست نے عوام سے ملاقاتیں کر کے ان کے مطالبوں کو منظور کیا اور عوام معافی کا اعلان کرایا اور اس طرح نرم پالیسی اختیار کر کے ان کی فتنہ قریب کو دفع کیا۔

۹۔ ۱۲۸۱ء میں جب سیٹ اریس ہفت ہفت ہفت ہوئے تو بالان مستخرج میں آزادی کے شعلے بلند ہوئے۔

۱۰۔ ۱۲۸۲ء میں جب سیٹ اریس ہفت ہفت ہفت ہوئے۔ یہ تحریکات کے بعد بعد غارتگریاں حمل میں مائی گلیں، ٹکڑیوں،

افسر چتران سے مل رہے ہیں کوئی حد راجہ مشورہ نہ کیا گیا۔ خانہ وزیر عظم کو پٹ دیا گیا اور صوبہ

پیشکینٹ مانگنا کو دعو یعنی کیا گیا۔ جس نے یہ تحریکات میں بہت شدت گاہن کو ہنگامہ قرار دیا اور ان

کو روکا کر دیا گیا۔ اور چتران میں ایک روز کا تمام حمل میں لایا۔ دربار مسلم ریاست جب چتران میں واپس آئے

تو پنے گھر میں آرام فرمایا۔

۱۱۔ ۱۲۸۳ء میں جب سرکار انگریزی نے سرکار انگریزی کے اسٹیم ونگرانی پر مشاہدہ

اسدار میں کی سیٹ ہو یا جو کئے گئے۔ کمرہ ریاست صاحب کی موجودگی میں اس اہم ذمہ داری سے

خدا و بنے میں ضرورت کے تحت چتران بھی لاکر رہے۔

۱۲۔ ۱۲۸۴ء میں مسلسل انیس سال تک یہی خصوص اور وفاداری سے ریاست کی اہم ذمہ داریوں پر خدمت

انجام دی۔ دربار مختصات سے توجہ سے لگئے۔ اور جی کرے کی وجہ سے خدا و سرکار کے دیار میں بھی

مستقل رہے۔

۱۳۔ ۱۲۸۵ء میں آفری بادگار میں وزیر عظم شخصیت کے باوصف ضروریات میں۔ اور اپنے خاندان

کی مصلحت و دنیا کے واحد تر جان ہو۔ کیونکہ آپ ہی نے تاویج چتران کی حمایت پر اپنے خاندان اور حکومت

کے حالات کو اور زبان میں دبا کے سامنے پیش کیا۔ اور اپنے الی ایتار کے اسے زیور طبع سے پاکستہ

کیا۔ اور ہر طرح ریاست چتران کی تانخی شہت کو اسبا کر کیا جس پر حارہ سوساں سے وزیر عظم پڑ ہوا تھا۔

۱۴۔ ۱۲۸۶ء میں نامہ کے کو تاریخ چتران کی ریاست سے سب سے پہلے ملک کہا۔ اور اپنے اسلاف



جوانی کی عمر میں
میرزا حسن علی خان و میرزا حسن علی خان



• ساق درموندوسی و میجر کی در

• ۱۳۰۵

کے ناموں کو حیات جہاں والی سے ملتا کر دیا۔

آپ کے پانچ صاحبزادے ہیں۔ محمد عثمان خان۔ محمد سلیمان خان۔ محمد قیوم خان، مرزا عبدالزمان خان، مرزا چانگیر خان۔ آپ کے بیٹے فرزند محمد عثمان خان تعلیم یافتہ ہیں اور مرزا یونس محمد مظفر الملک مرحوم کے داماد ہیں ان کے چھ بھائی ہیں مرزا یونس سلف الرحمن کے عہد میں معزز رہے۔ مرزا یونس سلف الرحمن کے دو بیٹے ہیں مرزا یونس سلف الرحمن کے دو بیٹے ہیں۔ وہ جب مرزا یونس سلف الرحمن سے ہجرت کر کے واپس آئے تو مرزا عثمان خان بھی کابل سے رخصت ہو کر ہجرت کر کے واپس آئے۔ ۱۹۵۵ء میں انکو ایڈمنسٹری کی کونسل کا ممبر مقرر کیا گیا اور اگلے سال ہی ان کو ایف۔ سی۔ میں۔

محمد سلیمان خان سکادش میں پیدا ہوئے ہیں باقی تعلیم میں مشغول ہیں۔ محمد عثمان خان کو برگر مقام کی جاگیر بھی ملی تھی خان بہادر آجکل گلگت کے مقام میں قیام پذیر ہیں۔ جہاں انھوں نے نادرکاری کا انتظام کیا داغ گولائے اور ساقی سکانات تیار کر دئے چنانچہ یہ ایک بہترین مقام بن گیا ہے۔ ملک لیٹ۔ خجرت کوہ اور گین کی عسکری پیداوار آپ کی جاگیر میں شامل ہے۔ خان بہادر صاحب کی والدہ اسماعیل بیگم کی نوادی تھیں جو سیرنگ تانی کا بیٹا اور مرزا خاندان کا بانی اور چشم و چراغ تھا۔ اور یاسین علاقہ گلگت کے باشندے تھے۔ سیرنگ تانی کا دوسرا بیٹا سید گرش حیدر تھا جس کا عہد شخص گذر رہا ہے۔ اور یہ خاندان کی عظمت کے قیام و دوام میں انکا اور ان کی اولاد کی خدمات اور کارناموں کا بڑا دخل رہا ہے اور اس میں عیسیٰ بیگ کی اولاد میں ان اہل حق محمد صاحب حکمران یاسین دستار کے دربار میں رتبہ و بابت کا ایک اور بڑا تذکرہ شخص گذر رہا ہے جس کا ذکر تذکرہ شاہسیر میں بیان ہو چکا ہے۔ خان بہادر صاحب کی والدہ کی اولاد یاسین علاقہ گلگت میں اب بھی رونق و عزت کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہے۔

اولاد اعلیٰ حضرت ہمدانی نس سر شجاع الملک مرحوم

۲۴ شاہزادہ مرحوم الملک | آپ بلخ حضرت کے بھائی فرزند ہیں، چکاؤم پیدائش ۱۹۰۲ء

ظہر پر لاہور میں آپ کے پاس کیا۔ مدحیہ الہیہ آپ کے آپ تاجی دادلی اور نجابت سے دلچسپی رکھتے ہیں اور ترقیاتی امور کے شائق ہیں۔

۱۹۱۱ء کی جنگ برکھوٹ میں آپ بھی شامل تھے اور آپ کی محبت میں ایک منظم جماعت نے شاہی خیمہ اور دل سے منظور و انیٹر محمد احمد میں دشمن کے گولوں پر آگ برساتی اور پرجوش مدافعت جاری رکھی۔

(۱۲) ۱۹۲۶ء میں آپ کو سسٹم کے گورنر کا عہدہ دیا گیا۔ جن پچھ آپ گورنر مقرر ہو کر مستوح چلے گئے پھر جب آپ وائس چیرل کے ذریعہ حضرت مرحوم کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اہل سابقہ ہی عدلیہ کو نسل کی حدوت پر قائم ہوئے۔

(۱۳) ۱۹۲۷ء میں آپ کو عدالتہ دہش کا گورنر بنا دیا گیا اور کس اختیارات و نوذات حاصل ہوئیں۔

(۱۴) ۱۹۳۱ء میں جب ان کے والدین گوار سفر بدستمان پر چلے گئے تو آپ چیرل میں امور بنام کی سرعام وہی رہے اور ہو گئے۔ اور علی حضرت کی مایوسی ملک کا۔ وہاں حکومت سرانجام دیا۔

(۱۵) ۱۹۳۲ء میں آپ کو ریاستی نوج میں مقرر کیا گیا۔ اور آپ کے اہل بیت میں مقرر کیا۔ طالب کا اعداد ہوا۔

۴۔ ۱۹۳۴ء میں اپنے بڑے بھائی گوارہ سر محمد علی ملک مرحوم کے عہد حکومت میں ریاستی مصروف سے منظر تھے۔ آپ کی جنابت میں ملک بنامی و عدالتہ تیب و سے کرکال بھی گیا۔ اس وقت میں دو مقامی مقبرہ بنائے اور بھی بنا ملے۔ وہ کا مقصد یہ تھا کہ ریاست چیرل اند حکومت کال کے درجیان تجارتنی کارروائی جو غلط فہمیاں درمیش میں نہیں با بھی گفت و شنید سے رفع کیا جائے اور اصلاح کے عہد حد ہر تعلق ب قائم کر کے بخاری سہولیات نام بنجائی عاش۔ مرد و بانی اندر ہر بخاری الویب کے عہدہ عدالتی نگرانی کی غرض سے مدعو ہوں سے نہ تھی۔ عدالت سے ریاست کو بڑا خسارہ واقع ہوا تھا اسکی پاسی کو حتم کیا جائے۔

الغرض یہ وہاں سے مفاد میں کاماب واپس آیا۔ اور نہ بحث امور صحیح و معاشی سے حل ہوئے۔ اور نام باشندیاں حتم ہو گئیں۔ اور وہاں فریق تمام امور برحق ہو گئے۔

(۱۶) ۱۹۳۵ء میں آپ کالام جوگہ کی مائندگی پر آمور ہو کر نا کٹ اور چروال سے بنادے گئے تاکہ الی ست کی بنیاد تات اور حالات مہدہ دست اندری کے مافیات سکام ملک بنجائی میں اور ہر تیبس کے حالات و ذوات۔ ان کو یہ کہہ کر لوگ اندر سے زیر بار حکومت چیرل اور ہر و اخبار سے مضمون کا آزاد و تھے اس جوگہ میں رہا ملک موسترا آزاد مشا و موش بر دست کر کے براہ کس کی کھنی مانع و کسبہ مہور کر کے چیرل آئے اور انکو کی حتم کو یہ سب ر، نقات سے آکا۔ کیا۔ کہ کے بعد چر سے اہل کالام کی آزادی کال ہو گئی۔

(۱۷) ۱۹۳۶ء میں جب چیرل میں سوس فرج اور منی مدس کو چلے گئے۔ تو آپ کو بطور بحث چیرل مقرر کیا گیا۔ وہاں آپ ہر مالی سس کی ایسی ملک امور حکومت کے سرکاری طور و مرد و ہر ہر اور انجام دے گئے۔

(۱۸) ۱۹۳۷ء میں جب کہ دوسری جنگ عالم کے عہد باب و پیش تھے۔ روس اور جرمنی کے درمیان اتحاد کا عہدہ ہو کر اندر دست کی مائی سر عدالت ہر و کی خواہ کے امنیات پیدا ہو گئے۔ چونکہ ریاست چیرل روس کی

اپنے عین حیات میں کہو اور زبان کے حروف کی شکلیں و جنبہ ایجاد کر لی تھیں اور از تحریر کے لئے گوشہ تھے مگر مراجع نزد سے سکے۔ شاہزادہ صاحب کے نژاد ارجمند شاہزادہ محمد صہام الملک نے جو اس انجن کے مرپرست ہیں۔ فنی حیثیت سے کام لیکر بلا مبالغہ اپنی علمی و فنی قابیلیتوں کا ایک علی نقض ثانیہ کر دیا ہے۔ در تمام حروف، ان کی اشکال اور آوازوں کی ایک سماج و منسوس کتاب تیار کر دی ہے جسکی وجہ سے موصوف کا نام علمی دل فی دنیا میں قوم اور وطن کی خدمت کے لحاظ سے جملہ شاہکار رہے گا۔

شاہزادہ محمد صہام الملک کی دوسری بہنی مشرقی بادکاران کی قرآنی تفسیر ہے جو کہو اور زبان میں علمائے مستد کے تعاون سے تالیف کر رہے ہیں۔ تاکہ تافہین قرآن شریف کا ترجمہ کہو اور زبان میں پڑھ کر خوب حاصل کر سکیں اور آپ اپنی ایک نبت کے ثواب کا جو رہیں۔

کہو اور زبان کی مطبوعہ کنس من رضا سے تعلیم میں داخل اور سکولوں میں زیر تعلیم ہیں۔ نو بہادری وطن میں اپنی ماوری زبان کی ترویج پر خوش ہیں اور شاہزادہ صاحب کے اپنے وطن کی لسانی خدمت کے لئے شکر گزار ہیں۔ شاہزادہ محمد صہام الملک آپ کے نژاد ارجمند ہیں۔ سلاطین کا بیٹا اور میں نے اسے کرنے کے بعد تافہین دانی کی تحفہ کر کے دلپس خدمت آئے آفہ پیاں کو نسلی حلقہ میں سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔ بڑے سنجیدہ انسر یاد ہوتے ہیں۔

شاہزادہ سردار الملک آپ کے دوسرے فرزند ہیں۔ سلاطین کا بیٹا ہیں الیف + الیس + سی پاس کرنے کے بعد میڈیکل کالج لاہور میں داخل ہوئے وہاں سے ایم بی بی ایس پاس کیا اور کامیابی کے بعد واپس درویش آئے۔ اسسٹنٹ سرسج کا عہدہ حاصل کیا۔ انکی جنسلائی پھر روڈی کا شہرہ ہے۔ جو رافضیوں کے ساتھ کرتے ہیں بڑے خلیق انسر ہیں۔

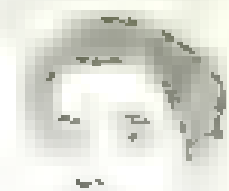
شاہزادہ صاحب نئی تنظیم کے عہد اپنی سورتی باجگیر پر دستور قائم ہیں۔ درویش کے صاحب گھر ہیں اور کافی ادنیات کے مالک ہیں۔

۳۳۔ شاہزادہ محمد خدیو الملک | آجکی دولت ۱۹۰۲ء میں ہوئی۔ سلاطین کا بیٹا اور میں خدیو الی

درد اندر گرہ سے علائہ موکہو کی گورنری حاصل کی اور ماسن کو چلے گئے۔ وہاں کے رانے فلو کی اور صرفہ بزم کی۔ آفہ زمینوں کی آبادی کا دی برصورت ہو گئے۔ آپ فی تعمیرات اور آبادیات میں بڑی مہارت کے مالک ہیں۔ فہل عرصہ میں وراسن۔ مباح اور سبور آن آپ کی تافہین و کاری سے سرسوز شادمانہ برکتے تقرات اور فو بفرع کے موصے اور باغات ہر ایک مقام میں آپ کی نژاد یادگار رہے گئے تو خدمت میں گرانی مقام کا ہنر تفر کیا۔ آپ مباحث تاریخ و تحقیقات آثار مذہب کی ڈیسپوں سے گہرا نفس رکھتے ہیں۔ آپ ذہن فہل میں آرمی ماحات اور معلومات کا خزانہ پشیدہ حاضر سامع رہتے کہ سن کر داد دینے جس علاقہ میں آپ



— 2nd —



— 2nd —

رہتے تھے علمی ساحت میں حصہ لینے والوں کا وجود ناپید تھا۔ اسی کی علمی و علمی یاہ کار موجود نہیں آجین عام جوانی میں چند روز ہی رہ کر یا پگڑے مالہا دانی ہوئے اندھکسن کی میں مدفون ہوئے۔ ایک وفات مدد دیگر شہداء کو واقع ہوئی۔ آپ کے تین فرزند یا دگر رہ گئے۔ جن کے نام غلام جیلانی، غلام احمد و الملک ہیں، خرابہ کردہ کی والدہ لایب اور ملک ذیب مرحوم دانی دیو کی صاحبزادی ہیں۔

شاہزادہ غلام جیلانی آپ ۲۹ رزوی ۱۳۱۲ء میں پیدا ہوئے آپ سلفیت مرحوم کا سب سے بڑا بیٹا ہے جس کی ولادت پر شاہ جہن شاہ پگڑے صاحبزادہ کے لئے دعا خیل تبیلہ کو دیا گیا اور آپ کا نام اس سلفیت مرحوم کی اپنی تجویز پر رکھا گیا۔ کہ غلام جیلانی سے موسوم رہے۔ عین جیلانی سے مراد حضور عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور یہ انکا غلام ہے شاہزادہ غلام جیلانی کی والدہ سادات اسی علیہ کے تھیں عبدالحسن حسن آباد کی صاحبزادی ہیں اور وہ اس علاقہ میں اسی یسویں کے پیر و مشیر ہیں۔

شاہزادہ غلام جیلانی ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کر کے بعد ڈیرہ دون چلے گئے۔ اور وہاں سے بعد میں اسلام آباد کالج پشاور سے میٹرک و کیش پاس کیا۔ اور اسکے بعد کالج پشاور میں داخل ہوئے۔ ۱۳۳۹ء میں ایم۔ اے کو امتحان پاس کیا۔ آپ بعد سال کالج میں لٹل الٹل کے کتبان رہے اور دیگر کھیلوں میں بھی مایاں تربیت حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ گھر عرصہ نرانی میں لی حلال کے چھٹ سکول میں رہے بعد چارمیل کے طویل عرصہ تک آل پاکستان تعلیمی مشورہ کی بورڈ میں ریاست ہائے دہلی و حیدرآباد کے نائب رہے بھی رہے۔ بعد میں جب برائی میں سیف الدین مرحوم چھٹ سے باہر گئے۔ تو آپ ان کے منبر صاحب کی حیثیت سے انکی صحبت میں رہے۔

۱۹۵۳ء میں جب نرانی شہر ایس جی پشاور میں تھا تو شاہزادہ موصوف کو حکومت پاکستان نے بہت خیرال کے شاہی خاندان سے تعارف اسور کرنے کے لئے پشاور پاکستان آری میں کتبان کا عہدہ مطاکر کے طور پر مسرتی پاکستان سر فروزہ خان فون کا ایڈی کاپٹ مقرر فرمایا۔ آپ ایک اس عہدہ پر سر فرما رہے ہیں۔ شاہزادہ موصوف ایک آزاد خیال، ہر دلعزیز اور قابل فوجان ہیں۔ اور نہ صرف شاہی خاندان میں بلکہ ریاست کے عوام میں بھی مقبول و ہر دلعزیز ہیں۔ آپ کے دو بڑے بچے جو میٹل جوڈو کا کورٹ سکول کواٹ میں زیر تعلیم ہیں، آپ اور آپ کے چھائی کو شٹل اند دامن میں بڑی حیدرآباد کے مالک ہیں۔ والد مرحوم کی جاگیر سے بھی حصہ لیتے ہیں۔ اور پروتہ زندگی گزار رہے ہیں۔ مگر غرض ملک اور عمار الملک نے تعلیم سے دلچسپی رکھی اس لئے وہ تعلیم سے بے بہرہ ہوئے اور ان اختیار کی ادھارت سے محروم رہے جو اس خاندان کا اختیار کی نشان تھا۔ آپ کا حسن یدائش ۱۳۱۲ء ہے آپ جب علی گڑھ فوجی کالج سے بی اے

۳۔ شاہزادہ غازی الدین خان آپ ڈگری حاصل کر کے جب چرائی میں آئے تو والدہ بزرگ کے سیکرٹری بنے۔ جوئے ۱۳۹۲ء میں ایٹھت مرحوم نے ریاستی انتظام سے نر مقام میں سکونت کئے لئے ملک فرمایا

اندخود اور نشر لعین ہے جا کر خانہ آبادی کی۔ نذر اسٹی کی راضیہ بھی آپ کو بخش دی اور ساتھ ہی ارمن کی ماگیر بھی آپ کو عطا کی گئی۔

ہرنائی میں سر محمد ناصر ملک مرحوم کے عہد میں آپ پھر سکرٹری کے فرائض انجام دیتے رہے آپ اپنے والد فرگ کے عہد میں مخصوصی اعتداد کے مالک بنے۔ اور ہرنائی میں سنا صراف ملک آپ کی علمی ہیئت کا بڑا اثر ان کرتے تھے۔ عین ہرنائی کے ایام میں حیرال میں بیمار ہوئے اور ۱۲ جون ۱۹۳۳ء کو انتقال فرمایا۔

آپ کے دو فرزند ہیں بہتر زادہ سراج الدین خان و شہزادہ ناصر الدین خان۔ دونوں تعلیم یافتہ ہیں۔ سراج الدین خان اسکول مہک لالچ پشاور سے اب ان کے مکمل تعلیم یافتہ ہیں تعلیم کے بعد جب واپس چترال آئے ہرنائی میں منظر الملک مرحوم کے عہد میں چیف سکرٹری مقرر ہوئے۔ مابعد ہرنائی میں سیف رحمن مرحوم کے عہد میں بھی اپنے عہدہ پر مقرر رہے۔ اور مرید قریب بھی حاصل کیا۔ آج کل اپنے گھر میں سکونت پذیر ہیں۔ جاگیرداروں کے دستور پر آپ کے قبضہ میں موجود ہے۔ وقت نادرغ ابالی سے گزارتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود اپنے والد بزرگوار کی یادگاری تصویر ہاردار داد دانی کے نام مجود نہ رہے اور اس کا خراج برداشت کرنے سے باز نہ جوتی کرتے رہے حالانکہ ان کے پاس لب کچھ موجود ہے صرف اس کو سرٹ بے جانتا کر اپنے خاندان اقدار کی یاد کو تراویکشی پریدہ جانتے ان کے۔ اور مرحوم بڑے فیصلی و احساناتی اور صاف کے مالک تھے۔ اگر ان کی تصویر میں حسب عاقبتی نو ماخرن کی پیمانی کا موجب ختمی دریا نکالنا نام نہاد حادہ رہتا۔ مگر تصویر نہ چاہے کی مصلحت وہ خود بہتر جانتے ہیں۔ رہا عین الی البدیع۔

۳۵۔ شاہزادہ محمد شہاب الدین خان اعظم ہرنائی۔ سبکدوش پکس کر کے جب حیرال واپس آئے تھے

میں اس سفر میں مرحوم کے چچا سبکدوشی مقرر ہوئے۔ پھر سنا صراف ملک و ہرنائی میں منظر الملک کے عہد میں مسلسل اس عہد سے پر نام رہے۔ ۱۹۴۲ء میں آپ کو دوسری بار گورنر بنادیا گیا اور درگس خان کے

۱۹۴۹ء میں آپ درگس سے پھر چترال آئے ہرنائی میں سبکدوشی کے عہد میں آپ کو وزیراعظم کا خطاب ملا۔ اس سال برائینس کے دوران تربیت پشاور میں حسب انتظام یہ جو وقت قائم کیا گیا تو آپ اس بورڈ کے نمبروں میں بحیثیت وزیراعظم شامل ہوئے۔ مگر تعلیم حزانہ درمیان آپ سے تسلی رہے۔

۱۹۵۳ء میں نئی تعلیم کے بعد آپ ہرنائی میں کے نامزد شدہ نمبروں میں ایڈوائزر کونسل کے نمبر بنے اور انہی ایام میں جب کراچی میں نوڈ کانفرنس ہوئی تو آپ نے چترال، دیپ، سوات اور اعلیٰ کی ریاستوں کی نمائندگی کی اور وزیر خزانہ کا عہدہ حاصل کیا۔

۱۹۵۴ء میں اپنی اصلاحات نافذ ہونے کے بعد آپ حیرال میں ڈپٹی کسٹرن مقرر ہوئے اور آج تک اس عہدہ پر قائم ہیں۔ تیس سال کے انداز میں اپنی تمام ذمہ داریوں میں کامیاب رہے ہیں۔ آپ کے



شهرانه محمدشهاب الدین علی لاهی کمیٹر جنرل

دو صاحبزادے جلال الدین خان و شمس الدین خان مزید تعلیم میں جلال الدین خان چترال میں میٹرک پاس کرنے کے بعد کسلا میر کا کالج پشاور میں داخل ہوئے۔

آپ گھیس کے مقام میں حکومت پذیر ہوئے اور یہ وہ تاریخی مقام ہے جسے شاہ کونر اول نے آباد کیا تھا یہ بہت سرسبز و شاداب مقام ہے گھیس کی حالت اور آپ کی آباد کاری سے بڑی وسیع اور باسندتی بن گئی ہے۔ میونسپلٹی میں۔ اس کے علاوہ آپ کو پروانہ سے بھی جاگیر مل چکی ہے۔ اس دور و حال میں احمدی طور پر نہایت شریف انسان ہیں۔ ناناہ و تلواری کے پابند ہیں۔ مسعود اخبارات و دینی رسائل آپ کے نکات و نشست سے سمورے ہیں۔ باوجود معرذیات ملازمت کے شوق سے مطالعہ کرتے ہیں۔

۳۶۔ **شہزادہ امیر الدین خان** آپ سٹڈنٹ میں پیدا ہوئے، سڈنٹ کا کالج پشاور میں شہیم مائی۔ مگر عزیزی معری ملوہ کی بجائے آپ کا میدان طبع ریاضیات اور تصوف کی جانب رہا۔ صوم و صلوة اور حفاظت میں کمر لے رہے ہیں۔ اور کثرتِ قرات گرامی دینی کتابوں کے مطالعہ اور یاد الہی کی مشغولیت میں گزار رہے ہیں۔

چار۔ جنرل خٹم سے ہر دو کلام جہاد نماز و دعا و تسبیح و استغفار
مقرر ہے آپ کا بلا صاحبزادہ محمد علی الدین خان چترال سکول میں میٹرک پاس کرنے کے بعد پشاور و بنوکیش میں بی۔ اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد تعلیم میں مصروف ہے۔ آپ کلنگ علاقہ درویش میں سکونت رکھتے ہیں۔ ائمہ کلنگ و جوڑی کے جاگیردار ہیں۔

۳۷۔ **شاہزادہ برہان الدین خان** آپ سٹڈنٹ میں پیدا ہوئے۔ رائل ملٹری کالج ڈیرہ دون میں رولڈ ہیں۔ اعلیٰ ترین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون میں تربیت پائی۔ ۱۳۵۵ھ میں فوجی ملازمت پر چلے گئے۔ ایکسٹرنلٹ کا عہدہ پایا۔ اور فغانی فوج میں بھی تربیت حاصل کر کے چترال واپس آئے۔

۳۸۔ **شاہزادہ محمد علی الدین خان** آپ سٹڈنٹ میں پیدا ہوئے۔ رائل ملٹری کالج ڈیرہ دون میں رولڈ ہیں۔ اعلیٰ ترین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون میں تربیت پائی۔ ۱۳۵۵ھ میں فوجی ملازمت پر چلے گئے۔ ایکسٹرنلٹ کا عہدہ پایا۔ اور فغانی فوج میں بھی تربیت حاصل کر کے چترال واپس آئے۔

۳۹۔ **شاہزادہ محمد علی الدین خان** آپ سٹڈنٹ میں پیدا ہوئے۔ رائل ملٹری کالج ڈیرہ دون میں رولڈ ہیں۔ اعلیٰ ترین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون میں تربیت پائی۔ ۱۳۵۵ھ میں فوجی ملازمت پر چلے گئے۔ ایکسٹرنلٹ کا عہدہ پایا۔ اور فغانی فوج میں بھی تربیت حاصل کر کے چترال واپس آئے۔



کتابخانه شهزاده محمد مطاع الملک درج منکر دو سابق گور در حرمه

۱۹۳۱ء میں آپ ۲۵ پنجاب رجمنٹ میں شامل ہو کر برصغیر و پاکستان سنگا پور اور سرحد کی پوری نوٹس لگے اور عالمگیر جنگ میں داخل ہوئے اس رجمنٹ میں آپ کپتانی کی ڈرائیو چوٹ اور سیکنڈ اینڈ کا ڈرائیو کے بعد کے پورے فائبروہے۔ اس جنگ کے دوران جہاں نیول کی تہذیب میں تھے گئے۔ اور باجسٹار اور سندھ فوج میں داخل ہوئے۔

۱۹۳۲ء میں آپ جی ایس او ان لبرم ڈیوٹریں اور کمانڈر بریگیڈ کے منصب پر مامور ہوئے جس پر سیکس جنڈیوس سے بعض مذہبی اختلافات کی بنا پر نیدرلینڈز کے طیارہ میں پہلی چلے آئے اور پہلی سے آزاد ہو کر پہلی ۱۹۳۲ء میں نیدرلینڈز طیارہ واپس چل کر تشریف لائے۔ آپ کے استقبال میں ملائیم بن حزال کا نظارہ بڑا دلکش تھا کہ آپ نے رہا جیل قوم کے اعلیٰ خاندان میں مصاحبت و ترمیم پائی تھی علاوہ اس آپ دینی خدمت مرحوم کے محبوب ترین فرزندوں سے تھے۔

۲۔ شاہزادہ محمد مصطفیٰ ملک نیام سنگا پور کے آیام میں ایک جی خاؤن سے نکاح کر رہا تھا یہ حکم صاحب بھی ان کے ہمراہ چل رہے تھے بلکہ صاحب جو بد قلم سے اور اسٹند اور مذہبی تھی۔ شاہزادہ کے ساتھ اسلام کی دین سے پیرو باب ہوئے۔ موصوفہ صوم و صوفیہ کی پانڈ اور سربراہ پر وہ شاہد ہیں۔

۳۔ ۱۹۳۸ء میں جب آزاد کبوتر کے لئے جنگ برپا ہوئی۔ ہر سال فیس محمد مظفر الملک نے جہاد کا اعلان کیا۔ اور خبر ملنے سے ایک دستہ مجاہدین کا رتبہ دے کر آپ کو انکی قیادت تفویض کی اور آپ کو کرنل کے خطاب سے نواز کر روانہ کیا گیا۔ نیدرلینڈز میں مطلع (ملائے) مجاہدین کی صحبت میں ملکیت اور دماغ سے اسکو دوسروں میں جا کر دم پیا۔ اور بد قلم مراحل اکباد کی تھیں مدت میں تھے۔ دشوار گزار دروں ملک یا بر فانی چوتوں اور سنگا پور جیلوں کو عبور کیا۔ دروازہ کی تمام مشلات پر پورے ہوئے نکل گئے۔ اور ہر کجا بھی دشمن کے حضور غافلے مضبوط ہوئے۔ اور دشمن کی سادہ جنگ آزمودہ اور حشاک و تریشیدہ آزمودہ کار۔ آتشیں اسلحوں کے سر پائیس۔ گولی و مارٹر۔ شش گولی اور بوں سے اور اسٹند و تیار اور آسمان سے آتشباری کے سنے جو انکی جہادوں پر مائیں تھے۔ اور ہر کجا بھی ناگزیر کار مجاہدین اور ان کے پاس صرف ہندو تھے۔ بڑی جگہ روز شکاٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ راندن جنگ جاری رہی۔ دروازے حارماہ کی شدید ترین کشمکش اور خونریزی کے بعد مجاہدین اسلام کا ہل لائے۔ اور انھوں نے تلہ سکرو و معج کی۔ سارا بلستائی سرحد میں تک اسلام کے باغ آ رہا۔ اور دشمن کے دبو سے سارے علاقے صاف ہو گئے کہ غلی سیر جنگ تھا پر مع جہنم و بزم فساد کے گرفتار ہوئے۔

شاہزادہ محمد مصطفیٰ ملک نیام کو جب جیل میں لے لیا گیا۔ داندہ ہوئے تو ملکیت میں گرفتار کر دیئے گئے۔ اور سٹرل جیل ہسپتال میں پنجا دیئے گئے۔ دو سال تک نظر بند رہے۔ سرکاری طور پر ان کی گرفتاری بالکل بیوقوفانہ مشائے کے ماتحت بتائی گئی۔ مگر واقعہ ملکیت ہوا کہ ہر فانی فنی بعض شرارت پسند عناصر کی پورہ کار سے متاثر ہو کر شاہزادہ ل گرفتاری کے لئے درخواست دی تھی۔ کہ وہ اسی کاسانی کے بڑھتے ہوئے اقتدار سے کام لے کر خبر مل رہے کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ۱۹۳۹ء میں شاہزادہ پشاد جیل سے رہا ہو کر واپس چل آئے۔ اور پشاد کو فوری و جائز پر



سپر دہ امین الرحمن ایف۔ اے۔ کی فوٹو گریو

نہ لگی اور واپس آگئے۔ پھر کسلا میر کا بیچ پشاور میں داخل ہو کے مگروہاں بھی رہنیت نہ ہوئی۔ چترال واپس آگئے۔
استعداد اچھی پائی تھی۔ جو کچھ سیکھا خوب یاد رکھا۔ خوبصورتی سے خط و کتابت کرتے ہیں۔ کسی عمل طاعت
میں نہیں آتے۔ ٹھہر چر رہے ہیں۔ دہلی سے علاقہ قندھار میں اسکا گھر ہے۔ اقد و دین کی جاگیر پائی ہے۔

۳۴۔ شاہزادہ آب حیات خان ۱۸۹۵ء کے بعد نقص امن کی پاداش میں گرفتار ہوئے۔ اور یہاں سے قندھار
میں لکھنؤ کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں وفات پائی۔ یہ حضرت مرحوم نے ان کے اہل و
عیال کو چترال بلایا۔ ان کا بیٹا شاہزادہ آب حیات خان حضرت مرحوم کے زیر پرورش جوان ہوا اور
تعمیم پائی اور مستقل قیام کے لئے اسے دہلی سے علاقہ قندھار میں زمین و جائیداد دی گئی۔ اور اس کے لئے
خرج اقامت ڈالی۔ بڑا نیک سر محمد ناصر الملک مرحوم کے عہد میں جب حاکم قندھار صوبہ ہندوستان
ہوا تو شاہزادہ آب حیات خان اس سلسلہ میں مجرم گردانا گیا۔ اور بدمحسنت ہوا۔ اس کے عہد اس کو چترال
سے قندھار منتقل کر دیا گیا۔ جہاں وہ حکومت افغانستان کے زیر سایہ چلے گئے۔ اب وہ وہاں سکونت پذیر ہیں
انہوں نے ۱۹۰۵ء میں اپنے دو بیٹوں لڑکوں بابت حیات خان اور سہراب حیات خان کو واپس چترال
بھیجا تا کہ دیانت سے قیام و خوراک پوشاک کا ذریعہ حاصل کریں۔ وہ چل سکول میں تعلیم پا رہے ہیں۔

اولاد ہزائی نس محمد مظفر الملک مرحوم

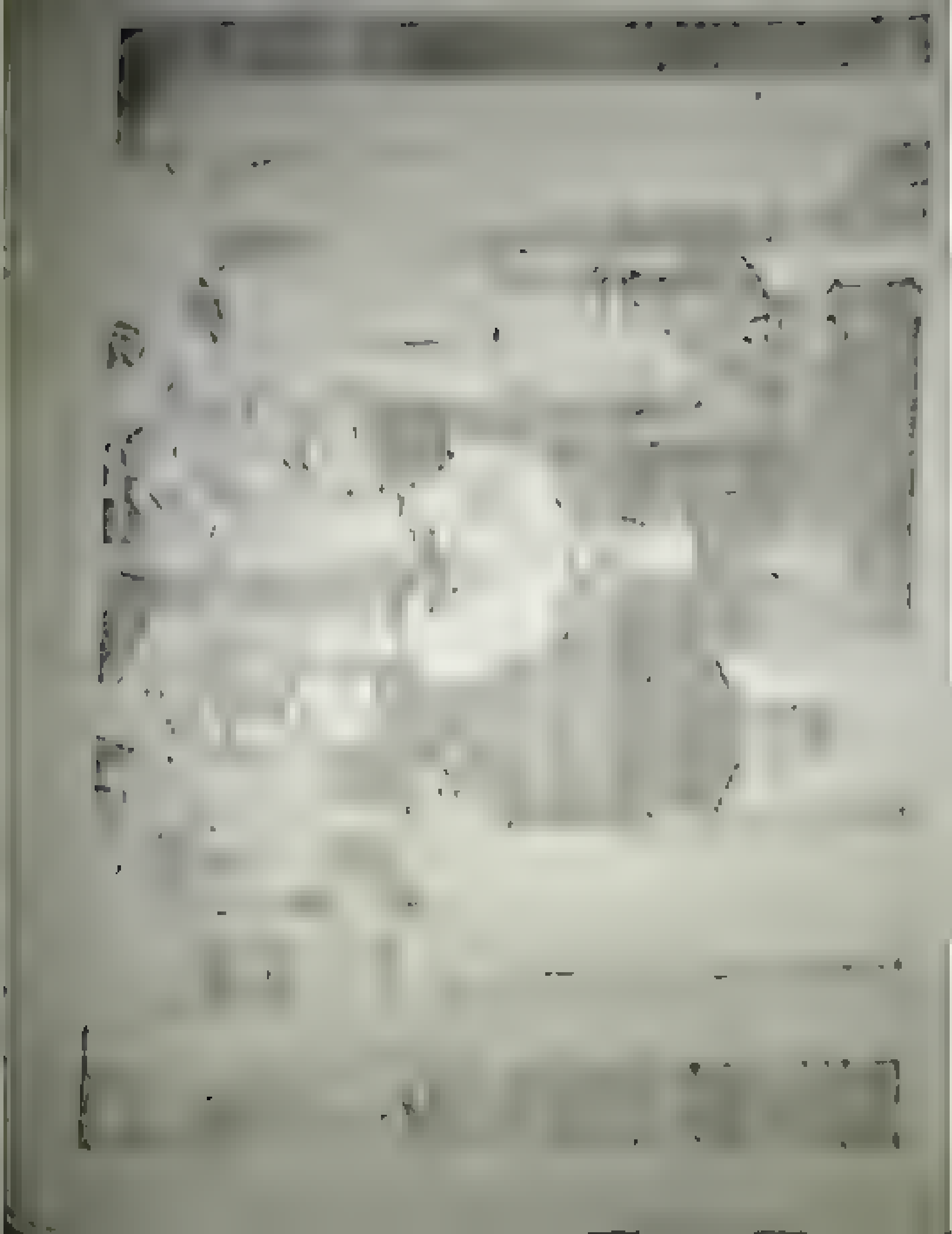
۳۵۔ شاہزادہ عبدالرحمن ۱۸۹۵ء میں واقع ہوئی۔ اس کا بولشا در میں لفت۔ اسے ملک غنیم ہائی
اپنے والد نے رگوار کے دور حکومت میں علاقہ قندھار کے گورنر مقرر ہوئے۔ مگر غنیم سے خارج ہونے سے پہلے
والد صاحب انتقال کر گئے۔ اپنے بھائی ہزائی نس سیف الرحمن مرحوم کے دور حکومت میں بھی تو پہچان
کی گورنری کے عہدے پر فائز رہے۔ مگر دہلی میں مستقل طور پر اپنے بھائی کے پاس آگئے تھے
۱۹۰۹ء میں جب ہزائی نس سیف الرحمن مرحوم سرکاری ملازمت پر پیش در چلے گئے تو آپ بوہڑی
کونسل کا صدر مقرر کیا گیا۔ پھر ہی سال دوبارہ ہزائی نس سیف الرحمن کو جب تربیت کے لئے بلایا۔ تو ان
کے جاننے کے وقت کے بورڈ مقرر ہوئے ملک آپ تربیت قائم مقام کا دوبارہ حکومت کراچی میں رہے
۱۹۵۵ء میں نئی نیپٹر کے بعد آپ ڈپٹی کمشنری کے عہدے پر مامور ہو کر مستوح چلے گئے۔ اور
پہلی ایک عہدے کے لئے آئے اور یہاں۔

۱۹۵۶ء سے آپ پرانی نس سبب اللہ: مر کی سرپرستی اور اپنی جائیداد اور دیگر امور کی نگرانی پر مامور ہیں۔ آپ کی جائے رہائش: زمیٹیں اور جاگیر وغیرہ نزدیک میں ہے۔ مہلبہ قلم کی جاگیر آپ کو ملی ہے۔
 ۴۶۔ شاہزادہ عزیز الرحمن آپ پرانی نس محمد مظفر اللہ مرحوم کے تیسرے فرزند میں تیسرے ہیں۔ آپ نے ۱۹۵۶ء میں اپنے بڑے بھائی پرانی نس سبب الرحمن مرحوم کے دوران تربیت بشاورہ آپ کو مل چکے تھے۔ جب پرانی نس دایس جتڑاں آئے تو آپ بھی کابل سے رخصت ہو کر وطن مالدت میں واپس آئے اور تعلیم میں معروف ہوئے۔ ازلیہ طبیعت میں سکون و قرار نہ تھا۔ ۱۹۵۷ء میں جتڑاں سے فٹ دور گئے اور وہاں سے دوبارہ کابل چلے گئے۔ ابھی صورت و سیرت کے شاہزادے میں مگر عیب میں استقلال نہیں ہے۔

شاہی خاندان کی ممتاز شاخیں

۴۷۔ قوم تھانیسہ | یہ قوم بہتر سریند خان بن شاہ افضل اول کی جانب منسوب ہے بہتر صورت کی نام خان والی جو بہت سکندر کشتہ دار اور خود مہم رہے ہیں اس سبب سے ان کی حاتی ہر کچھ حنائی ہے۔ پھر کسی اولاد وغیرہ عقب سے مشہور ہے اس قوم کے معزز حائے سے محمد علی خان بن سریند خان، بیگم ابی محمد علی خان اور سریند خان ثانی بن بیگ اس کے بیٹے کے بیٹے ابی محمد علی بن سریند خان ثانی کہ شرافت خان کے خاندان اور جتڑاں سے۔ ۱۹۵۷ء کی جنگ میں معزول ہوئے۔
 ابی حضرت مرحوم کے حمد حکومت میں بہامت خان ابی تیرا۔ عزت باب ہوا۔ اور جتڑاں کی حاکم کا منصب پایا۔ وہ می عمر پاکر انتقال کر گیا۔ بیگم برب اور خوش طبع شخص تھا۔ اور ابی حضرت مرحوم کی ملازمت حضور می اکثر و ثبات رہا کرتا تھا۔ اور سریند خان ثانی کے پوتوں کے شجاعت خان اس کے درویش شاہی دربار سے درویشاں اور معزز و مہتمم شخص تھا۔

۴۸۔ قوم سنگین | یہ قوم بہتر سنگین حل ثانی بن شاہ کثور اول کی جانب منسوب ہے۔ جن کے بیٹے محمد شعیب بن شاہ کثور اول کے درکوں میں محمد غلام اور محمد انصاری کی اولاد بھی سنگین نام سے یاد کی جاتی ہے بہتر محمد شعیب کے درکوں میں خان بہادر و خان دروان اور سنگین علی ثالث کی اولاد بھی سنگین نام سے یاد کی جاتی ہے۔
 سنگین علی ثالث کے بیٹے محمد شہزادہ و دیگر شاہ معزز اشخاص تھے۔ خورشید شاہ کا درکار محمد علی بیگ اور شاہ کا درکار بن سری میں معزز لوگوں میں یاد ہوتے ہیں۔ محمد موجودہ میں محمد علی بیگ کا درکار صاحب قلی بیگ



سرگرم و کتب تھے۔ اور جماعت کی تنظیم میں بڑی کوشش سے مصروف رہے۔ پھر جب ہرائی نسو کی واپسی وطن میں
تقریباً چھ تو آپ انفرادی رنگ کا دلدار ہوا کہ ۱۹۵۲ء میں ان کی خیانت میں ہوا چلے گئے۔ اور گو دوسرے
سے ملاقات کر کے ہرائی نسو کی حدود ہی کے لئے ہندوستان میں مطالبہ کیا مگر نتیجہ نہ ہوا۔ کہ ہندوستان ۱۹۵۲ء میں
والیس جنرل شریف لائے۔ تب دلی ہفت کی ہفتہ ایسی فوجی و خانہ دانی دہار کی دھندہ باز کار میں اور
عالمیاد طبعیت کے مالک ہیں۔ آپ کے ہاں مرزا ہیں۔ جس نے لڑکا کا محمد مسعود حیات سکادش میں صوبہ
ہے۔ دوسرے محمد بیگ محمد کا انسپٹر۔ دلی، ان محمد خان محمد علی خان اور عبداللہ خان قدیم میں مشغول
ہیں۔ آپ کی گروہ بھرتی ہوئے۔ آخر میں بے ہمت ہے۔

۴۔ محمد بیگ کی اولاد میں۔ اس خاندان کے محمد حافظ کی اولاد میں۔ اسیٹھ سو چار سو کے چار ہیں اپنی نظم
اسی میں ہیں۔ میرزا ویران ویران علی ہاں کے ناموں میں ذکر اس میں ہے۔ انہوں نے ریاست کے دھارم میں مالدار اور گورام
کے کاروبار میں عوامی دھرم ملازمت جاری رکھی اور ملک و پاپا شیرپورہ میں کونسل عدلیہ کا ممبر بھی رہا تھا۔ اس
طرح میں خاندان سے مراد فضل شاہ۔ مرزا محمد بیگ بھی مشاہیر لاڈلوں میں مشہور ہوئے تھے۔ مراد بیگ گورام
در ویش کے سکریٹری تھے۔

۵۔ محمد بیگ کے دوسرے بڑے لڑکے لاجپت بیگ کی اولاد سے۔ ان کے شاہ بن امیر نرائکان معزز شخص تھا۔
سرور نظام انکب کے عہد میں سر فضل خان سے تعلق و خیر جو اس کی بادشاہی میں قتل کیا گیا۔ اس کے بڑے شاہ
و شیر مردان عوامی ملازمت میں سرکار رکھتے ہوئے۔ معتبر اشخاص سے شاہ مردان سکادش کا گورنر ماسٹر
تھا۔ اور شیر مردان باڈی گورنر میں گورنر ماسٹر رہا۔ اور اس کا راجہ مردان باڈی گورنر کے نو بچہ
میں صوبہ داری کے عہدہ پر فائز ہوا۔ اور جو اس میں سکرو دس کے ساتھ لداخ بھی گیا تھا۔ محمد بیگ ثانی کاڑکا
سیدان خان بھی تو وہی معتبر شخص تھا۔

۶۔ غنیمت بن شاہ سنگھ علی کے اخلاط میں ہنرمایان ملک مرحوم کے عہد میں ان کے دور اور معزز
شخص تھا۔ اس کی بہادری کے اخلاط میں۔ عہد موجودہ کے ملانہ میں کوئی محمد دروہ محمد دروہ سریندر خان کی
کے اخلاط میں معتبر شخص ہیں۔ عوامی عہدہ زریہ کا ذکر علی رہیں بیان ہوگا۔

۷۔ قوم شو شو خلیفہ | خاندان شاہ خوشوقت بن محمد بیگ کی ولادت کی جانب منسوب ہے۔ دورانی سکونت کا
دارگاہ گنگا کی عمارت میں واقع ہے۔ اس کے انکا موضوع وہاں کی تاریخ سے

تعلق رکھتا ہے۔ اس خاندان سے ہزاروں ریاست میں متعدد عہدہ لگائی ہوئی ہیں۔

۸۔ بہیدالان بن قاضی آمان لیش علاقہ مشہور میں سکونت رکھتا تھا۔ بڑا معزز شخص تھا۔ اس نے علی
پاکر دشمال کیا۔ اس نے اپنے کٹر اہم جوانی پتر میرولی اور ہنرمایان کی خدمت میں غریب میں گزار دیئے تھے
میں حضرت مرحوم کے عہد میں اس کی بڑی عزت تھی۔ کونسل عدلیہ کے درکار میں شامل رہا تھا۔ پھر سکریٹری کا خاندان

جسٹریٹ۔ اہل کونسل میں لبریری کی۔ اسکا دور سرکار کا در بر آمان باڈی گاڑی میں صوبہ بید تھا۔

۲۔ کرم آباد بن خوش بن خدا آباد کوثر عدلہ مستوح میں سکونت رکھتا تھا۔ سرزد شخص تھا۔ اور گائیش میں عہدہ دار تھا۔ جنگ بری کوٹ میں دشمن کی گولی سے زخمی ہوا۔ بازو کاٹا گیا۔ دھاس کا بھائی مل طبر میں مقبر شخص تھا۔ کوثر میں ان کی دسمیج جائیداد ہے۔

۳۔ مقدس آباد بن ملک آباد بن دنی سے علاقہ سے جب خیرال آیا۔ یہاں مستقل کوٹ اختیار کیا۔ اعتبار کی بخت مرحوم کے ذریعہ دھ گھٹ کا بندوبست ہوا۔ اور زمین ملی۔ جو کہ ان کی اہلیہ سردار نظام الملک مرحوم کی ہمشیرہ تھیں۔ اہل محترم آباد کی زمین کی وادہ کی ملکیت تھی۔ انہوں نے اپنی زمین اسی صاحبزادی کو بخش دی تھی۔ ان کی وفات کے بعد مقدس آباد کی اہلیہ کو اس کی زمین پر قابض کر دیا گیا۔ پھر اس کے بڑے کے قبضہ قابض ہوئے۔ مقدس آباد نے خیرال میں وادہ آباد کی۔ اس کے تین بڑے شاہ جہان۔ شیر علی خان اور مر عالم خان ہیں جو مشوم آباد میں آباد ہیں۔ آخر نہ کر دوہوں کی والدہ عینہ بیگم شاہ جہان خان کی والدہ کے در نظام الملک کی ہمشیرہ تھیں سیر عالم خان صاحبہ ہے۔ وہ کسی ملازمت پر ناگوار رہتی ہے۔

۴۔ میر افضل و بیگم بن بارسہ دین خان جب ٹھٹھک سے چترال آیا ہے اسکی وادہ بہتر افضل الملک کی صاحبزادی تھیں۔ یہاں مستقل سکونت اختیار کیا۔ علاقہ مستوح میں ان کی وادہ کو زمین ملی تھی۔ اس پر قابض ہے۔ خیرال سکونت میں انچو کشین صوبہ دار بنے۔ پھر کیش بہاں ہوئے اور عظیم جی بہاں حاصل کی۔ بڑے عظیم خانی خیرال میں رہتے ہیں۔ ان کا حلی نام امیر الملک تھا۔ اور ان کی اولاد ویرد کش کہلاتی ہے۔

۵۔ قوم بروش۔ اس خاندان سے ایک گھرویش علاقہ مستوح میں آباد ہے۔ اور حاربان آباد سے یہاں سکونت پذیر ہے۔ یعنی امیر اللہ خان بن نصرت علی خان بن علیمراد خان بہاں عہدہ راضی کا مالک اور صاحب سرزد شخص ہے۔ اسکا باب نصرت علی خان ۱۸۹۵ء کی جنگ میں میر افضل خان کے شکر کے مقابلہ میں قتل ہوا تھا۔ امیر اللہ خان کا کوشر میں صوبہ دار تھا۔ اور جج۔ بریکوٹ میں اپنی کمپنی کے ساتھ شامل تھا۔ استحضرت مرحوم نے ان کو کونسل مدلیہ میں بھی داخل کیا تھا۔ بڑی عزت سے یاد فرماتے تھے۔ انکا رکا میں اللہ بن دینی قوم اور خاندان میں میر سرتھیں ہے۔

۵۔ قوم خوش احمد۔ خاندان خوش احمد بن محمد بیگ کے نسب سے تعلق ہے۔ شاہ کٹر اہل کی جو جنگیں لڑیں۔ قوم خوش احمد سرکش اقوام سے ہوتی تھیں خوش احمد کے سرکوں میں قتل ہو گیا تھا۔

جب شاہ محمود رئیس نے خیرال پر حملہ کیا تو خوش احمد کا رکا شاہ جہان چند عہدہ بن ملک نے بہراہ حکومت چین کے نائب حکومت کے پاس سرحد اور وادہ تہہ دیدگی تھا۔ تمام وادہ تہہ کے دوران اس نے بہراہ کی کہ ایک بہت بڑے اور وادہ کو ہلاک کیا۔ اس بہراہ می حکومت نے اسے ڈوڈل کا خطاب دیا۔ چینی زبان میں کے

معنی بنادر تھا۔ چنانچہ کس کے بعد بھی خطاب ان کے نام سے صبر ہوا۔ شاہ جهان کے تین لڑکے تھے۔ خوشحال بیگ اور شاہ عالم تھے۔ انہیں سے ہر ایک سے بہت وقت میں معزز تھا۔ اور ان کی اولاد کیش اور خیرال میں آباد ہے۔
 ان کے مٹا ہیر و جان میں جن خان۔ علی گوہر۔ محمد باقر۔ بلقوس۔ صد خان۔ شاہ صفدر۔ میر سہم خان اور جانیوس تھے۔ یہ سب کے سب معروف و مشہور تھے۔
 اسی عرصہ میں راجہ کے عہد میں خوشنوی نے گوہر فرزند ان محمد باقر۔ بہتر ازہ۔ غوث احمد ملک کی رعایت سے رہنا اختیار کیا۔ اور کہ نس کے راجہ میں شامل ہوئے۔ انہوں نے جدلی نے صوبہ ری مانی۔ عام خان بن شاہ کو جادوئی بھی مٹی بنا کر خان کو کوشل کے عہد میں دیا۔ اور کہ لگا۔ محمد اعظم خان بن جانیوس کو محمد ری دی گئی۔

شاہ نواز خان کی صاحبزادی شاہزادہ شہابہ دی خان کے ملک اندوہانج میں لائی گئی۔ ان کو صوبہ ری اور جادوئی سے نواز گیا۔ پھر ان کو صوبہ ری چکر کا عہدہ دیا گیا۔ یہ سب معزز اور مشہور ہوئے۔ پھر شاہ نواز خان حکم چرن ہوا تھا۔ نئے منظم کے بعد عدم محمد رسول من عام خان کو محمد ری مانی۔ اور دوراٹھ کے راجہ کو کوشل خان کو صوبہ ری مانی تھی۔ اس وقت وہ کوشل عہدہ کے عہد میں شامل ہے۔ عدم محمد رسول کو محمد ری مانی تبدیل کر کے علاقہ مستوح کے قیامی بنجاری کا عہدہ دیا گیا ہے۔ اسکی مدد و ملت کو بدل دین سے جاری رہنے کے باعث۔ کتاٹر اعتبار ہو۔ اور کہ لائی شخص دیا جا رہے۔

خوش نصیب اور پرورشہر خاندانوں کے مشاہیر کا مختصر تذکرہ

- | | |
|------------------------|---|
| ۱۔ شاہ خوشیوب کے لڑکے | شاہ عالم۔ شاہ فرید۔ عسکرتہ اللہ |
| ۲۔ شاہ عالم کے لڑکے | پادشاہ۔ میر ملک عورت شاہ بردس |
| ۳۔ شاہ فرید کا لڑکا | جہانگیر لادہ |
| ۴۔ عسکرتہ اللہ کے لڑکے | خوش۔ محمد ثانی۔ خیر اللہ۔ غوث احمد لادہ تھا۔ |
| ۵۔ پادشاہ کے لڑکے | سلیمان شاہ۔ نورنگا۔ دولت خان۔ ملک آغا۔ |
| ۶۔ خیر اللہ کے لڑکے | درویش شاہ۔ فرہ |
| ۷۔ سیدوں شاہ کے لڑکے | سخت و ملت شاہ۔ پادشاہ۔ عظمت شاہ |
| ۸۔ غوث خان کا لڑکا | ابوہم خان |
| ۹۔ ملک آغا کے لڑکے | گوہر آغا۔ نور آغا۔ میر آغا۔ کبر آغا۔ برتقی آغا۔ خدا مال |
| ۱۰۔ کوہر آغا کے لڑکے | ملک آغا۔ میر آغا۔ میر آغا۔ غلام محمد آغا۔ پلہ آغا۔ |

- (۱۱) ملک آمان ثانی کے لڑکے
 (۱۲) میرولی کے لڑکے
 (۱۳) میر قازی کا لڑکا
 (۱۴) غلام علی ابدین پلوں کے لڑکے
 مقدس آمان . پاپشاہ .
 محمد میخان . پنجون دمیخان . گورہ خان ثانی .
 شیر غازی
 عبدالرحمن خان . عبدالرحیم خان . محمد رحیم خان .

پروشہ خاندان

- (۱) شاہ بردیش امیر ملک کے لڑکے
 (۲) خان پور کے لڑکے
 (۳) آزاد خان کے لڑکے
 (۴) خان صدر ان کا لڑکا
 (۵) خان عالم کے لڑکے
 (۶) نجمہ خان کا لڑکا
 (۷) عیسیٰ بہادر کے لڑکے
 (۸) مشکو علی خان کا لڑکا
 (۹) نگر خان کے لڑکے
 (۱۰) اکبر خان کے لڑکے
 (۱۱) صفت بہادر کے لڑکے
 (۱۲) شاہ پردین کا لڑکا
 (۱۳) عائیت خان کے لڑکے
 (۱۴) دلی محمد خان کے لڑکے
 خان بہادر . آزاد خان . خان بدوان . خان عالم
 نجوم خان . حبیبی بہادر
 بدو خان . شہادت خان
 مشکو علی خان . تاجرخان میں اسکا نام مشکو علی لکھا گیا ہے .
 علیمرخان خان اور اس کا لڑکا نصرت علی خان اور اس کا لڑکا
 امیر اللہ خان دلی لکیش ہے .
 مسگر خان
 راجہ حاجی اکبر خان . راجہ صفت بہادر . شاہ پردین . پلوں
 بہادر . فولاد بہادر . نصر اب . خوش لواز
 غافیت خان .
 دلی محمد خان . فضل خان . شہزادہ خان
 راجہ محمد نور خان . زمر خان . سیف الملک عرف حبیب خان .
 محمد شریف خان . خان بہادر . امیر جہاندار شاہ . خواجہ عالم
 عبدالعزیز
 سلطان امین خان .
 برش خان . میر باد خان . حبیب اللہ . شیر غازی . شیر علی خان .
 محبوب علی خان . کرنیل میرولی خان .

۵۲۔ قوم محمدیہ کے والدین . اگرچہ شاہ کٹوراؤں اور شاہ خوشوقت بھی محمدیہ کے ہیں .
 لیکن ان کی دین کو محمدیہ نہیں کہا جاتا . بلکہ ان کی اپنی نسبتیں علیحدہ ہیں . محمدیہ قوم کی نسبت اور عرف محمدیہ



میں دور سے آئے ہیں۔ یہ ہے ہنسی کو دل درویش

۷۔ شمس پناہ ابن محمد صدوق محمد مراد ابن بنت اللہ کے خاندان سے معززہ شخص تھا۔ ان کا باپ محمد صدوق بھی معززہ تھا۔ اسحضرت مرحوم کے عہد میں اس نے بڑا نام پایا۔ صوبہ دار تھا۔ پھر صوبہ دار مجبور ہوا۔ اور اراکین کورس میں شولیت پائی۔ اسحضرت کے ہر کام سفر میں شامل اور شریک تھیں۔ ان کی وفات کے عہد میں کورٹھامیاں لگ جان صوبہ دار ہوا اللہ مغیر ہوا۔

۸۔ اس خاندان سے حضرت امیر سکندھان بھی منبر ہوئے اور کوسل عدلیہ کے عہدوں میں شامل ہوئے۔ امیر اپنے خاندان کے شجر نسب پر بڑا صوبہ رکھتا تھا۔ اور واقف تھا۔ سرنا سرنگسار حرم کے عہد میں وہ سبھی دیار میں اکثر رہا کرتا تھا۔ اور شجرہ کی سطوات سے دفتر کھینچتا تھا۔ شاہ خان۔ صورت خان احمد جویم خان بھی شاہی دیار میں رہنوخ رکھتے تھے۔

۵۳۔ قوم رضا خیل یہ خاندان محمد بن سنگھ بن علی کول کی حاکم منسوب میں اندر تری بیگ بن محمد رضا کے چاروں فرزندوں کی اولاد میں محبوب ہو کر الگ الگ گروہ میں تقسیم ہیں۔ اور بیگ کثرت نفوس کے ساتھ نامور اشخاص میں گلاسے ہیں۔

قرل بیگ خود بڑا نامور شخص تھا۔ جب اس کا والد اور بھائی قتل کر دیے گئے تو قرل بیگ جھگ کر بہ خشاں چلا گیا۔ اندر بہ خشاں سے دو دفعہ بہ خشاں کی امداد سے تیرالی پر حملہ آور ہوا۔ گونا کلام رہا۔ مگر غری و فقہ جب چھ ماہ تک نہ خرمقام میں محصور رہا۔ تو شاہ کٹوراؤ شاہ جو شوق نے معاذ نزاع کو سعادت سے انجام دیا تو پتہ چنانچہ قرل بیگ باپ بھائی کی خون خواہی اور حکومت کے نام و اجہ سے دست بردار ہو گیا۔ اس کے پچیس سالہ سن کی سرمنی کے مطابق تمام پیمانہ مزدک بائزاد سے سو پانچ لاکھ بھی راہ نہ حسن معلوک اور دواہار تھی طرح والی تھی۔ حرمت و اعتراف سے ذلت کی مسرکی۔

ایک مرحلہ کے بعد شاہ فرامرد بن شاہ جو شوق کے عہد حکومت میں کور غری مقام میں شہر قائم کے ایک معزز شخص کا بیٹے قرل بیگ کو قتل کر دیا۔ اور اس کا نقشہ ہاں سے اٹھا کر اسی عہدہ میں انوثت میں مبارک میں کر دی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ شاہ فرامرد کے ارادے سے اسے قتل کیا گیا تھا۔ مگر کوہ آہی اسے اند کوہ شہ نہ کرنے پایا تھا تو اسے بھی نصیب میں قتل کی ویا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کلابہ کی بہن قرل بیگ کے عقد تزویج میں تھی اور ملک کے حکمران خاندان بکس کی رگی بھی قرل بیگ کے نکاح میں تھی۔ اس نے پہلی بیوی کو بغیر حقیقت سے ایک لکھسے لکھا کہ دل میں آتش غار بھرا کہ آٹھ اور قرل بیگ کو موت کے گھاٹ اتار کر اپنا طہر لٹا لک۔

قرل بیگ کے چار لاکھ تھے محمد صفا۔ محمد زور۔ محمد دست اور سکندھان۔ دل الذکر و دہن کی والدہ بڑیرہ خیل خاندان سے تھی۔ مذکورہ خیل بکس مکرانوں کے عہد میں معزز تھے۔ اندر آخر اندر دہن کی والدہ کھلت کے دیکھ خاندان کی ہا جزاوی تھی۔ اس سلسلہ کی تفصیلات محمد صفا سے شرائط کی جاتی ہے

۱۔ محمد صفایں قزل بیگ کہ ان کی صحبت میں شرف حضور دی حاصل تھا۔ محمد صفایں شکر کے سوا کچھ نہ فرما س کے بھی مانگتے تھے۔ جب بہتر سنگین علی ہندوستان سے مراجعت کر کے سوات میں پہنچے تو سوات کے لشکر کے ساتھ سیکر خذ کے راستہ سے مستونج کی طرف روانہ ہوئے۔ اور محمد صفایں کو ایک حصہ لشکر کے ساتھ خذ میں تعینات کیا تاکہ اس طرف مستونج و دشمن سے حفاظت کرے۔ اسی نے اس اطراف میں مستونج تک نظر و نسق کی راتوں بخوبی انجام دیئے۔ بہتر فرار د کے قتل کے بعد مل مستونج نے خواہش کی کہ محمد صفایں کو یہاں کی حکومت دی جائے۔ لیکن اسی نے انکار کر دیا۔ صیب محمد کو یہاں چھوڑ گیا۔ مگر چہرہ حبیبی سے افسوس سے دیا۔ اور واپس چلا آیا۔

بہتر خیر اللہ نے اپنے عہد حکومت میں اسکی صاحبزادی کو اپنے حرم سرے کی زینت بنایا۔ اور وہ شہس کی حکومت پر اس کو بامور کر دیا۔ اور انکا بڑا احترام کیا۔ مگر باد جو اس کے بہتر شاہ افضل کے شاہزادوں کے ساتھ جو اس کے بھائی تھے۔ اپنا دیرینہ تعلق قائم و برقرار رکھا۔ اور ان کے خیر خواہ رہے۔

محمد صفایں کی بیوی عمرہ کرشمہ چان خانی سے انتقال کر دیا۔ بڑا صاحب نام شخص تھا۔ مصنف کی نظر سے اسکی ایک غزل گذری تھی۔ وہ سیدہ سیدہ تھی۔ اس کی والدہ میں محمد اعظم۔ ابو الخیر شاہ رضا۔ اور محمد صاحب تھے۔ اور انیس ہزار ایک مصرعہ اور مثنوی اختیار تھا۔ ادلی الذکر شیوں کی والدہ بہتر فرار د ابن شاہ خوشوقت کی بیوی تھیں۔ اور محمد صاحب کی والدہ اہل لاسپور سے تھیں۔ یہاں ان چاروں کی والدہ کی تعصیل پیش کی جاتی ہے۔

۲۔ محمد اعظم بن محمد صفایں اس کے پانچ لڑکے تھے اعلیٰ۔ دوسرا دستہ گل شاہ۔ تیسرا سکی۔ چوتھا رار پانچواں محمد غوث۔ ماما کے تین لڑکے محمد رحمان۔ سلطنت خان۔ غلامو خان۔ قندرخان کا

لڑکا عبداللہ خان علاقہ یار خون میں حاکی کا منصب رکھتا تھا۔ اسکی نصاحت اور لیاقت نہایت اعلیٰ تھی۔ اچھا تدبیر اور جو کچھ شخص تھا۔ عبداللہ خان کے لڑکے عبداللہ خان اور عبداللہ رحمان ہیں حضرت سر شجاع الملک کے محمد صاحب عزت و منزلت اور مقرب خاص سے تھے۔ خصوصاً عبداللہ رحمان علاقہ یار خون کا حاکم تھا۔ بہر باد کی گارڈ میں عبداللہ پالی۔ اور اپنے والد کی حرمت پر شہید و فیض الکلام تھا۔ عبداللہ خان کو شہس کا میر تھا۔

۱۔ عبداللہ رحمان کے لڑکے لنگر مراد خان اور عبداللہ رحمان خان والد کے انتقال کے بعد یار خون کی حاکی اور صوبیداری کے مستحق قرار پائے۔ چنانچہ لنگر مراد خان اور عبداللہ رحمان خان حاکم ہوا۔ اللہ ۹۵۵ھ میں ایڈوائزری بورڈ کے ممبروں میں شریک ہوا۔ لنگر مراد خان صوبیدار تھا۔ مجاہدین کی صحبت میں اسکرد و نفاذ پڑ گیا۔ اور اپنی خدمات کے صلہ میں بہتر تائیس سے نصیحت کا منصب مائل کیا۔ اور نئی تنظیم کے صدر مقرر کیا۔

۲۔ محمد اکبر خان بن سلطنت خان اور اسکے بھائی حاجت خان احمد کو وہ خان ابن ناصر خان اعظم حضرت مرحوم کے بعد میں بڑے اعزاز دیکھتے تھے۔ محمد اکبر خان کو نسل عدلیہ کے اراکین میں شامل تھا۔ اور چوٹی کا نام بھی تھا۔ اور محمد کو وہ خان آفریدی صوبہ دار میجر کا لقب حاصل کیا تھا۔ زمان اکبر خان بن محمد اکبر خان والد کے انتقال کے بعد اصحاب عزت میں شمار کیے گئے۔ اریسنوچ کا حاکم بنایا گیا۔ اندھا ڈی گاڑ میں صوبہ داری پائی پھر صوبہ دار میجر کا لقب حاصل کیا۔ اور اسکے لڑکا صوبہ دار ہوا۔ حاجت خان بن سلطنت خان بھی معزز شخص تھا۔ ۱۹۱۷ء کی شورش ابن مسنوح میں اپنا دفاع دہری کے محل میں اس نے قبیلہ عرصہ کے لئے بارخون کی حاکمی بھی حاصل کی تھی۔

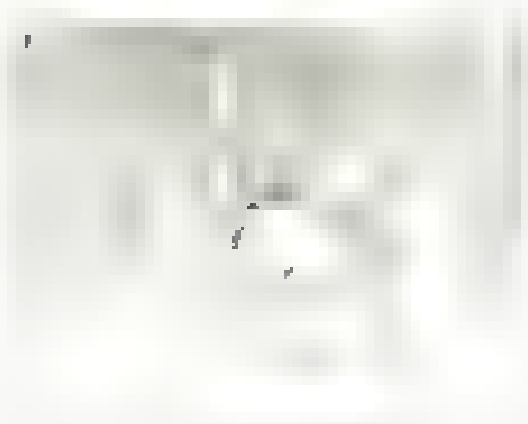
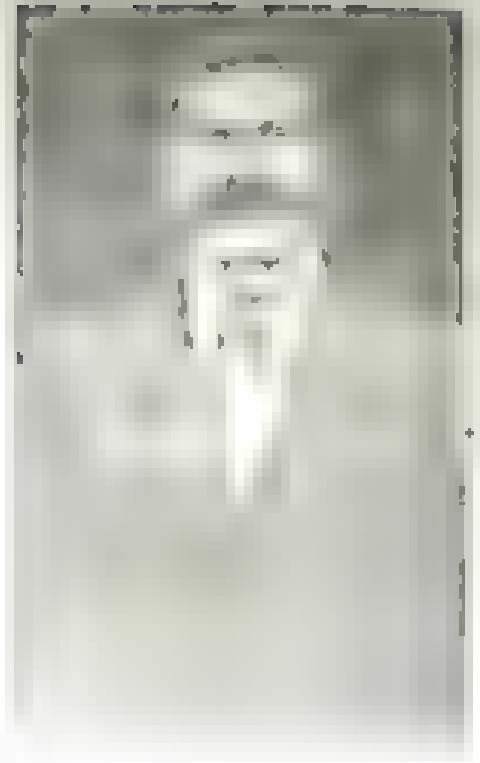
۳۔ قاضی لال ابن وسرگل شاہ ابن محمد اعظم معزز شخص تھا۔ اس کا لڑکا سلطان حسین خان اعظم حضرت مرحوم کے بعد میں ان کے دربار میں خانہ آبی عزت و آقاہ کا سرکار تھا۔ وہ مسنوح میں باخاست اور بہت بڑی جائیداد کا مالک تھا۔ سجاد خان اس کا لڑکا بھی معتبر ہے اور باڈی گاڑ میں صوبہ داری رکھتا تھا۔ ۴۔ چیت بن محمد عوث ابن محمد اعظم بھی اہل عزت سے تھا۔ اس کے لڑکے مردان قلی خان، انصاری خان و نصیبی محمد خان و رحمان قلیخان اپنی مردان قلی خان اعظم حضرت مرحوم کے بعد میں اہل رسوخ و اہل اعتبار تھے۔ نصیبی محمد خان و رحمان قلیخان کو نسل کے عہدوں میں شامل ہوتے۔

۵۔ سخی ابن محمد اعظم کے لڑکے محمد سعید خان و محمد سلطنت خان اور وہ خود نامور و اہل اعزاز اشخاص تھے۔ محمد سعید خان کا لڑکا میر صفحہ خان بھی معزز تھا۔ شاہان اٹک کے اہل دربار میں وہ معزز شخص تھا۔ سیستانی میں یہ دستور تھا۔ کہ بادشاہ کے اراکین مجلس بھی مسنوح میں بطور خواہ و راج ہوتے تھے۔ میر صفحہ خان کا نام بھی بعض مسندات میں پایا جاتا ہے۔ اسکے لڑکے عبد الرحمن خان و عبدال خان و میر قوت علی خان بھی معتبر تھے۔ عبد الرحمن خان کا لڑکا عمر خان لال سکادوشی میں کوادر شاہ مشرعبہ اور خانہ ملازمت حتم ہونے کے بعد بڑا شمس محمد مظفر علیک مرحوم کے عہد میں کو نسل عدلیہ کے عہدوں میں شامل کیا گیا۔

بڑا شمس سعید الرحمن مرحوم کے عہد میں بھی تنظیم کے تحت جب شاہ دہلی کو نسل کے انتظامات میں تو صوبہ دار عمر خان ہرنائی نس کے نامزد شدہ عہدوں میں شامل ہو کر کو نسل ایدہ و نسر کا جبر ہوا۔ وہاں سے جب ملازمت ختم ہوئی۔ تو دوبارہ کو نسل عدلیہ کی عہدہ پائی۔

صوبہ دار عمر خان نے اس قبیلہ مدت میں ایسا ذاتی بات سے بڑا نام و مقام پیدا کیا۔ وہ کوئے بازی چلو کے میدان میں بہترین کشتہ دار بنے۔ اور سیاسی امور میں بھی قدم کس خیالات کے مالک ہیں۔

اس کے بیٹوں لڑکے لائق شمار کئے جاتے ہیں۔ مظفر علی خیرال میں جنگلات کا افسر ہے۔ وہ بھی بابک نواز پر پوک کا کامیاب کھلاڑی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان کے دادا میر صفحہ خان سے دشا شاہ اس خانہ دین میں آباد ہے۔ محمد مظفر علی خان سکادوشی میں عہدار ہے۔ تیسرا لڑکا سردار علی خان قلیم کے لحاظ سے نظر نس پوسٹ



سکا دیش میں عہدہ رکھتا تھا۔ اور جنگ بیکٹ میں مجروح ہو کر انعام پایا۔ شاہزادہ غلام جیلانی اسے ڈی سی گورنر بنگال کا رضاعی باپ تھا۔ کونسل عدلیہ میں ممبری پائی۔ آبرورندہ شخص تھا۔

نعت بلند شاہ درویش کے اکابر عہد میں معتبر شخص تھا۔ اسکا لڑکا تخت شاہ بھی معتبر ہوا اور کونسل کے راکیں میں قبولیت پائی۔ اسکا لڑکا بیٹا اللہ جان، دوسرا لڑکا چشتی قادر و قادر خان نے عہد موجودہ کی آواز جماعت مسلم لیگ کی حمایت میں عوام کے لئے بڑی خدمات انجام دیں اور عوام میں مقبولیت اور شہرت پائی۔ اور عوام تحریک میں قادیان کی خلافت دہلی کے جنگاموں کی وجہ سے شہر یاب بھی ہوا۔ بیٹا اللہ جان جنگ آزادی کشمیر میں بھی رضا کار دوسروں کے ساتھ فوجیہ کے محاذ پر جہاد میں شامل ہوا تھا۔ اور ناپاں مہمان کی تھائی تھی۔ اس طرح وہ عوام کی خدمات سے مقبولیت حاصل کر کے عوام کی اکثریت رائے سے اپنے والدین کو شہر کا محرم منتخب ہوا۔ درویش شاہ نے مجلس شہادت میں عوام درویش کی نمائندگی کی۔ کئی شخصیں یاد ہوتا ہے۔ تائی لال کا لڑکا بیٹا شاہ اگرچہ سب سے سادہ تھا مگر عزت مند اور ذہنی لبرل۔ اور شاہ شاہ میں شہر دانش خاں کی صحبت میں بندہ رہا۔ سنان گیا تھا۔ وہاں حیدر علی نظر بند رہا پھر قید سے رہائی پا کر وطن عزیز میں مراجعت کی اور وہاں انتقال کیا۔ وصال محرم کے عہد میں بڑا معزز رہا۔ اس کے لڑکوں میں سے جیسے باڈی گارڈ میں صدر ہوا۔ پائی۔ کونسل عدلیہ کا ممبر بھی رہا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا لڑکا رحمت شاہ سو بیہر ہوا۔ اور عہد آزدادی کی ہوسناہی میں شاعری میں شاعری رہا۔ عہد مسلم لیگ کا خطاب پایا تھا۔

۴۔ محمد علی بیگ کی اولاد میں جہاں محمد علی قابل ذکر ہے جو کلام علامہ نور بخش کے رضا خیلوں کا مورث اصل تھا۔ اس کی اولاد میں ہے اجاڑت مرحوم کے عہد میں شیر خان ابن رحمت شاہ ریاستی باڈی گارڈ میں صدر ہوا۔ اندامی ذاتی طاقت سے درجہ بدرجہ ترقی کر کے صدر ہوا۔ میجر کا عہدہ حاصل کیا۔ پھر عہد عہد کے سپورٹس کے طاقت عوام کی کثرت رائے سے علاقہ درویش کا خاندان منتخب ہوا۔ در مجلس ابد وائزر میں شریعت پائی۔ عوام میں مقبول اثر و رسوخ و قابلیت کے مالک شخص ہیں اور تصویر ملی، اس میں شامل کی ہے۔

دوسرا دوسرا عہدہ جہاں سب احمد خان اپنی قوم میں معتبر اور ریاستی باڈی گارڈ میں صدر تھا۔

محمد نور بڑا بہادر اور شہسوار تھا۔ کفارہ جنگی کے طاقت و تاج کے ۶۔ محمد نور بن قزل بیگ | دوران میں مرتبہ شہادت سے بیکار رہا اور وہیں مدفون ہو گیا۔

لبرل کسان ہیں ہے۔

۷۔ اسکا لڑکا سردار خان اور اسکا لڑکا محمد حسین خان عزاہہ انبیاء رکھتے تھے۔ واپس سپین ہر گوہر خان اور ان کے انہوں کی والدہ محمد لونس خان کی صاحبزادی اور صاحبزادان الملک مرحوم کی والدہ محمد حسین خان کی دختر تھیں۔ محمد نور کے لڑکوں میں علی ہر شہزادہ اور دینا شاہ ہر ایک صاحبزادہ تھا۔

محمد حسین خان کے لڑکوں میں علی شکر۔ سعد و قاسم اور منصور خان اور علی شکر کا لڑکا میرا خرم و سعد
 وقاسم کا لڑکا علیخ اور منصور خان کا لڑکا میر خلیل۔ برہانپور اعزاز و امتیاز کا مالک اور مشہور عالم
 تھے۔ بالخصوص میر خلیل بہت نامور اور علامہ قدس شمس کا تختہ حاکم تھا۔ علیخ کا لڑکا جی اور میرا خرم کا لڑکا
 شیر اعظم۔ اعلیٰ حضرت سر شجاع الملک مرحوم کے عہد میں اصحاب عزت و اعتبار سے تھے۔ بیف بڑے
 جاگیروں کے مالک۔ بی کشیش کوہ کا حاکم اور شیر اعظم و روش کا۔ جی کے انتقال کے بعد اس کا لڑکا جون
 بیگ حاکم کشیشی کوہ ہوا اور شیر اعظم کا لڑکا افضل اعظم حاکمی آمد صوبہ باری و دونوں عہدوں کا مالک رہا۔
 اور پھر اسکی صوبہ باری پر اس کا لڑکا رحمت اعظم مسافر نذر آباد و افضل اعظم کو نسل عدلیہ کے اراکین
 میں شامل ہو گئے۔

۱۲) طاہر بن محمد نور کے پوتوں میں شیر و لم خان باشندہ بمذنبہ شہزاد بن محمد نور کے پوتوں میں
 گل بہار خان باشندہ رئیس اعتبار رکھتے تھے۔ حضرت علی خان والی آسمار کی والدہ اور شیر عالم خان
 کی والدہ آپس میں حقیقی بہنیں تھیں۔

۱۳) ڈائی باشندہ اور خواجہ شیر عالم خان کے خاندان سے تھا۔ جبکہ لڑکا میر کاں علی حضرت روح
 کے عہد میں معتبر ہوا۔ اور اعزاز و صوبہ باری کے لقب سے کونسل عدلیہ میں شامل ہوا۔ اور اس خاندان
 سے جبکا نیل و اعظم بہت نصیبہ کی حیثیت سے معتبر تھا۔ اور امر معروف میں وقف رہا۔

۱۴) محمد دوست بن قزل بیگ شہزادہ نامور شمس تھا اس کے نذر نذر میں میر سردار و درشن علی بن
 شہزادہ بن وادیان آداب علی خان تھے۔ میر مردان کے لڑکے تیفور شاہ
 اور شجاع علی سرزدین احمد شاہ میر ملک میں شمار کئے جاتے ہیں بیگ گنگت میں جو عہدار جگہ گشت ارسلان ملک
 کے باطن برپا ہوئی تھی۔ شیخ علی اپنے دو بیٹوں سمیت قزلباش کے گولہ سے مرتد شہادت کو منسوب۔ جن کے
 نام عالم ملک اور صاحب ملک تھے۔ انکے والد اہل ملک آمد من ملک ہمدونہ کے اہل اقتدار میں سے تھے۔

تیسرا شاہ کے لڑکوں میں شرف شاہ اور غلام حضرت سرزد لوگ نے میرزا۔ بن شرف شاہ
 و علی حضرت مرحوم کے عہد میں سرزد ہوا۔ اور غلام حضرت کا لڑکا محمد بکیر خان کونسل عدلیہ کے ممبروں
 میں شامل تھا۔

۱۵) سکندر بن قزل بیگ سکندر تمام جہانوں سے علم میں خود و تہ و اسکی والدہ رئیس کے والدین
 کے تھے۔ اس کے بیٹوں میں یحیٰی۔ محمد و محمد علی بڑی عزت و ہمت
 کے مالک تھے۔ ان کی والدہ شاہ خوشوقت کی صاحبزادی تھی۔

۱۶) تھوٹی کے بیٹے اکبر شاہ و شیر عالم اور شیر عالم کے لڑکے سلطنت شاہ و جہان شاہ ہر ایک سرزد و محرم
 ہوئے ہیں۔ جہان شاہ کا بیٹا سکندر سکندر و ہمت ملک میرت و صاحب محرم شمس تھا۔

۲۰) ولید شاہ بن منہ و فرات شاہ بن دہر شاہ بھی سوز لوگ تھے اور ذات شاہ کے لڑکے سوزی شاہ و میر شاہ و مطلب شاہ اور عجیب شاہ یہ چاروں عہد حاضر کے ممتاز و اعتبار کے سوزین تھے۔ علیحضرت مرحوم کے عہد میر شاہ نے اسپہر کی حاکی حاصل کی۔ اور باڈی گارڈ میں عہد بدو میر شاہ اور جب اس کی صاحبزادی میر شاہ ملک مرحوم کے عقد ازدواج میں آئیں۔ تو اسکو بڑی عزت اور تقرب حاصل ہوا۔ پھر شاہزادہ سارک ملک کی رضاعت میں اس کے سپرد ہوئی۔ جو بڑا بیانیہ سیف الملوک ناصر میر شاہ کے دختر زادے ہیں۔ اسی طرح جب سوزا ملک تخت نشین ہوئے۔ ان کی معیت میں بی بی بھی گیا۔ اومان کے موابہ بڑا سوخ رکھتا تھا۔ میر شاہ تھے۔

۲۱) مطلب شاہ اور عجیب شاہ اکثر اوقات کونسل عدلیہ کے عہد پر اور عزت سے یاد ہوتے تھے۔

۲۲) روشن علی خان۔ بدلسنب۔ بل احمد و ملک متولی بن سکندر کے لڑکے و صاحب شہرت و وقار تھے۔ انکی والدہ چبان ازاد بھتر شیر جنگ کی صاحبزادی تھیں جو سوزا کے نام سے مشہور تھیں۔

۲۳) روشن علی خان کی شہرت مسلم اندہ کی شجاعت معلوم خاص و عام ہے اور سارا ملک اسکی شجاعت پر نازاں ہے۔ تاہم پترال میں اسکی شجاعت اور جن بازی کے کورائے خوب ہو چکے ہیں۔

۲۴) عبدالمصیب عرف دام عبدالمصائب بھی اس کے ہم پار خیال کیا جاتا ہے ان بھائیوں نے عزت و جلال کے پیشوا شداید و مصائب برداشت کئے۔ روشن علی خان کی ایک صاحبزادی شاہ امان الملک کے عقد ازدواج میں منسلک تھی۔ اور عبدالمصیب کی دختر بتر شیر افضل خان کے عقد ازدواج میں شریک تھی۔

۲۵) روشن علی خان کے لڑکے مرغان شاہ۔ نیاز خان۔ بیگی خان۔ خان اور ستم شاہ تھے اور بدلسنب کے لڑکے بہادر شاہ بہرام۔ بہادر فی الواقع ہم باسنی تھا۔ یعنی بہادری اور ولادری میں فروقا۔ بتر شیر افضل خان کی حمایت اور ساز باز کی بنا پر مقتول ہو گیا۔ یہ کہ امیر عبدالرحمن خان واسطی کے ساتھ بھی ساتھ کے دوست اور مراد تھے۔ چنانچہ شاہ امان الملک کے دربار میں جب بہادر کے قتل ہونے کی خبر پہنچی۔ تو امیر کابل کے سفیر کپتان کلاچی نے جو اس وقت بادشاہ کے دربار میں موجود تھا بے اختیار اخبارت مسرت کیا کہ ایک کہ بہادر ہمارے امیر صاحب کا دوست تھا۔ اس پر ملہ پر منہ صاحبزادہ محمد سعید بجاوڑ نے اس کو آنکھ کاخڑ کر کے خاموش کر دیا۔ محمد سعید بجاوڑ کا نمائندہ تھا۔ بہادر نے جنگ اسلام میں ملک سندن مشہور سپہان کو بھی یہی توار کے ایک دام سے طع کر دیا تھا۔

۲۶) روشن علی خان کے لڑکوں سے خان اور ستم شاہ رنج کے جاگیردار اور علیحضرت مرحوم کے عہد میں سوزت نیاز خان کا لڑکا کر شاہ سپ بتر افضل الملک کے عہد میں پڑا سوزت تھا جو علیحضرت مرحوم کے عہد میں سوز

۹۱۹ء میں انتقال کیا۔ نیاز خان کا پوتا خیر میدان بن ہراسپ جہد موجودہ کے دو سائادگی میں عوام میں
 معتقد تھا۔ اور کونسل حدیہ میں نائندہ کرلیکھ کی حیثیت سے شامل ہوا۔ عوام میں معتبر اور مسلم ایک کا صدر تھا۔
 بگی جان کا لڑکا زبدون خان علیحضرت مرحوم کے جہد میں بڑا عزت یاب شخص تھا۔ اس نے کرلیکھ
 واقعہ شہر میں زمین ہیربالی پائی۔ عذمت میں ہارمب کی۔ حضرت ہزادہ محمد مطاع الملک کی رضاعت سے
 دریچہ کی ہانگیر سے کامیاب ہو کر زبردست سے بکنہ ہوا، اسکا لڑکا مقدس خان باڈی گارڈ میں ایکوٹھٹ
 صوبیدار تھا۔ بڑا لائق جوان تھا۔ زبدون خان کے دوسرے لڑکے محمد علی خان اور محمد جان والہ کے انتقال
 کے بعد ہانگیر وادی وسیع پر بدستور قابض رہے۔ اور محمد جان نے بڑے بھائی مقدس خان کے انتقال کے
 بعد کرلیکھ کی صوبیداری بھی حاصل کی، اس کے انتقال کے بعد میر اس صوبیداری پر اسکا لڑکا شیر علی خان
 فائز ہوا، اس نے اپنی کمپنی کی معیت میں شاہزادہ محمد مطاع الملک کے زیرکمان اسکر و کے عہدہ جنگ پر
 بڑی خدمات انجام دیں۔

۱۷، دادک کے لڑکے محرم، لادگی شاہ، اور محمد درتہ۔ فیہ کی کے لڑکے محمد منظم خان، جو بہت
 محمد عزیز خان اور عبدالقدوس۔ محرم بہتر افضل الملک کا ویرانی۔ لادگی شاہ۔ محمد درتہ و جلیحضرت
 کے جہد میں خاندانی اعتبار سے معزز تھے۔ محمد منظم خان بہتر محرم شاہ ثالث کے بوا خواہوں سے تھا۔
 و خان جناب نے گھٹت ملک اپنے خاندان وادوں کے ساتھ جلد وطن میں رقبہ گداز دیا تھا۔ جب جلال
 واپس آئے۔ علیحضرت مرحوم کے جہد میں کونسل حدیہ میں شامل ہوا۔ اور معزز رہا۔ جہاں وہ اور وسیع
 معلومات کا اہل تھا۔ محرم کا لڑکا سرنگاہ اہل اختیار سے تھا۔ اور کونسل کے اراکین میں ہاتھوں
 شریک رہا

۱۸، ہیرام خان بن عبدالمسیب بڑا لائق منس مکتف الملک کے جہد تک بڑے اعزاز سے یاد ہوتا تھا۔
 اسکی بیٹی شاہزادہ خوشوقت ملک کے عہد ہزادہ میں تھی۔ مزید مصرفت اور ہانگیر کے مستحق تھے
 وہ اپنے خاندان کی قدیم روایات اور سیاسی باہرہ طور و طریق پر زبردستی بسر کرنے کا عادی تھا۔ تاہم نزل
 خیر لینے سا عہد رکھتا تھا۔ اور حست و جمالیک رہتا تھا۔ مگر جلیحضرت فضل تھا۔ اس کا لڑکا دلبر خان بہت
 فوج میں صوبیدار ہوا تھا۔ بہادر کے لڑکے بہو اور پھمن نیاراپے نامور واپ کے عہدہ پر علیحضرت
 کے جہد میں معزز تھے۔

۱۹، اسی طرح میرا بن گلدانت شاہ مکن تو رکھو، بن معززین سے تھا اور کونسل حدیہ میں ہاتھوں سے ہوتا
 تھا۔ اور منظم بن پھوکان۔ ینوشی بن داستان شاہ۔ میرا خدو بن بگی بیان مرید خان بن جیبول۔ ناو
 بن عبدالمسیب۔ مستفادش بن محرم وعلی شاہ بن محرم عجیب اشدمن بن کوہ خان۔ ہراسپ بن نیاز خان
 اہم حضرت مرحوم کے جہد میں اہل دانت اعتبار تھے۔ بہت جلال کی آبادی میں قوم کو سبکدست فوج اعتبار کے جہد کا رہبر تھے

باب دوم

ممتاز اقوام و معزز خاندانوں کا تذکرہ

میں حکمرانوں کے عہدے زمانہ حال تک

۵۵ (۱) قوم خوشہ اس قوم کی بادی کا غلبہ خاص طور پر کہو میں ہے اور یہ خوش بن مینی کی طرف نسبتاً منسوب ہے۔ یہ قوم رئیس حکمرانوں کے عہدے ممتاز چل آئی ہے قوی اور طاقتور قوم ہے کہتے کہ انکا قبہ اعلیٰ میں ذمہ موضع خاستہ واقع بدخشاں کا باشندہ تھا۔ اور اس کے یہ قوم خاندان کے نام سے متعارف ہو گئی۔ لیکن مصنف تاریخ کی تفسیر کے یہ بت کر یہ اپنے مورث اعلیٰ خوش بن مینی کی طرف منسوب ہے خوش کی وجہ سے خوشہ سے معزوب ہو گئے ہیں۔

خوش کے بٹہ بہرام بیگ، لاچین بیگ اور شوق بیگ تھے۔ ان بیٹوں بھائیوں کی اولاد اپنے عہد اور کے ناموں سے متعارف اور تین گروہوں میں منقسم ہے۔

یہ لوگ خاندان رئیس کے خیر خواہ تھے۔ جب شاہ بکھور دل نے خاندان رئیس کے اقتدار کو ختم کرنے کے لئے قزلباشوں پر لشکر رانی کی۔ تو قوم خوشہ اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑی ہوئی۔ لاچین بیگ بن خوش ہوس سرکہ میں مارا گیا۔ اور باقی ماندہ کو ماتحت و تاراج کر دیا۔ جب اس وقت بول کسل قوشہ کنوڑ نے ہیرال کی طرف رخ کیا۔

۱۔ بہرام بیگ کی اولاد میں محمد اشرف بن بہرام بیگ معزز تھا۔ وہ قزل بیگ بن شاہ محمد رضا کا بھائی تھا۔ جب قزل بیگ نے خشتار کی طرف فرار ہو کر چنگاں میں تو محمد اشرف بھی اس کے ساتھ تھا۔ اور جب وہ واپس آیا تو یہ بھی ساتھ ہی واپس آیا۔ یہی اس کی نجات کا موجب تھا۔ محمد اشرف نے اپنی حیثیت کے مطابق عزت اور درجہ پایا۔

بہرام بیگ کی اولاد میں علاوہ اس کے ملک اتودر۔ شاہ خسرو۔ میر جهان اور ویدان شاہ شاہ میر اور معزز خاندانوں کے گذرے ہیں۔ ملک اتودر بڑا بہادر شخص تھا۔ مولانا محمد سیر نے شاہنامہ ہیرال میں اس کی شجاعت کا تذکرہ کیا ہے۔ اتودر نے تاریخ میں بھی اس کی بہادری کی تعریف کھی گئی ہے۔ اور میر جهان شاہ

کوثر ثانی کے عہد میں ان کی مبدولتی میں شامل تھا۔ اور جب شاہ کوثر ثانی کی حکومت قائم ہوئی تو میر جانا راجہ اعزاز سے یکساں رہتا۔ میر جانا کے لڑکے محمد باری اور شکور ملک اور دوران شاہ کے لڑکے ذرین شاہ اور برق معزز اور اصحاب شہرت تھے۔ شاہ امان الملک مرحوم کی شہزادگی سے ایام حکمرانی تک یہ لوگ بڑے اخلاص سے ان کی خدمت بجالانے رہے اور اعزاز پانے رہے۔

ذرین شاہ سردار نظام الملک کے پدر و خاں بھی تھے۔ شکور ملک کے لڑکے نور محمد و جہرامی بھی بادشاہ مرحوم کے عہد میں معزز تھے۔ جہرامی اگرچہ ایک نجیب البدن مرد تھا مگر ذہن و تامل کا مالک اور دلاور شخص تھا۔

دلاور محبوب شاہ و غلام برق کے لڑکے بڑے معتبر لوگ تھے۔ غلام بہتر شاہ افضل خان کے پسر کا بل و بدبختیاں میں وڈ تھا۔ پھر وطن واپس آ گیا۔ علم و فراست سے بہرہ یاب اور اتھار سے مذاقہ سے کامیاب شخص تھا۔ وٹحضرت مرحوم کے عہد میں بڑی عزت سے وہ گزشتہ ۱۹۱۸ء میں اس جہان فانی سے رخصت ہوا۔ اس کے لڑکے خوشی خان و محمود و محبت خان اسکو وڈ کے محاذ پر مجاہدین کے ساتھ شامل جہاد رہے۔

ذرین شاہ کا لڑکا شاہ ذرین بڑا معزز اور اچھی صفات کا مالک تھا۔ بقول مصنف تاریخ خیرال و اخیار یہ ہے کہ تلمس کے اوصاف کے تذکرہ سے نا صرف سردار نظام الملک کا بڑا دروغاں اور بڑا نیکو منظر الملک کا دروغاں باب تھا۔ شہادت میں اس نے وفات پائی۔ اس کے لڑکے تیر ذرین شیر علی اور شیر ذرین برائیک اپنے باپ کے نمونہ پر تھے۔ ان کے انتقال کے بعد تیر ذرین منصب چار و بی اور باڈی گارڈ پسر فراز وڈ۔ پیر صوبہ دار میجر کا عہدہ پایا۔ لائق و شائستہ جوان تھا۔ ۱۹۴۲ء میں انتقال کیا۔ ان کے انتقال کے بعد اس کا جانشین دوران خان دو ذریں عہدہ دی کر سنبھالے میں کامیاب ہوئے۔ اور اپنے خاندان کا وڈ، بھائی و گھاسیہ بھی لائق و معتبر رہے۔ اس کا لڑکا گلاب و ذرین غنی و ویردوں سے خزانہ و فراست کے دفتر میں اہلکار رہے۔

دہم۔ محمد باری کا لڑکا خوشی تھا، وٹحضرت مرحوم کے عہد میں اہل اعزاز سے تھا۔ اور اہل کونسل میں بھی شامل تھا۔ پھر نور بیکو کی حاکمی کا منصب حاصل کیا۔ اندلس کا لڑکا بہدم خان صوبہ دار ہوا اس کے بعد کونسل کے عہدوں میں بھی شامل ہوا۔ لائق شخص تھا۔ خوشی کے انتقال کے بعد اس کی حاکمی کا منصب بہادر کو ملا۔ بہادر کے انتقال کے بعد پودم خان اپنے باپ کے عہدہ پر متمکن ہوا۔ اور اس کے بھائی محمد بیگ نے کونسل کے عہدوں میں شامل رہ کر نرائیس محمد منظر الملک کے عہد میں معتبر قرار پایا۔

دہم۔ شکور ملک کا فرزند بہادر بڑا معزز تھا۔ اس نے صوبہ دار کی بھی حاصل کی اور پھر کونسل عدلیہ کے عہدوں میں شامل ہوا۔ خوشی کے انتقال کے بعد حاکم کا منصب حاصل کیا۔ وٹحضرت مرحوم کے عہد میں

نکا بڑا اعتبار تھا۔ اور بڑے مرتبہ ہوشیار خیال کئے جاتے تھے۔ ان کے دو بیٹوں کے ابوالیت و محمد غلام
صوبیداری کے منصب پر سرفراز ہوئے۔ ابواللیث اسکرود کے محاذ پر بجاوین کے ساتھ شامل تھا اس
کے بعد اس نے لیفٹنٹ کا عہدہ حاصل کیا۔ دو سالہ عرصے میں کثرت رائے سے مشدقی کونسل جنرل
کا بر منتخب ہوا۔ لائق شخص تھا۔

۲۔ لاجپت سنگھ کے خاندان میں اقبال و شاہ زہیر قابل ذکر ہیں۔ افسر دو فوجی فائبرگڑ سے ہیں۔
جب سلطان شاہ خوشنویس کا مردن ہوا۔ یہ دونوں شاہ کٹورہ ٹانی کی طاقت سے نکل کر سو اور ناہور قومی
مسرحوں کے سلطان شاہ کے پاس چلے گئے۔ تاریخ گواہ ہے کہ یہ قوم کے اس عہد سے معتبر تھے۔ شاہ
احمد حضرت مرحوم کے عہد میں ان کے خاندان میں میر مختار اور صاحب شہناش شخص تھا۔ اور اقبال کا پوتا بھائی
اقابتی بھی سرزد معتبر تھا۔ اور مختار نے کے علاوہ حیات ششم بھی تھا۔ اس سلسلہ کے افراد کا برو کے حالات
معارف کے علم میں نہیں آتے۔

۳۔ شوقی سنگھ اس خوش حال کے بنائے شاہ آبدن الملک مرحوم کے عہد میں عالی موجود بڑا معزز
اور شجاعت کیش شخص تھا۔ اور عالی موجود کے رشتے بھائی خان اقبال۔ سلطان موجود اور دشمن خان کا بیٹا
سب اہل اعتبار سے تھے۔ خصوصاً بھائی خان اس خاندان میں سرآمد و عالی تھا۔ مردان نظام الملک احمد حضرت
مرزا علی الملک کے عہد حکومت میں عزت و اعتبار میں ممتاز شخص تھا۔ حق یہ ہے کہ بیاقت و شرافت میں
مردان کمال موجود ہیں۔ وانا کی سرکردہ تھا۔ ۱۹۱۳ء میں وفات پائی۔ سلطان موجود اور دشمن خاندانی بستر
شرافتمند خان کے ساتھ کابل گئے تھے۔ وہاں سے جب واپس وطن آئے۔ احمد حضرت کے عہد میں
مختار ہوئے۔ دشمن خاندانی نے آبائی عہدہ تائیس کو منصب حاصل کیا۔ پھر کونسل عدلیہ میں شولیت پائی
سلطان موجود کی بیاقت انہی میں سے ہے۔ شروع ہوا تھا کراچی میں مہلت نہ دی۔ بھائی خان اقبال کے
راکوں میں میر حیان اور بھائی خان آئی کاٹ سے ملائے کے حیدروں سے ہیں۔

یہ تھے شاہ سرد خوش (بن غنی کی اولاد) کہ جن کو علاوہ تو یہ بیکوں میں بسبب کثرت نفوس و جائیداد
کے دیگر اقدام سے فاقیت حاصل ہے۔

۵۶۔ قوم خسرو | یہ خاندان اپنے عہد اعلیٰ خسرو کی طرف منسوب ہے۔ اور وہ بابا یوب تہوری کے ہمارے
خاندان سے اس ملک میں آیا۔ اور طرح اقامت ڈالی۔ یہ قوم معتبر اور طاقتور
ہوئی ہے۔ اور خاندان رئیس کے یہ لوگ خیر خواہ تھے۔ جب شاہ کٹورہ اول نے خاندان رئیس کے اقتدار
سے ٹکری۔ تو یہ اسکی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر آٹھ لکھڑے ہوئے اور قلعہ میں ان کے بیت سے اکابر میدان
میں کام آئے۔ اند پھر گردوں بنا دیے گئے۔
اس قوم کے مشہور اکابر میں غلام تھا۔ کہ اس نے شاہ فرار د کے قتل کے سلسلہ میں محمد نور رضا خیل کے راکے

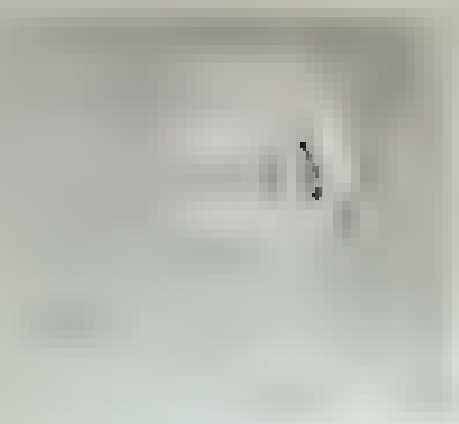
عہد تونس کے ساتھ شریک کی تھی۔ غلام کا لڑکا جم کوٹش اور اس کا لڑکا ٹھہرا اور سکھار کا لقب علی خان سب ناموں لوگ گزرے تھے۔ نسب علی خان شاہ مان الملک کے عہد میں منصب سفارت پر مامور ہو کر پڑا۔ کابل ایمر عبدالرحمن خان کے پاس گیا تھا۔ پھر وائی آسمان حضرت علی خان اور وائی جندولی عمر خان کے ہاں سفارت پر گیا تھا۔ اس کا لڑکا میر سیدم خان علی حضرت مرحوم کے عہد میں مختبر مرحوم تھا۔ اور ہونہ کی چار وائی اس کو تفویض ہوئی تھی۔

۲۔ شاہ آمان الملک مرحوم کے عہد میں اس قوم کا دوسرا مختبر شخص خدا داد خان بن عبدالرحمن خان تھا جسے پہلی حضرت رشید الملک مرحوم کی رعایت و تربیت کا حق ادا کیا اور ان کا دھاری باب ہوا۔ بڑا معزز و شائستہ مزاج شخص تھا۔ حق گوئی میں نرد تھا۔ حرف عام میں خدا کے دیکر سے معرفت تھا۔ ان کے چار لڑکے اعین حضرت مرحوم کے عہد میں اعزاز اور اچھے مراتب سے نچکے رہے۔ سب سے لائق و نیک نور احمد خان تھا۔ ۱۸۵۵ء کے عہد میں چرائی میں موجود تھا۔ بھارت کے بعد حیرال کے کھول و حریف میں بڑی جاگیر دوں اور راجہ کی جاگیر میں رہا۔ بربر اور ریشتی کی جاگیر حاصل کی۔ اس نے سب سے پہلے سکوتش میں صوبہ سی۔ سی۔ پی۔ پھر جب کوٹش و تلہ لکھنوی میں ہوا۔ اس کے نمبروں میں شامل ہوئے اور اعزاز ملا۔

۱۸۵۸ء کے جنگ برکوٹ پر اپنی مجلس کے ساتھ دہلی کے خلاف فوجوں مختلف انجام دیا۔ جس کے عہد میں سرکار انگلوی سے حاکم صاحب کا خطاب حاصل کیا۔ ۱۸۶۲ء میں حج بیت اللہ سے شرکت اندوز ہوا۔ اور ۱۸۵۸ء میں ایوان کا حاکم ہوا۔ اور مسکو مقام میں خود میں ہریانہ پایا تھا۔ اس کی یادگار سی۔ سی۔ پی۔ ہزار ہریدہ صوفیہ کوٹ کے ایوان نامہ سے جوئی لاکر اس کو آباد کیا سرسبز و آباد بنا یا۔ اور وہیں مقیم رہ کر ۱۸۶۵ء میں سفر آخرت اختیار کیا۔ اور وہیں دفن ہوئے۔

(۱) دھکا بڑا لڑکا جبب الاحمد خان سکوتش میں صوبہ بڑا تھا۔ پھر صوبہ بڑا بھارت کا عہدہ حاصل کیا۔ دہلی سے ملازمت ختم کر کے نئی تنظیم میں اس کی مقرر ہوا تھا اب خانہ نشین ہیں۔ (۲) درمرا لڑکا سکھ احمد خان منارہ فی کوٹش میں نمائندگی میں خود خانہ بڑا رہا۔ اور جب تک بہ نیک قائم رہا۔ شاہ احمد خان ہمیں شامل رہا تھا۔ تعلیماتہ اور لائق فوجوان ہیں۔ ۳۔ زمین احمد خان۔ تھرا لڑکا ہیں۔ لکھنوی میں۔ اعین حضرت مرحوم کے عہد میں ریاست خزانہ کے ایک کارکن ہیں شامل تھا۔ تنظیم جدید کے بعد اس کی سرکاری خزانہ میں۔ بڑے لائق و معتمد امر ہیں اور اپنے والد کی جاگیروں کے مالک ہیں۔ بربر ریشتی دھکا جاگیر میں ہیں۔

(۴) عزیز اللہ خان یہ بھی۔ ریاستی خزانہ میں مامور تھا۔ انتقال ہوا۔ اب سکھ لڑکا عبدالحق



میرا یک پاس کر کے کلک کی آسامی پر فائز رہی ۔

۵۔ بیاد احمد خان ۔ سرکاری یونیورسٹی کا عہدار تھا بڑا نئی جوان تھا عین شباب میں استقلال کیا ۔

۶۔ سرانج احمد یہ سب سے جیوٹا بگ باب کا بیاد تھا ۔ مسکورنگ زمین اس کے قبضہ میں ہے ۔ آندہ قبضہ میں شہر ہے ۔

۷۔ مہم خان خانقاہ یہ جیوٹا حضرت مرحوم کے دو دو بھائی تھے ۔ اسکا لڑکا عبدالحکیم جیوٹا ہے ۔

۸۔ میر احمد خان یہ جیوٹا دو دو بھائی تھا ۔ بریتہ میں مہم بیاد تھا پھر بڑی گاڑی میں مہم بیاد کی پانی ۱۰ آندہ لگاتہ

کر کے حاکم بنوا ۔ انکی وفات کے بعد اسکا لڑکا میر ظفر خان جیوٹا رہا تھا ۔

۹۔ خانزادہ خان ۔ یہ جیوٹا حضرت مرحوم کا دو دو بھائی تھا کچھ تعلیم جیوٹا حاصل کیا تھا مگر تقویت میں مشغول رہا ۔ اسکا

ورثہ کا وہ ماخان عوام میں مقیم ہے ۔

اس قوم کے افراد میں محمد امین خان برنس کی چھوٹی پر ماہور اندر بڑا معتبر شخص تھا ۔ کونسل عدلیہ کے بڑے

میں تھے ۔ آندہ وہاں کا لڑکا کراچی کے شاہ اس قوم کے بہترین میں حضرت مرحوم کے عہد کے معتبروں سے تھے

حضرت مرحوم کے عہد میں امتدادی حیثیت سے اعزاز پایا ۔ باڈی گاڑی میں مہم بیاد ہوا ۔ چھوٹا لڑکا

کا عہدہ حاصل کیا ۔ آندہ کچھ قلمی کتبے حاکم عدلیہ جیوٹا رہا تھا ۔ بڑا معتبر شخص تھا ۔

زمین اس بدین کی تصویر بیاں تامل ہے ۔

۱۰۔ قوم شیعہ کو ۔ یہ ماہان مہم بیاد سے معزز ہے اسکا عہد املا شہنشاہ بدین کے کارہ ہے

اس ملک میں دیکر یہ دیکش اختیار کی ۔ اس طرح عورت شیعہ قوم رجوری ہوا ۔ اس

قوم کے تباہی میں شہزادہ بیگ ۔ نہ ام خان ۔ کلابہ اور منظر تھے ۔ جن کی اولاد چارہاں خوں میں تقسیم ہو کر رہا

کوہ میں آباد ہے ۔

۱۱۔ بیاد شاہ فرود کے عہد میں ممتاز شخص کہا جاتا ہے ۔ اس نے شاہ فرود کے شاہ سے قرض بیگ

منہ عہدہ خاں کو دیا ۔ کہے گئے تھے تارو بیا تھا ۔ مگر کئی برس دیکر کو نشہ کرنے پایا تھا کہ اسے قصاص میں قتل کر دیا

۱۲۔ منظر بڑا لڑکا بیگ اتالیق مشہور شخص گزلبے ۔ وہ شاہ کٹہہ ثانی کے عہد میں اتالیق بنا گیا ۔

۱۳۔ خانزادہ خان ۔ حضرت خانقاہ کے عہد حکومت میں شاہزادہ تاج شاہ کی بیوی خاں کی سہیلی تھی

۱۴۔ بیاد خان ۔ بیاد خان کے آندہ لڑکے تھے ۔ انہیں وہ قلم چاہیو پیدا ہوئے تھے ۔ پھر ان کے عہد حکومت

میں کٹر کر کے لڑکے ہو گئے تھے ۔ انہیں وہ قلم چاہیو پیدا ہوئے تھے ۔ پھر ان کے عہد حکومت

۱۵۔ بیاد خان ۔ بیاد خان کے آندہ لڑکے تھے ۔ انہیں وہ قلم چاہیو پیدا ہوئے تھے ۔ پھر ان کے عہد حکومت

۱۶۔ بیاد خان ۔ بیاد خان کے آندہ لڑکے تھے ۔ انہیں وہ قلم چاہیو پیدا ہوئے تھے ۔ پھر ان کے عہد حکومت

۱۷۔ بیاد خان ۔ بیاد خان کے آندہ لڑکے تھے ۔ انہیں وہ قلم چاہیو پیدا ہوئے تھے ۔ پھر ان کے عہد حکومت

۱۸۔ بیاد خان ۔ بیاد خان کے آندہ لڑکے تھے ۔ انہیں وہ قلم چاہیو پیدا ہوئے تھے ۔ پھر ان کے عہد حکومت

ہزائی نس مظفر الملک مرحوم کے عہد حکومت میں کوہ چار دیواری اسے تفویض ہوئی۔ شاہ حسین احمد امیر حمزہ کو ہزائی کے عہد میں سے نوازا گیا۔ چر جب بیگ الرحمن تخت نشین ہوئے۔ ہزائی نس نے اپنے دودھ بھائی ظفر خان کو ساتھ کوہ میں حاکم اہل خوجا ڈی گارڈ میں نشست کے عہد سے پرانا کر لیا۔ اور ایک دوسرے دودھ بھائی سلطان مراد کو دھابہ کا منتظم مقرر کر کے نشست کا عہدہ دیا۔ تیسرے دودھ بھائی بہزادہ خان کو ارسل خانہ میں عہدہ مقرر کیا۔ اہل خوجا دیوان کو کانسٹبل کے عہدوں میں شامل فرمایا۔ اعراف ہزائی نس نے اپنی رضاعت دہ پرورش کے صلے میں یہ سب کچھ کیا۔ مگر جب پورن قائم ہوا۔ یہ سب عہدے موقوف ہو گئے۔ اہل ہزائی نس جب تربیت کے عہد و اس چترال آئے پھر بھی دخل در معزولات نہ سب نہ کچھا۔

عبادت شاہ اس قوم کے افراد سے مراد عبادت شاہ قابل ذکر ہے کہ اس نے تعلیم سے خارج ہو کر طوطی دہانک مختلف و غریبوں میں خدمت جاری رکھے ہوئے تھا، غبار حاصل کیا۔ اور مٹھسی حاصل کا امتحان میں بھی کامیاب ہو کر اپنے مفردہ کام سرانجام دینے میں سخیل ہے۔ ڈیٹ کمشنر کے دفتر میں بیٹھ کر لکھ بے لائق شخص ہے۔ اسکی تصویر سامنے مل خطہ فرما رہی۔

۵۸۔ قوم خوشحال بیگہ ادیرا ریس سے پہلوگ صاحب اعزاز چیلے آئے ہیں۔ چنانچہ

دہ خوشحال بیگ اول اہل اس کا لڑکا سبزیں اور اس کے لڑکے نہیں خوشحال بیگ ثانی اول اول بس قوم کے خاندان سے مراد ذات سے نہیں بایا ہے پھر خوشحال بیگ ثانی کے لڑکے عزیز و عزیز سے معزز ہوئے۔ اس کے بعد معزز سے کے لڑکے مختصر و بلند مراد خان و عزیز کے لڑکے شیخ و سکندر نامور ہوئے۔ عہد کنویر میں شیرانیوں کا لڑکا خوشحال بیگ ثانی کے اعزاز سے نوازا گیا مرنے کو وہ شاہ کشور ثانی کے ساتھ جلا وطنی میں رہا تھا۔ جب واپس آیا تو سر کی حکومت جاری علی کے پرشے میں اسکو تفویض ہوئی۔ اور اسکی اولاد اعلیٰ قدر مراتب میں پرفایض رہی۔

۵۹۔ شرف مرحوم کے عہد میں غازیب ثانی اس سکند کو معزز آدمی تھا اپنی قوم میں مت نہ تھا۔ اعلیٰ کے عہد میں ۱۰۰۰۰۰ تھا۔ اور اس کا لڑکا تھا غازیب ثانی کو کانسٹبل کے عہدوں میں شامل ہوا۔ پھر شیخ غازیب و سبط اس قوم سے حاصل ہونے والی خانی گاڑی گاڑی میں عہدہ رہا۔ چراسکا لڑکا عبدالمکریم پورڈ کے دفتر جاریہ دیو کا منصب حاصل کیا۔

۶۰۔ ناشر الملک مرحوم کے عہد حکومت میں انھوں مراد خان ابن شیخ ابی عزت سے تھا۔ اور کانسٹبل کے عہدوں میں شامل ہوا تھا۔ بڑا معزز شخص تھا۔ اسکی کوٹ اول و نہیں بڑی جا پیدا کیا مالک تھا۔ مرحوم زیادہ قابل میں ایچہ ادیرا دیو کی سند سے معزز بھی تھے در خدمت رہا اور کی حکم تھا مٹھی۔ اور دیو کی بدولت کی اہل ہے۔ جاہ و منزلت کے بارے میں یہی پیشتر ہے۔

۵۹۔ قوم حاتم بیگ کو لکھو کہ قوم حاتم بیگ اول این گرگ علی کی جانب منسوب ہے وغیرہ مکرانوں کے عہد
چلا کرتے تھے۔ قوم حاتم بیگ کا باب گرگ علی رتبہ عہد میں اتابن کا منصب رکھتا تھا۔ شاہ کٹرادل نے جب بیگ ملک
گہری کا آغا بنایا۔ اس کے سے سے گرگ علی اتابن کو جو خاندان رتبہ کا وہ دار تھا۔ ادا رہا وغیرہ لکھو
کے مقام پر قتل کی۔ اور اس کے رٹ کے خاتم بیگ کو دلا سادہ کر اپنے ساتھ ملا دیا۔ اسی اپنی بہن کی کشتہ دی
جی اس کے ساتھ کر دی۔

۱۱۔ حاتم بیگ رٹے و تار کا وہی تھا۔ اور محمد رضا بن سنگین علی کا مدد کرتا۔ خاتم بیگ کے رٹ کے
دوم شاہ کٹرادل کی ولادت سے محمد شہزاد سلطان شاہ نادر لوگ تھے محمد شہزاد کا منصب اتابن تھا۔
اور وہ بڑی جہت کا مالک تھا۔ شاہ سنگین علی کی ملازمت میں ہندوستان کے سفر میں ساتھ رہتا تھا۔ صاحب ختم
قام وغیرہ تھا۔ اس کے سبک اندوزان میں شاہ سنگین علی کی دو بیٹیاں پاشا و نرائکت بیگم کے بعد دیگرے
آئی تھیں۔ اسکا بڑا بھائی کہ بیگ شاہ نادر علی اور اس کے بھائیوں شاہ نور خان و محرم شاہ ثانی کے درمیان نافہ
چیزاں کے کشا سے موحود ہزارہ چیزاں کے ساتھ جنگ برپا ہوئی اور محمد شہزاد اتابن محرم شاہ ثانی کی
حما میں بیمار مقبول ہوا۔ اور اسے دفن ہوا۔ اس کے اشیاء کا مجموعہ موجود ہے۔ مشوہاں خوب بھی
ہیں۔ غریبیت عہدہ اور بسویدہ ہیں۔ اور نوسے کے طور پر اس کے تذکرہ کے ستر کے باب میں لکھ سہیں
کو دیکھئے۔ اس کے کہتے ہیں کہ محمد شہزاد مابین حضرت عمر حکیم پشاور و محمد شاہ علیہ کے سوا
ارادت میں منسلک تھا۔

۱۲۔ محمد شہزاد کے بیٹے حاتم شان عبد خفروہ و دستولی خان تھے اور وہ بھی ایک سے ایک برعکس
مستور و معزز ہوئے ہیں۔ انہوں نے شاہ سنگین علی کی بیٹی کے بطن سے تھے۔

۱۳۔ حاتم خان کے نوٹوں میں خانب جنگ حسین علی خان اور گل محمد خان، خوش احمد ثانی بن سعید اللہ
کی بیٹی کے بطن سے بہتیوں معزز تھے۔ سعید اللہ حیدر اللہ کا باب تھا۔

۱۴۔ خانب جنگ کا رٹ کا نادر جنگ تھا۔ اور گل محمد خان کا رٹ کا میر عالم خان اور باغیہ بن
میر عالم خان۔

۱۵۔ نادر جنگ کے رٹ کے نعرہ جنگ و حاتم بیگ ثانی۔

۱۶۔ نادر جنگ کے رٹ کے جہان خان و محمد حسین خان و محمد حنیفہ مستور ہیں۔ جہان خان کو نسل کے
محمد بن میں مائل رہا تھا۔ احمد محمد حسین خان سوز میں صوبہ دار رہا۔ جہاں آبادی گارڈ میں صوبہ دار رہی باقی۔ جہاں
صوبہ دار صوبہ دار صوبہ دار رہا۔ اور قلیل عمر میں ہی عالم کو لکھو کا لقب بھی رکھتا تھا۔ لاکھ شہنشاہ محمد حنیفہ
مستور میں صوبہ دار تھا۔ یہ دیکھو کہ حنیفہ انصاری ہوا۔ پھر علیہ کو نسل کے ایک نسل میں شامل ہوا۔

۱۸) حاتم بیگ ثانی بڑا متزز شخص تھا۔ اور کونسل عدلیہ کا ممبر تھا۔ اس کے رٹ کے گھر میں خان و امیرالہ برادر علی
اعتبار کے مالک تھے۔ اور وہ دونوں کے بعد دیگرے کونسل کے ممبروں میں شامل تھے۔ امیرالہ برادر علی ثانی خانی عظمیٰ
شہرت کا حصہ نہ تھا۔ فارسی میں بڑی عمدہ تقریر و تقریر کا مالک تھا۔ اس وقت مرحوم کے عہد میں موجود
تاریخ چترال کو سب مرزا بشیر احمد خان کابلی نے منسوخ کیا تو اسکی بار اول کی کتابت راقم، نحرث کے قلم سے
ترتیب پائی تھی پھر باد ثانی اس کی کتابت امیرالہ برادر کے نام سے تیار ہوئی۔ موتوں کی لڑائیوں کی وجہ سے
قیس۔ باپ پر دونوں منظم شدہ مسودے دیئے گئے تھے۔

یہاں تک محمد شکوہ کی اولاد کا تذکرہ تھا اب سلطان شاہ ابن حاتم بیگ اول کا ذکر اور اس کے
خاندان کے لوگوں کا مختصر اسرار پیش کرتا ہوں۔

۱۹) سلطان شاہ ابن حاتم بیگ اول کے پوتوں میں سے دل نواز و بدنگ ہر ایک نامور و معزز گذرا
ہے۔ دل نواز کا رٹ کا فیض طلب خان اور اسکی رٹ کا طلب خان و جہاں میں معزز تھے اور وہ عدالت کے
میں کونستہ پڑا ہوا بڑی اور مہی کے مالک تھے۔ اسی طرح مرحوم کے جہاں میں فیض طلب خان کا رٹ کا بیٹا دل خان اور
جہاں خان کے رٹ کے میر طلب خان و مستر خان ہیں اعتبار سے تھے۔ کہ چاروں کے مناصب پر ہر مہر تھے۔

۲۰) قوم بابیکہ اس قوم کے جد بنہ گو رک نام بابیک تھا بندہ یہ قوم سبکی بجانب منسوب ہے اور ان کی
سکونت کا مرکز خاص نور پور ہے اور ہر جیسے سے خزانہ ہے۔

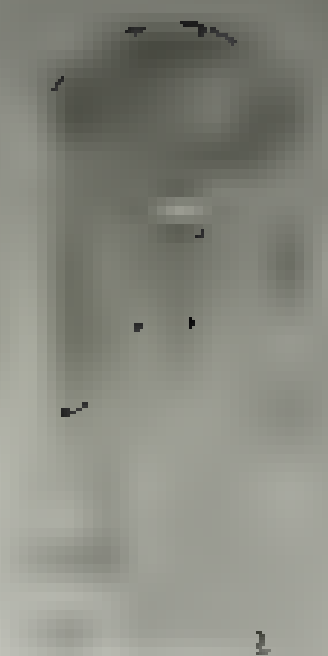
شاہ کھڑا دل کے دونوں شاہزادے تھے، افضل و شاہ فیض کی والدہ ایک تھیں۔ علی عبدالکبار ہیں
میں اس قوم نے بڑا اعتبار پایا۔ اس قوم کے شاہ میر میں لوگ اعزاز یافتہ ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہیں
۱) شاہ شاہ ۲) حرمت شاہ ۳) میرزا شاہ ۴) سلطان بن ہمام اور حرمت شاہ کے رٹ کے رٹ شاہ
۵) نور فرین شاہ ۶) محمد عیسیٰ خان ۷) ورنابا ۸) گوہرنا ۹) باب ۱۰) جوہرنا ۱۱) باب ۱۲) انیس سے ہر ایک
اپنے عہد میں ہی اعتبار و عزت کے پلوں سے پوشے ہوئے ہیں۔

۱۳) حرمت شاہ اپنی شجاعت میں فرد اور پندر مشیر افضل خان کا رٹ کا علی باب تھا۔ اور نور علی باب
کا منصب سے حاصل تھا۔ قیون کا عہدہ اٹا ہوا تھا۔

۱۴) محمد علی خان تو اپنے نامور باب حرمت شاہ سے وہ چند ہادی و ناموسی میں بڑھ گیا۔ اور مرزا دار
تسین و آفرین ہوا۔ تاریخ چترال میں اسکا کارنامہ مکرر بیان ہوا ہے حتیٰ کہ وہ شریف سے
مستغنی تھا۔

میر شیر افضل خان کا وہ بھائی پھر اسکا وزیر و مشیر تھا۔ شیر افضل خان کو جب عاقرہ چترال میں
کہا گیا کہ وہ امیر بنے ہیں۔ تو چترال سے فرار کیا کہ کھستہ با شتر میں پہنچا۔ اور اسے نگر نگر
کے بادستہ ہر دھوکہ کھ کر پھر ویر میں آئے اور گرفتار ہوئے مگر محمد عیسیٰ خان نے اسے بلوے کو دھوکہ

THE UNIVERSITY OF CHICAGO
LIBRARY



THE UNIVERSITY OF CHICAGO
LIBRARY

شاہ کٹور کی بدخواہی پر کمر بستہ ہوا۔ بد چو بد کردہ اسکا بھانجا غلام شاہ کٹور کے حکم سے مزار اہل کو موت کے منہ
آند دیا۔ تب وہ شان کٹور میں عزت یاب ہوا۔

۱۔ **اسامیل بیگ** سیرنگ ٹائی کو بیٹا تھا۔ اسکاں کے لڑکے شاہ زمان، گجر باب اور مادیں تھے۔ یہ لڑے
نامور لوگ تھے۔ محمد تراب کا جسدہ اذلیق تھا۔ شاہ عالم اور خیر اللہ کے عہد نامہ مؤرخین
مورخ نامہ سیر نے اپنے شاہنامہ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ چاند گلی محمد تراب کا لڑکا تھا۔ شاہ زمان کے چچا
محمد خیر اللہ پر اسکی بیعت کا اثر ہوا۔ اور وہ بالکل پرستشگر گشتی لڑکے کا بیٹا تھا۔ بر باد ہوا۔

۲۔ شاہ زمان کے لڑکے محمد امیر و محمد زاہد تھے۔ اور محمد شاہ کا چونا یا دگاری سوریہ تھی۔ خود لڑکے
لڑکے رحمت مہین و غزوہ تھے۔ اور رحمت مہین کے لڑکے رحمت مہین و محمد سعید خان انحضرت مرحوم کے جسدی
صغیر اشخاص تھے۔ رحمت مہین کو نسل و نسب کا عبرت تھا۔ اور محمد سعید خان ابدی کیسوت تھا۔ پھر محمد بیداری علی مادیں کی
اس سے ترقی جنگا مادیں کی پادشہی میں تبدیلی مندرجی باقی تھی اس کے بعد اس کا لڑکا محمد خان قوم بن محمد
بنا۔ اور ترقی تسلیم کے بعد سرسید احمد خان کی پادشہی میں انیسویں صدی میں پیدا ہوا۔ اسکی نظریہ و عمل ہے
۳۔ محمد تراب اذلیق کا لڑکا محمد کمان اور اس کا لڑکا محمد حیران بھی لڑکے محمد اشخاص تھے۔

۴۔ مادیں بن اسامیل بیگ کے خاندان میں وکشی یا سنے پھر اسکا لڑکا محمد نیکن مختصر ہوئے۔ محمد نیکن
شہزادہ خوشوقت ایک کا بد مصداق تھا۔ اور ماڈی گاڑی میں محمد بیدی کا منصب رکھتا تھا۔ سرور شخص تھا۔
اسکے اصحاب کے بعد محمد بیداری اور عمار علی مستوح پراسکا لڑکا صاحب نیکن کا باب ہو۔ مقام جہد کے بعد
صاحب نیکن کشتیاں سے مشورہ کی کوشش کا ثمر ہوا۔ جب وہ مارا۔ سچا تو باب محمد اسیں بھی صاحب
رہا۔ مسلم ملک صاحب کے نامزدوں میں لٹرا اور قوم میں مقبول ہیں۔ اور لڑکے رحمت اسکا لڑکا عبدل بن
ابن باب کے منصب محمد بیداری بر فائز ہوا۔ صاحب نیکن کا بیٹا جانی ہے کہ پھر خیر اللہ کے جسدی تھے۔ جہاد
سے شاہ فاکم علی مسنوح کا حاکم ہے۔ بعد اس نبیجست سے انکی اولاد تا کنون زندہ رہتے ہیں۔

صاحب نیکن کا بیان ہے کہ مرگہ زندہ رہے۔ اسے بن سوادی کو سبتان باغقری کی کور قوم کے نام سے
پانچویں آبادی ناخبر میں رہو تو قوم کے نام سے آباد ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ سر محمد نامہ ملک مرحوم کا
تاریخی بیان جو نامہ چترال میں مذکور ہے یہ قوم زندہ کی اولاد ہے بالکل درست ہے۔ زندہ اور زندہ شہر ملک
کے لڑکے تھے۔ زندہ کی رہائش گاہت میں تھی اور زندہ علاقہ مسنوح میں رہائش رکھتا تھا۔

۲۔ **بیاد گور** یہ بڑا نامور شخص تھا۔ تاریخ گو یا ہے کہ وہ سیرنگ ٹائی کا لڑکا ہے اور اسکی اولاد کا
دعویٰ ہے کہ وہ شاہ عداقہ محمد علی احمد زاہد ہشتاں کا بیٹا تھا۔ الغرض یہ کہ لڑکے
کڑا دل اور شاہ خوش وقت کے جسدی ہونے کا کام کرتے ہیں۔ بیاد گور کے چچا کے نام۔ صاحب۔ سلطان شاہ چانور
جسم بیگ اور جسم بیگ تھے۔ انہیں سے ہر ایک صاحب عزت، اہل اعتبار و شہرت مند تھا۔ شاہ کٹور اہل

اورتہ خوشوقت کی مسطفت کے قیام و قوام میں سیاح گوش اندا کے رٹا کیوں کی خدمات اور کارناموں کا بڑا دخل رہا ہے۔ انہیں تو ہم مسطفت کہنا چاہئے۔ تاریخ میں بابر کی گیدہ کے ساتھ کٹوراہل کے آقا زعلوس میں بیٹس خاندان کے ایک برہمن سے ایک شخص مرزا اندا فرشت کی طرف سے بیٹ بڑا سکھ راستہ کر کے تار کٹور کے مقام پر آگیا۔ اور تار کے لئے بڑی مشکوت پیدا کر دی۔ چترال اور ستونج کے درمیان، دروشت مسدد اور امن وامان کی جاکھڑ گئی تھی۔ سیاح گوش ایک سبب آرماء جانتا تھا کہ کپور سے گوہن کوہ اندا ہاں سے چترال میں مرزا نال کے سر پر جا بیٹھا اندا کی چترال کے ساتھ حضور کے مقام پر اس کے ساتھ مقام پر ہوا۔ اور تار کے چٹا کے ساتھ مرزا نال کو موت کے گھاٹ اتار کر دم لیا۔ اندا اس کا سر کا ٹکڑا کٹور کی خدمت میں پیش کیا۔ کیونکہ وہ تار کٹور کا بڑا بدخواہ تھا۔ پھر مرزا جلال کو جو تار کٹور کا بدخواہ تھا موت کے گھاٹ اتار دیا۔ باوجودیکہ سیاح گوش مرزا جلال کا بھانجا تھا۔ ن خدائے نگذاریں اور جان شادیوں کا نتیجہ تھا کہ کٹور اور خوشوقتہ عکسوں میں سہلی اولاد عزت مآبی رہی۔ ہندو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ گوش کی املا دادان کے مشاہیر کے حالات مسدد اور درج کر دئے جائیں۔

۱۔ قاسم۔ یہ سیاح گوش کا پہلا درجہ ہے اور اس کے تین رٹا کے محمد امین۔ مرزا جیات اور غفران تھے۔ محمد امین کی شہرت تہنا و شیریں تعریف کے ساتھ تھی گئی ہے وہ بستر خیر اللہ کے عہد میں جنگ شرابی لشت واقعہ برہمن میں لڑ گیا تھا۔ اور غفران کسی کے تین پروردگاروں کا تھا۔ مرزا جیات کے رٹا کے نور حیات اور شہنشاہ خان تھے۔ نور جیات کے رٹا کے پھر حیات۔ نور حیات۔ میر حیات۔ تہا۔ حیات اور جنگ ناموس تھے جو سب کے سب غفران، فتح ہو گئے رہے ہیں۔ اور شہنشاہ خان اول کا رٹا سلطان شاہ۔ نور حیات بڑا شہنشاہ و دربار میر سے عہد بہتر سوں کا رہا جی ہاں تھا۔ جب بہتر بلوان کی حکومت پر زمانہ آیا تو نور حیات کا حادان بھی ملوکان و درواں کے پھیروں کا شکار ہوا۔

۲۔ علی حضرت مرحوم کے عہد میں منظر حیات آغا بون ریاست میں شمار ہوا۔ اپنے خاندان کا ستر تھا۔ اور میر حیات و جیات ناموں کو سنس خدیو کے سرداروں میں شامل ہوئے۔ پیر میر حیات کا رٹا اکبر حیات بہتر ہوا۔ جو کہ اس نے شاہزادوں کے بیسی ایم میں ان کے ساتھ رہ کر ان کی بڑی خدمت کی تھی۔ پھر کونسل کا عہدہ سارا و بادشاہی گارڈ میں موبداری پائی۔

۳۔ جیات ناموس شہزادہ کونسل کی میری پر فائز رہا۔ اور تابق مستوت کا عہدہ بھی پایا۔ اندہزائیش ناموس ملک مرحوم کے عہد میں بڑا اعتبار پایا۔ اور اسکو تہر دیئے جو موجودہ چترال انس سیف الملک ناموس کی والدہ ہیں وادھو پایا۔ والدہ بوسنت کی۔ اس سے وہ بڑا منور ہوا۔

۴۔ سلطان ابن خوب خان اول کے رٹا کے تخت خان ہاں کو سنو فر کا چار دیو پھر ستونج کا آئینہ آرا کے رٹا کے میر حیات خان کو باڈی گارڈ میں موبداری کا عہدہ ملا۔ یہ سب اعزازات علی حضرت مرحوم کے عہد میں حاصل ہوئے

ہیں بعد میں کفار کا مسکن تھا ایک موقع پر اس وقت کے کفار نے مایہ کی دھوئی کے سلسلہ میں حکیم بیگ کے ایک سرور کو جس کا نام محبوب بیگ تھا قتل کر دیا۔ نو حکیم بیگ بذات خود ایک فتنہ جہالت کے ساتھ اس لڑن مہوجہ بنوا۔ اور خود کفار کے با مقابل لڑ کر شہید ہوئے۔ اور وہیں ہی دفن ہوئے۔ یہ شہیدانہ کا واقعہ ہے۔

حکیم بیگ کا لڑکا مرزا الف بیگ والدہ اسکا لڑکا عبادت خان اور اسکا بیٹا بیپ لال مشہور شہنشاہوں گدہ سے ہیں۔ بیپ لال شہزادہ امیر الملک بن شاہ آسان الملک کو دسواں بیپ تھا۔

عبادت خان کا پوتا کا مرزا خان بن روزی علی حضرت مرحوم کے جہد میں معریہ اشہد میں سے تھا۔ وہ حضرت کاشانی گوم کی چاروں کا منجھدار تھا۔ پھر علاقہ اہون میں حاکم ہوا۔ عدلیہ کونسل کے جہدوں میں بھی شامل تھا مرزا و آ۔ کو نکہ کا مرزا خان کے دادا عبادت خان کی والدہ ہستہ شاہ کٹھن شانی کی بیٹی تھیں۔ کا مرزا خان کے ہاشم کے عبداللہ خان و فضل اللہ خان اپنے خاندان کے مقبروں سے ہیں۔ اور ہوشے جاگیدا کے ملک میں۔ کا مرزا خان کے دو دور کی لڑائی اور خان و عوام گدہ خان بھی مقبرہ لوگ تھے۔

حکیم بیگ کا دوسرا لڑکا نور بیگ تھا۔ اور اس کا بیٹا مرزا نور اسکا لڑکا علیہ حاضر۔ جہد علیہ حضرت مرحوم میں شامل تھا۔ مرزا علیہ سے تھا۔ یہ بھی مرزا تھا۔ اسکا لڑکا محمد و زید اپنے خاندان میں مقبرہ اور علیہ علیہ و قلم ہے۔ اور ہوشوں سے ریاستی علاقہ مشہور میں معروف رہ کر اعتبار حاصل کر رہے تھے۔

۹۔ رحیم بیگ بن بیادہ گوسن مرزا نور محمد اس کا لڑکا عبدالعزیز اور اسکا لڑکا عابد بیگ بھی دونوں ہوشے نامور تھے۔ عبدالعزیز کی تو مرزا کا بیٹا تھا۔ کٹھن شانی کی بیٹی تھیں۔ پھر ہستہ شاہ کی حضور شاہ اور خیر شاہ ہیں۔ مگر ختم ہوئی۔ عبدالعزیز بن تیر میرا دل لڑتے تھے۔ جب ہستہ شاہ نے نامہ گار مرحوم میں بائیں پر شکر شاہ کی۔ تو اس نے سختی سے مسیح کیا تھا۔ مگر خیر اللہ نہ جاتا پھر وہی تھا جو ہونا تھا۔ عوامانہ پھر شاہ جہاں میں ختم ہوئی۔

بعد گفت بہت بار عبدالعزیز شہر بیگنہ جنون مرحوم مرزا رحیم بیگ کی اولاد میں کہاں ہیں مقبرہ شہر تھا۔ ہستہ شاہ، فضل شانی کے جہد میں ہستہ محترم شاہ ثانی کے خلاف اہون کی جنگ میں وہ لڑی چاروں سے مفاد کرنے میں کامیاب رہا تھا۔ اور کام پایا تھا۔ اس کا بیٹا تھا اور اس کا بیٹا میرا نظر جو بن داسس مرزا نور محمد اس کا لڑکا تھا۔ پھر مرحوم کے حضور علی علاقہ میں مقبرہ تھا۔ پھر مرحوم کے ساتھ رابطہ قائم کر کے سربراہوں میں شامل رہا۔

حکیم بیگ و رحیم بیگ کی اولاد کا مسکن خاص موضع اہون ہے ان کی عابدہ خاص چتر کی خدی بیادہ شہر ان کی پوریش کی چاروں پر وہ ان کی تو محمد صفی بن قزل بیگ تھے ان کی ابتدائی تربیت کا بیڑا تھا۔ باقاعدہ ان ہی میں اہون سے تھا۔ حسن اتفاق سے یہ سب کے سب لائق اور ہستہ تھے اور بڑا رسوخ حاصل کیا۔

یہ فائدہ وہ قوم کی تہری شاخ تھے جو شہر ملک شانی بن میر بیگ سے تعلق ہے۔ دینی کے ۴۔ قلم و دفتر

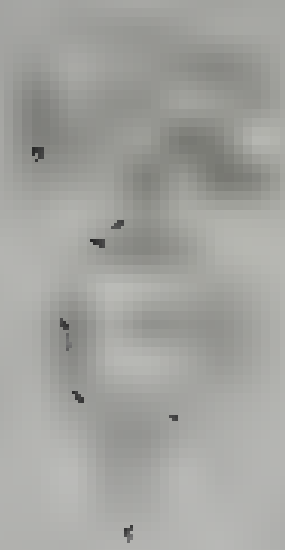
کے منبروں سے تھا اور اپنے حضرت مرحوم کے جہد میں ریکستی پاؤنی گارڈ میں جہاد کا پیرہہ رکھتا تھا۔ ادا لائق
و اعتبار شخص تھا۔ اس کا خاندانی شجرہ یہ تھا۔ شہر ملک اول اس کا لڑکا محمد سیرنگ تان اور اس کے لڑکے شہر ملک
شاہ مسکری۔ شاہ روح۔ شہر ملک کا لڑکا نسیم خان اور اس کے لڑکے محمد بنہ و تانی کوشش ہر ایک انہیں محترم
شخص تھا۔ علاوہ کوشش میں سکونت رکھتے تھے۔

شاہ مسکری کے لڑکے میر گل و زیدین۔ ریش میں سکونت رکھتے تھے۔ میر گل کا لڑکا سنگل خان اور اس کا
لڑکا گل زنت خان اور اس کا لڑکا گل زود خان۔ محمد سنگل کا لڑکا گل نایاب خان۔ گل نایاب خان ہزارائی نسو محمد مسفر
الملک مرحوم کے جہد میں شہر بنھا۔ شہر تانی کا لڑکا بار کا عمر بنھا۔ ملازمت جاری رکھتے ہوئے سرہانہ دان ہوا اور ان کی
موت و شہادت سے عوام میں مقبولیت حاصل کی۔ بششہ ۹۵۰ میں حبیب عثمانی کو نسل کے اختتام بات ہوئے
تو وہ کبھی پیش پیش تھا اور عوام کا ایک مہذب راہتہ ساتھ بھاڑا گیا۔ عوام میں اس سے رسوخ حاصل تھا۔ مگر
آخری انتہا بات میں ناکام رہا۔ اس کی بہت پھر بھی جہد تھی۔ قومی شاہ اور مہمان نواری کا طریقہ جاری رکھ کر
اپنے اثر و رسوخ کو قائم رکھا۔

(زید ملک کا لڑکا نور و نور خان اور اس کا لڑکا مرزا گل جہاد پیرہہ تھا جو اپنی مذکور ہوا۔ لائق شخص تھا۔
۱۱۔ اس قدیم زمانہ میں ایک حاذق جزائی یہ آباد ہے۔ جس میں ہزاروں عبادت گاہیں، گمان الملک حم
کے جہد سے جزائ کے جہد۔ چارہیل سے متبر تھا۔ اس کا لڑکا خان اور اس کا لڑکا گل حضرت شاہ۔ مسلسل اس جہد
پر قائم رہے۔ ہزاروں نے مرزائی نسو ہر جہاد ملک سے تعلق رکھتا تھا۔ ان کی تخت نشینی کے بعد گل
قطر شاہ کو نسل جہد کے جہد میں شاہی سزا۔ مرزا جہاد پیرہہ۔ مسکا چارہیل و اہلانی فضل و باقی ہر ایک میں مرحوم
کی ترقیب پر تعلیم پاکر حب وطن و اہل و اقارب کا یہی انتہائی بن کی ملازمت پائی۔ اس کے بعد و مرزا جہد
ملازمتوں پر بھی مامور ہو کر متبر ہوا۔ سرہانہ و اردن میں شہاد ہوئے۔ اور عوام میں مقبولیت بہت شہرت۔
۱۲۔ استقلال نایاب شہزادہ مرزا سز خان جزائ بھی ایک قوم سے متعلق ہیں۔ جن کو نف زندگی
کا تذکرہ جہد و جہد۔ ہر ماہ حکم لاسپوری بھی ایک قوم سے متعلق ہے۔ جو سرہانہ شہزادہ ملک اس کا
لڑکا شہزادہ خان بھی حکم تھا۔ پھر جہاد حضرت مرحوم میں پاؤنی کا رڈ میں سو بیاری پاؤنی پھر اس کا لڑکا
حیاتان سو بیاری ہوا۔ اتکا حاشان جو معزز رہا ہے۔ شاہزادہ خدام محی الدین خان سے ایک خاندان میں پرورش
اور تربیت پائی ہے۔ گل نایاب خان کی اندویش ال ہے جس کی رشتہ پر توئی یادگار ہے۔

۶۲۔ قوم یگیا لہ | نسوب ہے یقیم کا باپ ملک اس کی فرکی اوداس سے تھا۔ اور وہ بڑا جہاد اور پند
قدیر و رنگ تھا۔

مرزا جہد کا لڑکا مرزا اقبال اور اس کا لڑکا مرزا اسماعیل ملک تھا۔ ان کی سکونت خاص و جن میں حق و قرآن



11

عظمت و جلال و کرامت و شرف و کبریا و جلال و کرامت و شرف و کبریا



و کرامت و شرف و کبریا و جلال و کرامت و شرف و کبریا و جلال و کرامت و شرف و کبریا

زمانہ کی کردتوں سے زمین کی زمین ترل بجا کے کی اولاد کی کنوئیں میں رہی مگر پھر یہ خاندان کی اولاد اس پر قابض رہی
 شاہ کھنڈر ازل کے نام پر حکومت میں مرزا عبداللہ نے رہبر شہر کوئی کی غیر خود ہی کی خاطر شاہ کھنڈر کی بہن کو ہی
 پر مکر جیت با رہی۔ کہتے ہیں کہ مرزا عبداللہ فرست کی طرف سے ایک بڑا لشکر تیار کر کے شاہ کھنڈر کے مقابلہ
 آیا۔ اور خاص بیڑوں کے ساتھ انور مقام میں جنگ شروع ہوئی۔ شاہ کھنڈر ہرگز ہار نہ دیا۔ کوہین کوہ کے واسطے سے
 ایک جہت سے ہار گیا۔ اور شاہ کھنڈر نے مرزا عبداللہ کو ہاتھ سے جی مرزا عبداللہ کو ہاتھ سے
 گرفت آوارہ کیا اور مرزا عبداللہ سرکات کشتہ کوئی کی خدمت میں پیش کیا۔ باوجودیکہ سید شاہ کھنڈر مرزا عبداللہ کا
 بھائی تھا۔

مرزا عبداللہ کی اولاد سے شہر خانی راج میں۔ چند گھڑ سواروں میں اندر چند اشخاص تو رہ گئے ہیں۔ آباد ہیں۔ اندر
 چند گھڑ سواروں کے ساتھ حکومت میں۔ باوجودیکہ۔ جن میں نہ دند شاہ تاجی شہر شہر کے نام ہے اندر اس کی بہن بہتر
 چلوں کی تہذیب میں تھی۔

شہر خانی کا راجہ عبدالغفر خان ریاستی ماڈل گورنر میں عہد دار تھا۔ اس کے راجہ کی بیکر خان نے تعلیم پائی
 اور انٹرنس پاس کرنے کے بعد جے اے دی کا کوئی کر کے ماسٹر بنوا۔ اسکی تصویر قومی یادگار کے طور پر
 دی جا رہی ہے۔ بڑا عیسائی یو جوان ہے۔

دیشن کے بیگم سے شہر خانی خان۔ اور اس کا راجہ میر طالب خان مرحوم اینٹھنر کے بعد میں مستر
 بنے۔ اور میر طالب خان کا راجہ میر عزیز خان اپنی قوم میں اب بھی مقبر ہے۔

عبدالغفر خان جہد راج کے دوسرے بھائی کیسا نزل ہزبان شہر مارا ملک مرحوم کی خدمت
 میں کسائی میں مقبر شہر بنے۔ اس کا راجہ عبدالغفر خان انٹرنس پاس تعلیم حاصل کرنے کے بعد جے
 دی کا کوئی پاس کرنے پونی سکول میں ماسٹر بنے۔

۶۳۔ قوم دانشمند دانشمند کا مخفف ہے۔ اہل ہندوؤں کے حامیانہ محارہ میں دانش
 قوم دانشمند کا لقب رواج پایا۔ مثلاً کوہیاں کے لوگ دانشمندی جاتے ہیں۔ دانشمند یعنی عالم

ہے۔ اس قوم کا تبار علی چونکہ صاحب علم آدمی کے نام سے منسوب تھا۔ اسکی اولاد دانشمند کہلا رہی ہے۔

بیاں کے لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہی ملائے مدم سلطانا جہل الدین آدمی مصنف شہزادی میں یہ انکا

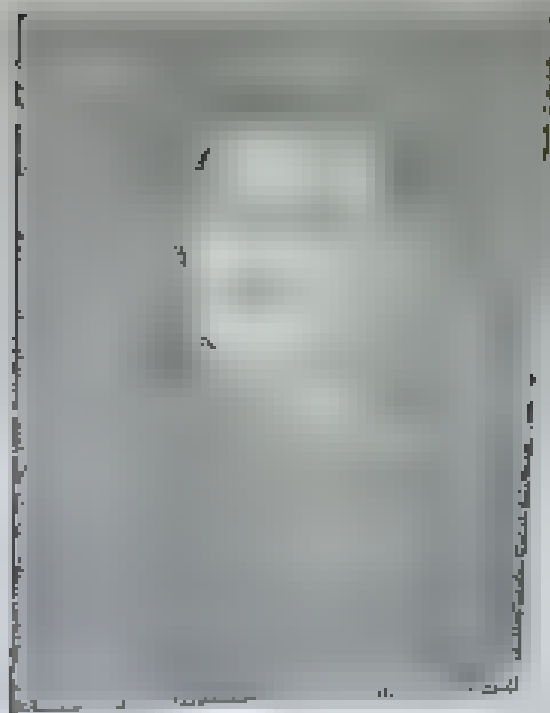
حاجیانہ من گھڑت افسانہ اندر تاریخ کے ناواقفیت ہے۔ صرف نام کی بعضی مناسبت کی وجہ سے ملائے

روم کو مولانا جہل الدین آدمی خیال کرتے ہیں مگر یہ انکی کھلی غلطی ہے مولانا قدس سرہ کا راجہ راجہ روم میں

پورے راجہ خاندان ہے۔

حقیقتات یہ ہے کہ یہ تو زمین دوسرا مارا ملک۔ مرحوم نے انکشاف کیا تھا کہ اس ملائے روم کا ایک بیٹا قاضی

تو الدین اور اس کا بیٹا قاضی کش الدین ہے انکے خاندان میں قضا کا منصب تھا۔ انکا اولاد دوسرا راجہ داران ہر



نادر خان بدلتا ہے، اپنی ذات کو کشمکش کر اپنی بہن بھارتی کہنی کو حملہ دار ہے اور معقول آمدنی کے لئے دہلی میں حشیت کا ملک ہے۔

۶۔ دہلی کے نشت کو کے ملک خانہ انہی ملک کا بھی ہے جس میں شہزادہ محمد سلطان مرحوم کے انتخاب کے لئے دو سال تک کونسل بریلی میں جبر و باغی۔ اور اسکا دورانی کی خواہش محمد عزیز نے قضا کے نشت کو پر مار دیا ہے اور قبیلہ جانی زمین خواہش میں قتل سے دھڑکی ملازمت میں مصروف تھا۔

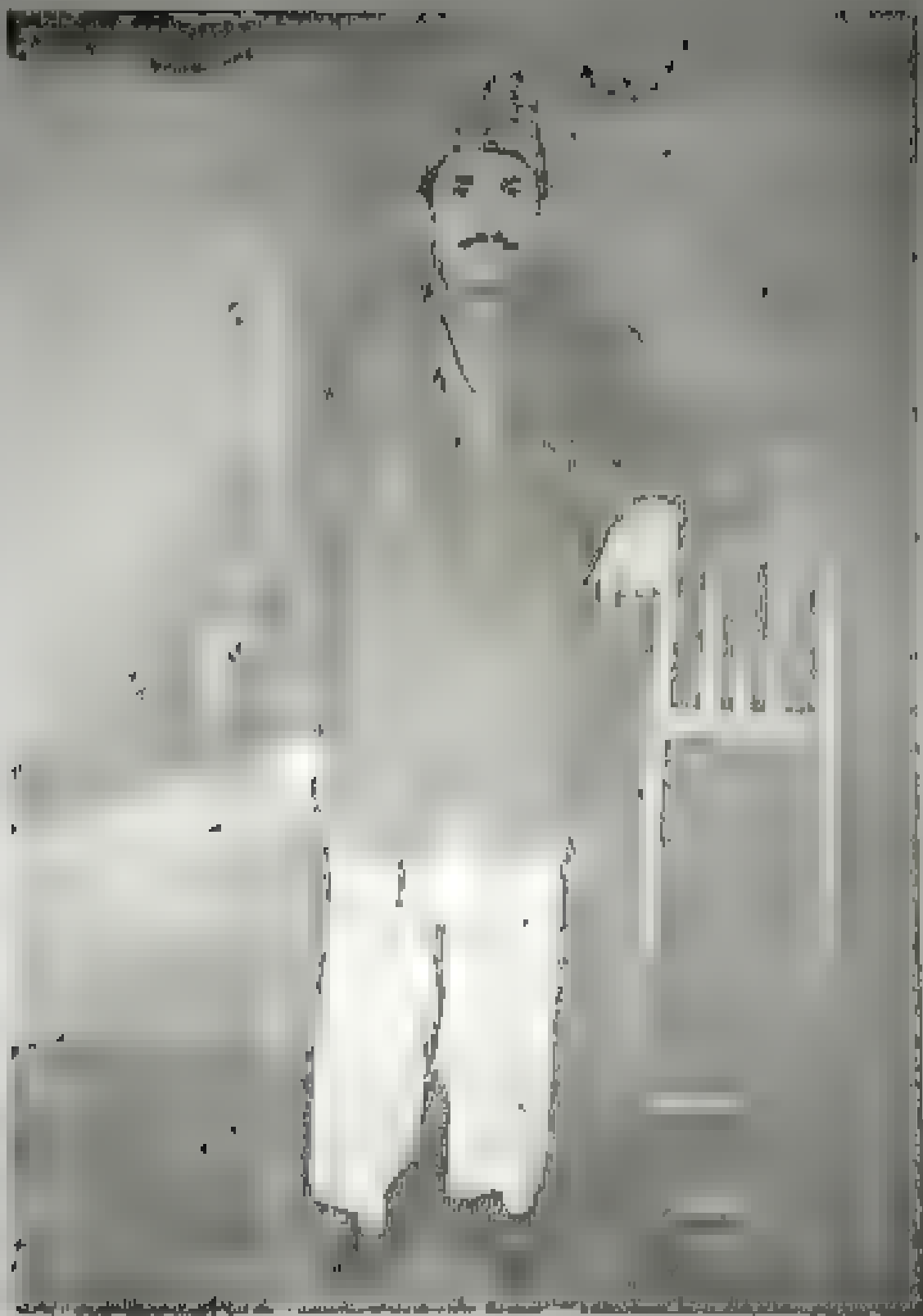
دہلی میں ساج سے سو بیدار قتل محمد خان نے بنو یاہنی محمد مظفر ملک مرحوم کے عہد میں بڑے رسوخ پیدا کیا اور علاقہ کوہ میں سو بیداری پائی۔ کوہری میں حکومت دہلی تھا اور امام سو بیدار سے مشہور تھا۔ دس کے بڑے قلعہ باندہ ہیں اور جس کا جہان عبداللہ کو غازی سکول میں ماہر اور بڑے نئی شخصیت بہت ہزار دہلی بھی دستاورد ہے۔

دہلی مراد آباد سکھ نشت کوہ بھی دس قوم سے نسبت رکھتے ہیں کہ جبکا خدا اولین مراد بیک ستہ کوہر ثانی کے عہد میں تخت اور جلالہ علی کے عہد میں نشت کوہ میں زمین پائی وہیں اس کی اور آباد ہوئی مراد بیک کے نام سے یہ قوم مراد بیک سے مشہور ہے۔ مراد بیک کی اولاد سے جاب نامی کہ شہر کا نام تاریخ میں بیان ہوا ہے کہ شاہ امان الملک مرحوم کے عہد سے کوشل عدلیہ کامیاب بنی تھا پھر دہلی میں غازی پائی۔ پھر مسعود میں مختصراً رہا۔ اپنی خدمات کی وجہ سے معتبر شخص ہیں۔

۷۔ صوبہ پنجاب کے سابق حاکم اور دہلی دہلی دہلی نشت کوہ کا دہلی دہلی۔ علاقہ دہلی دہلی میں سکونت رکھتا تھا اور اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں علاقہ دہلی کا حاکم ہوا۔ صوبہ دہلی کا منصب بھی رکھتا تھا۔ بڑا لائق شخص تھا۔ دہلی دہلی نامعلوم مقبول ہوا اسکی ملا دہلی میں سکونت رکھتی ہے۔

۸۔ قوم خواجہ خیلان | اس قوم کے افراد بھڑے ہیں اور انکا سکون دہلی تریخ علاقہ دہلی ہے اور بنے نسب کو حضرت محمد ابن الحنفیہ ابن امیر المومنین حضرت علی کریم رضی اللہ عنہما سے منسوب کرے ہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ انکے خدا دین کہاں سے آؤں اس ملک میں آئے تھے۔ اس قوم کے مت بیدار جانی میں مغل خان تھا کہ شاہ کوہر ثانی کے عہد میں شہر زنی دہلی دہلی میں اپنی نظیر آپ تھا مغل خان شاہ کوہر کی شہزادی کا رہنمائی باب تھا۔ اور وہ سخاوت شاہ بن پسر سیلان ستہ۔ نوشہرہ کی جگہ تھی۔ جب شہزادہ سخاوت شاہ اور شاہ افضل بن شاہ کوہر کے درمیان گشت واقع ہو رہا تھا جنگ واقع ہوئی تو مغل خان سخاوت شاہ کے مقابلہ میں مقتول ہوا۔ اور شاہزادہ سخاوت شاہ عہدہ دہلی کو اس سے جبراً ہوا دہلی دہلی۔

مغل خان کا لڑکا شیر بن خان اور پوتا کمال جاب خان بھی اعتبار دہلی دہلی میں تھے۔ اور حضرت مرحوم کے عہد میں جب اس قوم سے ایک کہنی باڈی بنائی گئی۔ تو اسکی صوبہ دہلی پو مبارک شاہ بن بیک شاہ



میر حضرت بدین خان خواجہ خان جنرل
برادر اصغر میر شہادت لدین سابق وزیر محرم جنرل

حاصل تھا اس وقت بھی منشی عروج کا لڑکا مودی عیدائش سکول شکوہ میں مدس ہے۔

۶۷۔ قوم ڈیرہ خیل | یہ قوم شاہد سے مشہور ہے جو اسکا موٹا اعلیٰ شاہنشاہ تھا اور ڈیرہ اسکا لڑکا معتبر گزند ہے

بڑی دغا داری سے خدات انجام دیں۔ شاہ محمود شمس جب شاہ نیکیں علی کے زبردست حملوں سے شکست کی کر بدشاہ کی جانب بھاگ گئی۔ ڈیرہ خیل کے لوگ بھی اس کے ساتھ بھاگے۔ فسطح ہو کر ہم وطن ہو گئے اور اس جلا وطنی کے ایام میں ہی انہوں نے سوتے پا کر اراکاری کے مقام پر سنگین علی کو قتل کر دیا۔ اناہ خود بھاگ گئے۔ قزلی باب کی بیوی اس قوم سے تھی جو رونا خیل قوم کا موٹا اعلیٰ ہے۔ محمد معارف محمد قورہ اس ڈیرہ خیل بیگم کے بطن سے تھے جو اپنی قوم میں بڑی شہرت و ناموری کے مالک جوئے ہیں۔

دعیدہ خاندان کے زوال کے ساتھ اس قوم کی قوت بھی ختم ہو گئی۔ جو باقی رہ گئے وہ عندہ درویشی میں آباد ہیں۔ جنہیں سے سردار کا لڑکا محمد لطیف خان معتبر شخص تھا۔ اور یہ ایک ہی گاؤں میں جہادری کا جہاد رکھتا تھا۔ جنگ برکوٹ و میلنار کی جنگ میں انتہائی شجاعت سے پیش قدمی کرتے ہوئے دشمن کے سوہ چوں میں ٹپس گئی۔ اور جہادری سے رٹا ہوا مارا گیا۔ اسکا لڑکا بھی جہاد تھا۔ مگر بوقت میں مستحق نہ رہا اور شاہ جلا گیا۔ اس کا دوسرا بھائی محمد زکریا خان ایٹھ خرت مرحوم کے بعد میں معتبر تھا اور یہ ایک ہی گاؤں میں جہادری پانڈہ یہ سنی کاموں میں پیشی کا مہر تھا اب بھی اپنی قوم و عوام میں معتبر شخص ہے۔

۶۸۔ قوم موک سنگھ | یہ قوم بھی معتبر ہے اور خاص طور پر کہو میں آباد ہے انیس سے شیر محمد خان کا نام عندہ تو رکھتا ہے۔ معتبر شخص اس میں شمار ہوتا تھا۔ اسکا لڑکا انجون خان دریا کی گاؤں میں جہادری کا جہاد رکھتا تھا۔ ہزارائیں محمد منظر ملک مرحوم کے بعد میں اس خاندان کے ایک شخص نے شاہد سے طہابت کی تعلیم حاصل کی۔ اور عا پس آکر محمد مذہب نے شاہی طبیب کا عہدہ حاصل کیا۔ وندان سادی کی دکان کھولی۔ اسکو شاہی کتب خانہ سے بھی متعدد طبی کتابیں دی گئیں۔ معتبر شخص ہے۔

شاہ محترم شاہ کٹوری کی حکومت کا قیام اور اس کے معزز خاندان کے

عہد محترم شاہ کٹوری ثانی ۸۸۰ھ

۶۹۔ خاندان محبت | محبت موہن سٹالی کا باشندہ اسے شہری کے ہونے سے خفا ہوا وہ دہلی حکمرانوں کے عہد میں صاحب اختیار شخص تھا۔ شاہ کٹوری کا ملازم تھا۔ جب شاہ کٹورہ کو عہدہ دہلی کا سنا کرنا پڑا محبت ان سے عہدہ ہو گیا۔ اور شیر جنگ بن شاہ فاضل کا ملازم ہو گیا۔ لیکن شاہ کٹورہ ثانی کے ساتھ اس کو جو دیرینہ عداوت تھی اس کو ختم ہوا۔ وہ دہلی سے قائم رہا۔ چنانچہ شاہ کٹورہ ثانی کے جب شیر جنگ کے قتل کا قصہ ہوا تو محبت کو پیغام بھیجا کہ اس شخص کے لئے کمر بستہ رہا۔ جب شاہ کٹورہ موہن دہلی سے روانہ ہوئے ان کے ساتھ شیر جنگ کے اور چوبیس کر بھیجے گئے۔ انہوں نے اپنے آپ سے محبت کو مطلع کیا۔ اور اطلاع پانے ہی محبت کی مراد وار کوشش سے شیر جنگ قتل ہو گیا۔ یہ قتلہ برصغیر مقام میں بڑی شہرت کے میدان میں واقع تھا مگر مرصوفہ سے اب باخبر ہے۔ شاہ کٹورہ برصغیر دہلی ہوئے تو اس عہد دہلی کے ایام میں محبت کے خاندان پر ہنسے معائب تھے محبت کو وہ عداوت تھا جو استقلال یعقوب کی بہن تھی جہت خیر اللہ خرمو قتلہ کے حکم سے ذبح ہو گیا اس غرق کردی گئی محبت کے بھائی نور محمد گل محمد اسی ایک میں کو ساتھ لیکر جنگل کی طرف بھاگ گئے انہوں نے بالکل پیچھے۔ اور پھر وہاں سے شاہ کٹورہ کی خدمت میں پیش ہوئے۔

بعد وقت ایک شاہ کٹورہ محترم تھا۔ محبت چاہا کہ اس پر سوار ہوئے۔ تو انہوں نے محبت کو اعزاز و اکرام سے نوازا۔ سین و شکوہ احمد بہت کے دیہات اس کی جاگیر میں مقرر کر دیئے گئے۔ سوکھو وہ یحییٰ احمد فاضل حیران میں زمینیں عدا کی میں بنائے دو مویشی کی ادا تھی جس کے فیصد میں آگئی۔ محبت بڑا ہوا اور محض ہوا۔ مولانا میر نے شاہ نامہ میں جنگ بونی کے واقعہ میں اسکا ذکر کیا ہے۔

۷۰۔ وزیر صنعت خان اس کا قریب ہے اور وہ اس ملک کے نامور ہیں بیحد شخص تھا۔ شاہ کٹورہ ثانی کے عہد سے شاہ امان الملک کے ابتدائی عہد تک زندہ تھا۔ اور وہ شہرت پر ہوا اور وہ عالم تفسیر خطابات تھا۔ کبیرہ و دکن سے آکر آباد تھی۔ قیام میں خوش اخلاق و فصاحت میں ممتاز شخص تھا۔ ۷۱۔ مظفر خان ابن وزیر صنعت خان بہتر ان الملک کے حضور میں چند بار عزت و منزلت کا شخص تھا وہ بھی فاضل اور شاعر تھا۔ اسکا دیوان شادی میں موجود ہے۔

۷۲۔ سنو خان و غلام محمد و آدم مظفر خان کے لڑکے بھی عزت یافتہ تھے۔ خود و شاہ فیض دکر

گو باکس خاندان کا پشتہ تھا۔ بادشاہ کی اطلاع کے خاندان سے تعلیم و تربیت پائی تھی۔ اندان سے علم و اخلاق کا استباب کرتے عام نہ سمجھتے تھے۔ منظم خان کی بطبع اندر پر بلاحت، اشعارت تھا۔ اینحضرت سرشجاع الملک مرحوم کے جہد میں ان کے شاعرانہ کلام کی بڑی قدر تھی۔ اور اسکا دیوان شاعری اینحضرت کے حکم سے مرتب کیا گیا تھا۔ وہ موجود ہے۔ اینحضرت نے اسے ملک اشعراء کا خطاب دیا تھا۔ مگر شکایت یہ کہ اسکا مدد اذیتیا کی نافرمانی کا رد و نادر دتے محضے رخصت ہوا۔ اس کے خاندان پر زوال بطرح آیا کہ جب سردار نظام الملک تخت نشین ہوئے تو منظم خان کو اس کے مرتبہ سے یکتعم شا کر علائقہ مولکد کی طرف بدر کر دیا۔ جہاں اس کا دنیا گھر تھا۔ وہ دیر پاں کی زمینیں اور جاگیریں ضبط کر لیں۔ نظام الملک کے قتل کے بعد ہاں سے پھر اپنے گھر ٹالی آیا۔ شیر افضل خان کا دور دورہ تھا۔ اسکاں کا چچیا ایا فی دانیال بیگ شیر افضل خان کی وزارت پر ہاں سے واپس چلی خدات کا سفر بنا تھا۔ محاصرہ کے بعد جب وہ دیر میں گزرتا تھا قیدی ہوئے تو اس الزام میں منظم خان کی جاگیریں قصہ میںیں ضبط ہو گئیں اسکاں کے بعد پھر وہ اصلی حالت پر عود نہ کر سکا۔ منظم خان سٹیشن میں دانات پا گیا۔ اسکا لڑکا فرخ خان نقشا ز طازت میں معتبر لکھے۔ پھر اس کا لڑکا امیر اللہ خان نئی تعلیم کی تحصیل کے سین سکول میں پڑھے اور خدام مجدد خان کے لڑکے خدائیں آمد جانان شاہی طاز ستوں میں معتبر رہے ہذا فی نس محمد مظفر الملک کے عہد میں جانان باڑی گارڈ میں صوبدار ہوا اس کے خاندان کی عزت تازہ ہوئی۔

۷۰۔ خاندانِ عیسیٰ
عُثْ بَرِہَہ کی میراثیہ قوم سے تھا۔ جن دنوں شاہ کھنڈر ثانی ایامِ حجاز غنی بسر کرتے تھا یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ جب شاہ کھنڈر تختِ استین ہوئے تو عُثْ کو انعام و اکرامِ تاجی سے سرفراز کیا گیا۔

۲۔ بہات علی خان غٹ کا لڑکا بڑا ہوشیار، ذہین و شخص تھا۔ شاہنشاہ و محمل شاہ کی خدمت میں لاکڑا تھا۔ ایک قتل کے بعد بہتر شاہ افضل شاہ کی خدمت میں آیا اور معزز ہو کر شاہ آمان الملک کے عہد میں میر جہاندار شاہ مالی پور میں جب چترال آیا تو مالپسی کے وقت شاہ علی خان کو ان کی سمیت میں قابل بھیجا گیا۔ وہیں اس کی وفات پائی۔

۲۔ وزیر مہاشیت خان : داتا در خان بنات علی خان کے رٹ کے شاہ آمان الملک کے عہد میں مقار
دعوت سے پہنچا رہوئے۔ وزیر مہاشیت خان سفارت پر مامور ہو کر عبا ماجہ کشمیر کے پکس بھی گیا اور
۱۵۹۵ء کے محرم چترال میں دکنوں بھائی علی حضرت کی خدمت میں مصدقین حیار : مقار۔ محرم ۱۵۹۵ء کے
بعد علی حضرت کے مشیران ثلاثہ میں وزیر مہاشیت خان شامل ہوئے۔ اس کے بعد جب کوتل علیہ قائم ہوئی تو
پھر اس میں کمر موتے بڑے داتا در خان کو شخص قتل : اور علی حضرت کے حضور میں مستبر اور معزہ تھا۔ آخر
سال کی عمر پانچ سو ۱۹۲ء میں دفات پائی۔ محمد نجوم خان محمد بدینوب خان اور محمد یوسف خان اس کے
رٹ کے تھے۔ علی حضرت کے عہد میں معتبر رہے محمد نجوم خان باپ کے ساتھ محرم چترال میں مصدقہ داتا

علیحضرت کی ملازمت میں مشغول تھا۔ ۱۸۹۹ء کے سیرکاکہ میں بھی وہ علیحضرت کی خدمت میں حاضر تھا۔
شاہستہ ہریان تھا۔

۷۔ محمد یعقوب خان نے علیگڑھ کالج میں تعلیم پائی۔ پھر لڈھیٹ میں داخل ہوئے۔ دفتر کی ملازمت ختم کرنے کے بعد کنسل کے عہدوں میں شامل ہوئے۔ پھر فوجی خدمات پر مامور ہوئے۔ انڈیا کی گارڈ کے لوپ خان میں ضروریات مقررہ ہوئے۔

۸۔ محمد یوسف خان پہلے سے پاڈی گارڈ میں مامور تھا۔ پھر صوبہ جیل میں جیلر کا عہدہ حاصل کیا۔ ہنگوئی میں فوجی امور ملک مرحوم کے عہد میں اسپر سائڈش کا الزام مستند ہوا۔ اور ملک بدر ہو کر کابل چلا گیا۔ پھر ہنگوئی میں مظفر الملک مرحوم کے عہد میں کابل سے وطن واپس آیا۔ اور ماہر دادا داد حضرت کا پرتوہ ملک بنا۔ ۱۹۰۵ء میں کنسل عدلیہ کا ممبر بن گیا تھا۔ معتبر شخص ہے۔

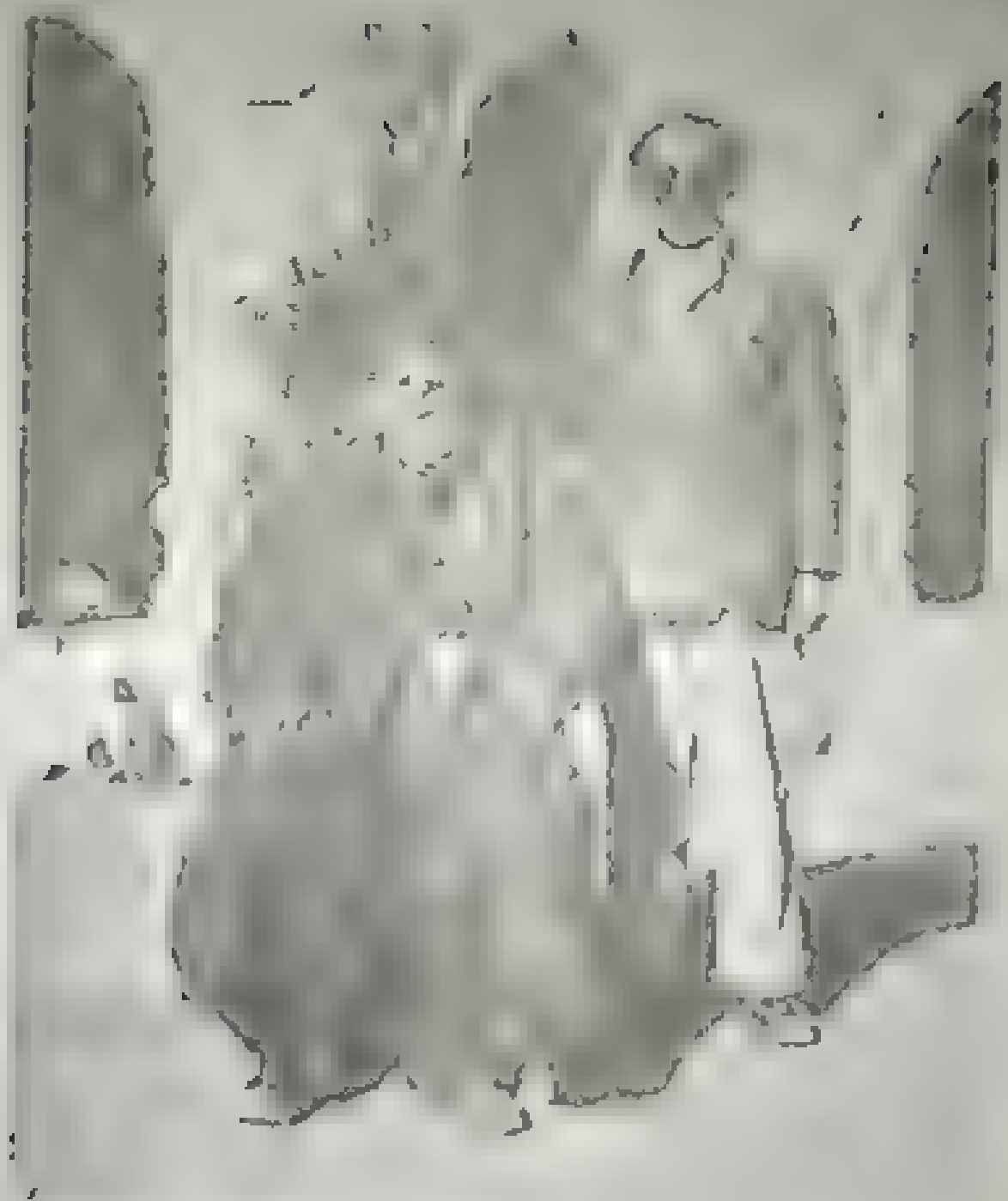
۹۔ محمد سعید خان بخوم خان کانڑ کا تھا۔ اس نے علیحضرت مرحوم کے عہد میں طویل مدت تک دفتر میں دفتر تجارت میں ملازمت کی۔ معتبر شخص تھا۔

۱۰۔ دانا دارخان ابن تبات علی خان شاہ آمان الملک مرحوم کے عہد میں مقرر ہوا تھا۔ اور چند بار ہجرت بنوا اور چیف کٹریشاد کے پاس مامور ہوئے۔ مدت پر مامور ہو کر جاتا رہا تھا۔ سرورہ نظام الملک مرحوم کے عہد میں تیسری اختیارات کا مالک ہوا تھا۔ ۱۹۰۵ء کے محاصرہ میں وہ بھی شامل تھا۔ شہر افضل خان کے سکریٹری کے ماضیوں اسکا خاندان تباہ ہوا اور اسکے بہن۔ عیال پر سختی آئی۔ مگر اس نے وہ سب کچھ برداشت کیا لیکن ہجرت کی خدمت میں کوتاہی نہ کی۔ علیحضرت کی تنفیذی کے بعد چند سال تک برائے اختیارات کا مالک تھا۔ دیوان جنگی کا عہدہ رکھتا تھا۔ اس کو سین اور سنگھور کی جاگیر ملی پھر عدلیہ کنسل کے عہدوں میں داخل ہوا۔ ۱۹۱۲ء میں قتل ہوا لیکن قاتل کا پتہ نہ چل سکا۔

۱۱۔ تبات علی خان کا تیسرا لڑکا نصرت علی خان بھی معتبر شخص تھا۔ لیکن ایک دفعہ سودا لینے کے سلسلہ میں خیانت کا مرتکب ہوا اور انگریزی حکومت کی قید میں چلا گیا۔ آخر علیحضرت مرحوم نے اس کی ضمانت کر دی۔ اور اسے قید سے رہائی دلا کر اسی خدمت میں رکھا۔ چنانچہ مشہورادوں کے تعلیمی ایام میں اس نے بہت خدمات انجام دیں۔ معتبر رہا۔ پولیس کا ٹکڑہ بھی کچھ عرصہ اس کی تحویل میں رہا۔ اس کے لڑکے بھی موجودہ تنظیم میں تھا نیڈاری وغیرہ کے عہدوں پر فائز ہیں۔

۱۲۔ محمد یعقوب خان کے دونوں لڑکے عمر حیات و سکندر حیات اعلیٰ تعلیم سے نالاں تھے ہر کو کوں میں ماسٹر بنے۔

۱۳۔ خانہ خان امیر شہزادہ اس خاندان کا بانی امیر ہے کہتے ہیں کہ امیر کا جد اعلیٰ اور اسے بدخشاں سے تھکا گروش
۱۴۔ خانہ خان امیر شہزادہ اس کے باعث اس طرف آیا اور اور مقام میں حکومت اختیار کی اسکے نام کی



چروینو سکاوب شاه

وہ جسے اسکی نلاو امیرہ کے عرف سے شہر بہرہ کی مگر امیر کا جہا علی جو اس ملک میں وارد ہوا تھا۔ اسکا نام شیرخان تھا۔ اسکا لڑکا غفلت اندہ اسکا لڑکا امیر جو شاہ کٹور شانی کی خدمات میں تیز رفتاری سے خاندان میں نام پایا۔

امیر شاہ کٹور شانی کی جلد وطن کے آدم ان کی خدمت میں رہا تھا۔ وہ شیر خاگ کے قتل کی مہم میں شامل تھا۔ اسی نے بہتر خیر اللہ کے حکم سے اسکا باپ غفلت انگار کر کے مار دیا گیا تھا۔ جب شاہ کٹور تخت نشین ہوا۔ تو امیر ورجہ عزت پر نمودار ہوا۔ اسکا لڑکا قہر بیگ اشد کی چامدین پر فائز ہوا۔ زمین اند کچھ جاگیر بھی حاصل تھی۔ اسکا بیٹا محمد شاہ باپ کی طرح منصب و عزت کا مالک رہا۔ اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں بہتر زادہ محمد منظر الملک کی رضاقت حاصل کرنے کے بعد سنا مزید اختیار کا مالک بنا اشد پڑی بی بی علیا کو انتقال کیا۔ (۳) امیر سخاوت شاہ اس کے فرزند تھے اود باپ کی حیات ہی میں اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں چارٹل اور صوبیداری کے عہد میں پندرہ تھے۔ میر باڈی گارڈ میں صوبیدار تھا۔ اور سخاوت شاہ کا عہدہ رکھتا تھا۔ میر حبیب استغالی گریگ تو صوبیداری کا عہدہ اس کے لڑکے چل کے منتقل ہوا۔

سخاوت شاہ کی لڑکی فرزند خان جہد یہ تعلیم سے آراستہ ہو کر ریاستی و نثرالیہ کا بشک کرک تھا پھر حب نریا میں سعید الرحمن مرحوم سھولی تربیت کے لئے بشاد میں قیام پزیر رہے ریاست میں ریگسٹی ملک کا قیام ضروری ہوا تو فرزند خان نے اسے ایسے فائز حصہ دیا۔ تنظیمی اور اجتماعی اجازت کی کوشش جاری رکھی اور اس کی جوت کے رہنماؤں میں معتبر لیڈر ہوا۔ اور شاہی خاندان کے خیر خواہوں میں شامل رہا۔ ۱۹۵۶ء میں بی بی تنظیم کے بعد تحصیلداری حاصل کی۔ اور ریگسٹی امور میں شامل ہو کر اعتبار پایا۔ سخاوت شاہ کا دوسرا لڑکا نور علی شاہ ایف۔ اے پاس کر کے ڈل سکول گرم چشہ کا ہیڈ ماسٹر ہے۔ اور دہلی ۱۹۶۱ء میں حلیہ کونسل کے بورڈ میں فوٹو کی اسکا خاندان شاہ کٹور شانی کے عہد سے معتبر ہے۔

۲۷۔ خاندان پٹن شاہ پٹن شاہ نور علی کو کارہنہ والا تھا اس نے میر شاہ افضل شانی کے حضور میں بار بار اپنا۔ اور شہزادہ آمان الملک کی خدمات و رضاقت پر سوزا نہ ہوا۔ جب شاہزادہ نے عمان حکومت سنبھالی اور خدمت چترال پر متنگ ہوئے۔ تو پٹن شاہ کی اولاد کی نسبت جاگی۔ اور اس کے لڑکے بدرک قدم۔ میمون بیگ۔ گرو علی۔ اور پٹن بیگ بادشاہ کے وعدہ شریک بن گئے تھے۔ ترقی اور راج پر پیشہ بندی میں اندھا گیری حاصل کیس با منحصہ میں تین بیگ بڑا متعجب ہو شیار سوزہ اولیٰ سکنو تھا۔ ۱۹۵۵ء میں شیر افضل خان کے فرمان سے قتل ہوا۔ اس کے لڑکے مست خان اور سکند خان بھی لڑے تھے مست خان کا عہدہ براہ کس تھا یعنی وزیر لہرات۔ اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں کونسل کا ممبر تھا بہت دن کئی بار سخاوت پر نامور برک کشمیر بھی گیا تھا۔ زندگی عزت مندانه اسکا فی ثمر پاکر فوت ہوا۔ اور اس کا منصب سکندر کے لئے پایا۔ اسکا لڑکا محمد زین خلیفہ قائم تھا۔ محمد زین کا لڑکا غلام زین اسکا دشمن تھا۔ وہ اس کے دوسرے بھائی سکندر خان اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں عزت مند ہوا۔ وہ بھی معتبر شخص تھا۔

وہ انگریزوں کا لڑکا تھا وہی مستر ادراہی قوم میں سوزن ہوا۔ باڈی گارڈ میں سو بیادری حامل کی۔ پھر کونسل عدلیہ کے بیڑوں میں شامل ہوئے۔ پھر اس کے انتقال کے بعد اس کا لڑکا میر نظام علی صاحب پیدا ہوا۔ ہزار سال نس محمد مظفر الملک مرحوم کے عہد میں شاہزادہ اسد الرحمن کو اس نے رعایت کئے تھے۔ اس کی حالت جس سے اس کے خاندان نے پوری پائی۔

۱۰۔ مبارک نام کا لڑکا جہاں قرب اس عہد میں اپنے خاندان کے سوزنوں میں شامل تھا۔ اس کا لڑکا مرزا تراب علی خیر مراد۔ اس نے سر محمد مراد علی مرحوم کے عہد میں کونسل کی جبری حامل کی اور زیادہ اختیار پایا۔

یہ خاندان ہمیشہ سے برادری کے سبب پیدا ہو چکا تھا اور غرض غیرت میں بڑی مہارت کا مالک تھا۔ پناہ پناہ کی اپنی پائشی کے ملکات رنگ بازو میں اپنی اس جیسی شکل و صورت میں عام اور تواریس جو شہرہ کے عہد پویشکل انصاری کی تیار کیا اور سرکاری قبضہ میں آئے۔ اب تک موجود ہیں۔

۱۳۔ خاندان ہزارہ بیگ | ہزارہ بیگ جو خیریت ملاقات کر کے پورے علاقہ تھا۔ چوٹی عمر میں بہتر شاہ انصاری ۱۲۰۰
انصاری سطر ہو گیا۔ اودان کی وجہ سے اس نے تربیت پائی۔

شاہ امان الملک مرحوم نے اپنے لہور گوار کی وصیت کے مطابق ہزارہ بیگ کو مقرب خاص بنایا۔ داخل دہلی
امیر کاظمی سرپرستہ اس کے ماتہ میں دیدیا۔ جب تک وہ زندہ رہے کئی و جزوی اختیارات اسے حاصل رہے۔ اور
اور تمام حکام اہل عہد سے واسوں کی نیشانی اور برطانیہ کی تجویز دستاویز اور مشورے پر منحصر تھی۔ کسی کی بول نہ تھی
کو اس کی محفلت کا حوصلہ کرے۔ ہزارہ بیگ باوجود اس عزت کے خزانہ کا سادہ۔ متواضع و داددار مہکستی پسند اور
امانت دار شخص تھا۔ تمام عمر اس کا یہ سمول رہا کہ تیار ہو گا کہ عہد اپنے من و مرادی بہتر شاہ انصاری مرحوم کے لئے دئے
منفعت کرتا اور ایصال ثواب سنتا۔ شاہ امان الملک کی وفات سے ایک سال چند ماہ پیش اس کا انتقال ہوا۔

اس کے تین لڑکے افضل رحیم۔ عبدالکریم۔ فیروزہ بیگ اور داغ جان معتبر ہیں۔ اس کا منصب افضل رحیم کو
تفویض کیا گیا۔ وہ قابل اور ہوشیار و جوان تھا۔ بہتر افضل خان کی پہلی پورکش میں مقتول ہوا۔

ایک حضرت مرحوم کے عہد میں انیس سے فیروزہ بیگ نے جو عہد میں فیروزہ خان کے نام سے مشہور ہوا زیادہ مرتبہ
اور عزت پائی۔ اس نے اپنے باپ کا منصب حاصل کیا۔ پھر وہ فرائض نفسی کے علاوہ مالانی امور کا چند سال تک نظم
و ناز۔ پھر کونسل عدلیہ میں ایک ممبر کی حیثیت سے بھی شامل رہا۔ اس کے عہد میں چترال خاص کا عہدہ بھی اس کو تفویض کیا گیا۔

اور ساتھ ہی منظم امور تجارت و منظم عمارت پورے بھی رہا۔ فلا چترال کے بائیں کنارے پر بہان خان کی قبر پر کسی کی
یا لگا رہے آخر نا عمر میں ہی بھی گیا۔ شہادت میں وفات پائی۔ ایک تین لڑکے ان کی زندگی میں ہی منظم امور کے علاوہ بہتر
تھے۔ ابھی خان کے بڑے لڑکے نے والد کے انتقال کے بعد دیوان بیگی کا منصب حاصل کیا۔ پھر باڈی گارڈ میں

صوبہ دار ہوا۔ ایک عہد نصرت کے منصب پر فائز ہوا۔ انصاری کی وفات کے بعد اسے جس سے یکے بعد دیگرے اس
لوگوں کو منتقل ہوئے اور وہ عازم بیت اللہ شریف ہوئے۔ وہاں سے مراجعت فرماتے وطن ہوئے تو ہزار بیس سبیل لڑکے
مرحوم کی ہزاروں کو رعایت کئے تھے حاصل کیا۔ اور امداد پایا۔ سلسلہ میں انتقال کیا۔

پس کر کے اعلیٰ حضرت مرحوم کا ڈٹا جو رہا اند شاہی، شہی کا نگ کا مرتبہ بھی حاصل کیا۔ محمد سعید خان نے سکول میں تحصیل علم کے بعد دفتری ملازمت اختیار کی اور ہڈی لکڑی کے اپنے خاندان میں انکا وجود باقی ہے عمام میں بھی جھڑکے۔

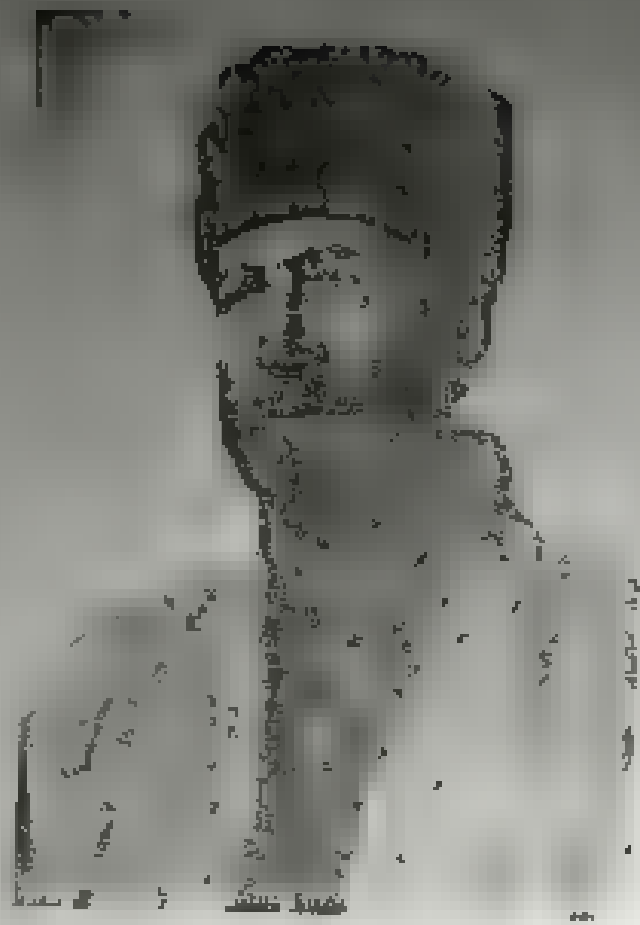
۶۔ شہرک کا رٹا کا بستم شاہ پرنائی نس محمد مظفر الملک مرحوم کے جہد میں باعتبار پڑھا۔ اند آ رہی کی صوبہ داری حاصل کی۔

۷۔ آئین بیگ کشرہ کا تیسرا رٹا کا بھی مستتر ہے۔ اور طویل عرصہ تک پوشیلی انسرید کی خدمات میں معروف رہا۔ اند ملازمت جاری رکھی۔ اسکی طویل ملازمت اسکی دیانت و بیعت کا ثبوت ہے۔ اند اس تک اسپر قائم ہے۔ مرحوم شاہ عبیر خان حاکم آدھیک تصور موجود علی مگر بار بار یا دو ہائی کے جس کے لئے محمد سعید خان نے اپنے خاندان کی ملکی یادگار قائم کر کے سے انکار کیا۔ وجہ کچھ بھی ہو مگر وہ تعلیم کے باوجود شعور و فطرت سے غاری رہے۔

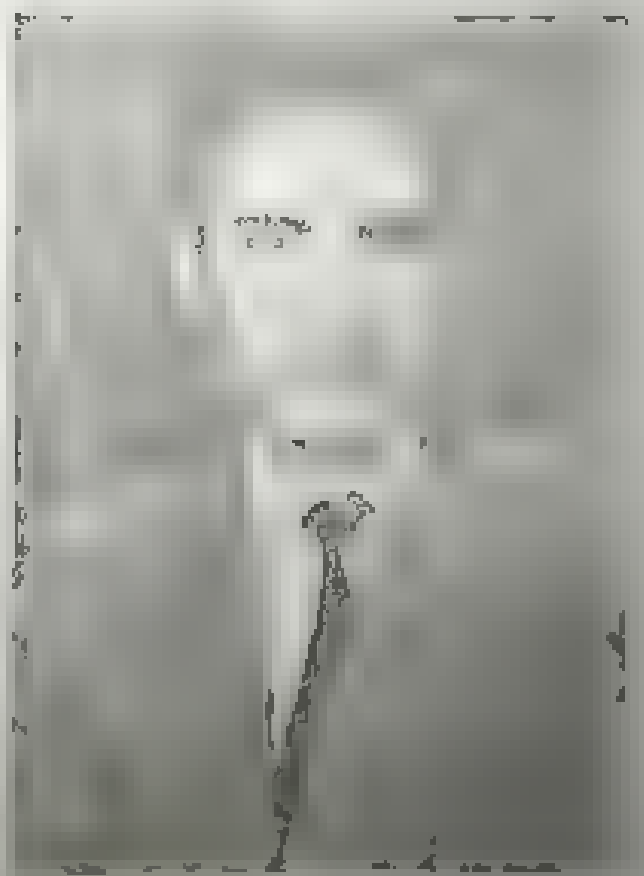
خاندان کی وشتہ وجہ تسلیم اس خاندان کا نام رشتہ اس سبب مشہور پڑا کہتے ہیں کہ ان کا جد اعلیٰ موضع رشتہ علاقہ ایران سے علاقہ میں وارد ہوا تھا۔ جس سے اپنے اصل وطن کی نسبت سے رشتہ سرور ہوئے۔ اس خاندان کے تمام اجداد ریاست کے یاں رشتہ مند تھے۔ کہتے ہیں کہ شاہ کٹورہ ثانی کے جہد میں اس قوم کا ایک شخص بانی کے نام سے خان بہادر بن محمد شہنشاہ کے خلاف جنگ دلاسن میں شاہ کٹورہ ثانی کی خدمت کی فتح۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خان بہادر نے جو اس علاقہ کا حکمران تھا۔ بانی مذکور کی تمام اولاد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ شاہ کٹورہ جب تخت نشین ہوئے تو بانی کی اولاد کے بانی مانڈہ افراد کو بلا کر انہم دیرہ رشتہ سے سرسبز کیا۔ اسی سلسلہ پورش سے افسقہال فتح علی شاہ کا چچا نو شروان چترال میں افسقہال رہا۔ جب شاہ امان الملک مرحوم کے عہد میں افسقہال فتح علی شاہ جنگ گگست میں محمد شجاع پٹو اتو شیروان کو خدیجی کر کے پیرانا یہ، افسقہالی کا عہدہ فتح علی شاہ کو تو بھی کب گیا زمین پانی اور مزید انبار و تقرب کا مرتبہ حاصل کیا۔

۱۸۵۵ء کے محاصرہ چترال میں افسقہال فتح علی شاہ اور اسکا بھائی بیاد اور اسکا لڑکا سلطان شاہ علی حضرت کے ساتھ محاصرہ میں شامل تھے۔ شہر افضل خان کے لشکر میں نے ان کے خاندان اور مال و اسباب پر غارت گری کی۔ شاہ امان الملک مرحوم نے دونا داری کا واسطہ لگایا۔ محاصرہ جب ختم ہوا تو اعلیٰ حضرت سر شجاع الملک مرحوم تخت نشین ہوئے تو افسقہال فتح علی شاہ کو نسل شادرت کی فوری برتاؤ کیا گیا اور اس کے بھائی بیاد کو بکھڑکے آقا بیق کا منصب مہیا کیا گیا۔ ۱۸۵۵ء میں جب فتح علی شاہ کا افسقہال ہوا تو اس کے منصب افسقہال پر اسکا لڑکا سلطان شاہ مامور ہوا۔

۱۹۰۵ء میں بیاد اور آقا بیق کو بکھڑکے واپس بلا لیا گیا۔ اور چترال میں کل ریاست کی آقا بیق کے



آدمی محمد سرور و والدہ بی بی
بی بی خاتون خدیوہ



محمد عمر علی و والدہ بی بی
بی بی خاتون خدیوہ

منصب علیہ پر فائز کیا گیا۔ وہ منظم کی ریاست پر آئے اور شیر پور شہر سے۔ اسی طرح اسی سال اسکی صاحبزادی اعظم حضرت کے
حرم سرائے میں داخل ہوئی۔ در ملک زور و اوج میں منسلک ہوئی۔ در سنا عزت کا مرتبہ بلند پایا۔

۱۶۱۶ء میں بادشاہ تالیق مستوح کی گورنری پر فائز ہو کر مستون چڑ گیا۔ ایک سال بعد ماں سے واپس آکر
پھر اپنے سابقہ عہدہ پر بحال ہوا۔

۱۶۱۷ء میں جنگ بدکوٹ کے سلسلہ میں انگریزی حکومت نے تالیق کو خان بادشاہ خطاب دیا اور انکی
خدمات کا اعتراف کیا۔ ۱۶۱۸ء میں تالیق کا انتقال ہوا۔ اور انکا منصب ان کے بیٹے سر فرار شاہ کو تفویض
کیا گیا۔

۱۶۱۹ء میں سر فرار شاہ
اعظم قرب مرحوم کے عہد میں چلے ہی سے شاہی اڈی کا ٹنگ میں عزت اور عداوت خذہ میں حاکم
اور پستی باڈی گاڑی میں سحر کا عہدہ رکھتا تھا۔ بہت سی اڑنی عطیہ پانے کے علاوہ جاگیر
تہ گروم کا مالک رہا تھا۔ سورہی عہدہ تالیق ملنے کے بعد تالیق سے شہور ہوا۔ جو یہاں قیام سے ہر سوار عہدہ
۱۶۲۰ء میں جب دالیان مستوح نے انعام بنادیت کیا تو اعظم حضرت مرحوم نے تالیق سر فرار شاہ کو ایک
ہزار باڈی گاڑی کے ساتھ مستوح میں بھیج دیا۔ انہوں نے مستون جا کر بڑے تہمیر سے بناوت پر تالیق پایا۔ اور
ان کے سر غنوں کو گرفتار کر کے چترال بھیج دیا۔ اور عوام کو زہم پامیں سے تسلی دے کر مطمئن کر دیا۔ اس طرح ملک
سان تک وید کش میں رہ کر سیانی اخوان سرکاری کی تبصرہ میں مصروف رہا۔ اور باہمی کا دوبارہ کو انجام دیا۔
۱۶۲۱ء میں رع می کیا اور ہڑائی نس سر محمدناھر ملک و ہڑائی نس محمد مظفر الملک کے عہد حکومت میں دستور پانے
عہدہ و اعز زہر پر عزم رہا۔

۱۶۲۲ء میں ہڑائی نس سیف الرحمن مرحوم کے عہد میں جب مستون کے لوگوں نے پھر کچھ شورش برپا کی تو اس
غریب میں تالیق پر بھی ہتار بادھا گیا۔ ورنہ کو مجبوراً قید کر لیا گیا۔ اور ان لوگوں نے پھر موٹھوں میں بھیج دیا گیا۔
مگر جب کرنل شرف خان پولیکل ریٹ ملائند چترال آئے تو مقدار ان کی عدالت میں منتقل ہوا۔ انہوں نے اپنی
تحقیقات میں تالیق کو بے قصور ثابت کیا۔ ہذا سرکاری حکم سے موٹھوں میں سے واپس بلا لیا گیا۔ اور انکو اپنے عہدہ
پر بحال کیا گیا۔

۱۶۲۳ء میں ہڑائی نس سیف الرحمن مرحوم کے ایام تربیت کے دوران پیدا ہوئے۔ چترال میں جب بورڈ کا قیام
ہوا میں لایا گیا تو ہڑائی نس کی مستوری سے تالیق سر فرار شاہ کو جوڑ کے گہراں میں شامل کیا گیا۔ بالیہ، باڈی گاڑی۔
وہیں۔ قلمبر است اور اندرونی منظم وقت کے ٹھکے انکی قبول میں دیتے گئے اور انہوں نے ہڑائی نس کی داپسی ملک اپنی
ذمہ داریوں کو بڑی خوش سمدلی سے سر انجام دیا۔

۱۶۲۴ء میں جب چترال مسلم لیگ کے گہراں میں اختلاف رونما ہوا۔ اور سلب صدارت ہو کوئی نہ رہا تو ہم
نے کثرت رائے سے تالیق کو صدر بنایا۔ انہوں نے اسے فرائض کو تمام کی مرضی اور پستی کے ساتھ انجام دیا۔

فاتحہ رحمہ کے ریکہ کئی حسن شاہ، میر حسین شاہ، اور کئی حسین شاہ بھی تھے، علیحضرت مرحوم کے عہد میں عزت
 بابا تھے۔ کئی حسن شاہ باڈی گارڈ میں صوبیدار مقرر ہوئے اور دفتر، لبر اور کونسل عدلیہ میں بحیثیت لبر شالی راقہ۔
 میر حسین شاہ باڈی گارڈ میں صوبیدار اور علاقہ موگنڈیہ کا حکم تھا۔ کئی حسین شاہ صوبیدار تھا۔ جناب برکوٹ میں
 اندر دو مقام پر شہادت پائی۔

تین سرفراز شاہ کے ریکہ۔ جعفر علی شاہ۔ محمد حسین شاہ۔ احمد علی شاہ اور مبارک علی شاہ ہیں۔

جعفر علی شاہ | یہ ان کے بڑے فرزند ہیں، ان کا سنا پیدائش مشہور ہے اسامیہ کالج پٹنہ میں تعلیم پائی
 اور الیٹ۔ ایس۔ سی پکس کیا۔ جب چترال واپس گئے تو ہرنالی نس سر محمد صرا ملک کے
 چیف سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اور باڈی گارڈ میں لائٹنگ کا عہدہ حاصل کیا۔ ہرنالی نس سر محمد مظفر امینک مرحوم
 کے عہد میں پستور چیف سیکرٹری رہے۔ ۱۹۵۵ء میں جب ریاست میں جدید اصلاحات کا نفاذ ہوا تو
 تو جعفر علی شاہ ایڈوائزر کونسل کے سیکرٹری کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ پھر ۱۹۵۵ء میں جب ریاست چترال کے
 مغربی پکتن کی اسمبلی میں ممبر منتخب کیا گیا تو، بایں ملک کی کثرت واسطے سے جعفر علی شاہ لبر منتخب ہوئے
 انہوں نے مغربی پکتن کی اسمبلی میں ممبر ہو کر اپنے ذائقہ کو بڑی لیاقت سے انجام دیا، چنانچہ ترقی ملک اور
 کئی حوزہ ملک کے مسندوں میں نفاذ برجادی میں۔ سنا نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست میں طور ملک کی کمی کو دور کرنے کے لئے
 کئی ہزار من سالانہ گھنوں آنے کی منظوری حاصل ہو گئی۔ اور تیس سس شروع ہو گئی۔

ایکادہ سرحد میں محمد حسین شاہ بھی تعلیم یافتہ ہے وہ خبر دی قبوریت کی ترقیاتی کمیٹی میں نائب عہدہ ہے۔

استقلال سلطان شاہ | پائی، اور ذاتی نام نس میں آیا۔ سب سے پہلے صوبیدار ہوئے۔ پھر ترقی کر کے میجر کا عہدہ
 حاصل کیا۔ جنگ۔ برکوٹ میں دشمن کی گولی سے مجروح ہوا۔ ۱۹۶۱ء میں حرمیں انٹرنیشنل کو ہرنالی چھپا کر درجہ
 شہداء استقلال پایا اور حبس اعلیٰ میں، قید ہوا۔ ان کے چار لڑکے میر خطاب شاہ۔ عزت علی شاہ۔ روزگار علی
 شاہ اور عبدالملک علی شاہ، سب ان میں برابری ہے خصوصاً میر خطاب شاہ جو، بے باپ سے استقلال کے بعد عہدہ
 استقلال پر فائز ہوا۔ اور علیحضرت مرحوم کے راجہ میں حضور نور علی پرمادور اور باڈی گارڈ میں صوبیداری
 پائی۔ یہ سند یہ ترقی کر کے پکتن کا منصب حاصل کیا۔ اور دفتر، یہ میں وزیر خورک کا عہدہ پایا۔ نئی تنظیم کے
 عہدہ پستور میں عہدہ پر رہا کہ سیکرٹری، یہ کا منصب حاصل کیا۔ وہاں سے سکندرشہ جوئے کے بعد دو تین سال
 تک کونسل عدلیہ کا لبر رہا۔ عزت علی شاہ اور روزگار علی شاہ علی صوبیدار تھے۔ روزگار علی شاہ نے بورڈ کے عہد میں
 لائٹنگ کا عہدہ حاصل کیا۔ پھر عہدہ عزت میں ان پدید ہوئے۔ برکوٹ شاہ کے ریکہ ناظر علی شاہ۔ وزیر علی شاہ
 اور ناصر علی شاہ ہیں جو تعلیم سے بہرہ مند ہیں۔ ناظر علی شاہ نے ہرنالی نس سر محمد صرا ملک مرحوم کے عہد میں ایک عہدہ
 استقلال کے کام کو انجام دیا ہے اور اب بھی بسورہ میں منصب پر فائز ہے۔ روزگار عہدہ ہرنالی نس کا سیکرٹری ہے



وزیر علی شاہ جو پیشگی ایجنٹ چترال کے خزانچی ہیں۔ انکا بڑا کام نامہ تاریخ چترال کا نام سی ترجمہ ہے آپ نے وطن
الہوب کی خدمت کے لئے اور وزبان میں معلومات کا یہ خزانہ اہل پاکستان کے لئے تیار کیا۔ پشاور کے بعض روزنامہ
اعتادات اور اسے پتہ لے کے دھندلے ہیں۔ اخبار نویس سے محبت کرتے ہیں۔ امیر علی شاہ تعلیم حاصل کر کے بعد
ریاستی ملازمت میں ملکر گئے ہیں۔

۷۶۔ خاندان مرزا محمد خفران
انکا جد علی خواجہ علی بابا ایوب کے پوتوں کے تھے چنانچہ خواجہ علی بن علی بگ
بن شاہ محمد بن شاہ نوین بابا ایوب تھے۔ جب شاہ محرم شاہ اول اور
شاہ خوشوقت نے رئیس خاندان کی حکومت کے خلاف سرکھیا اور خرورج کیا تو خواجہ علی نے ان کی سعیت میں
غالبان خدمات انجام دیں اور مرزا خوشوقت کے ساتھ مستخرج پیدا کیا۔ تھوڑا عرصہ قیام کیا مگر یہ جگہ پسند نہ آئی
وہاں سے واپس آگیا۔ اور شاہ کوثر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شاہ کوثر نے ان کو کاری میں زمین دی اس کے علاوہ
ان کی بددیوبندین سو گرام اور کوشٹ میں موجود تھی۔

مرزا محمد خفران کے والد غلام رسول خود معلم سے بہرہ مند تھے اور ان کی تعلیم کتاب میں اب بھی موجود ہیں ان کے
کو تحصیل علم کے لئے پتہ دیا۔ انھوں نے سات برس تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہندوستان ملک مرحوم کے بار بار
جائے پر چترال واپس آکر بادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور منظور نظر رہے۔ کیونکہ چترال ان دنوں ایسے شخص
کے وجود سے یکسر خالی تھا۔ جو صاحب علم و قلم ہو۔ شاہ ایوان ملک نے اپنے طویل زمانہ حکومت میں ریاست
کے اندر تجارتی جنگلات اور عسکر کے داخل کی بنیاد ڈالی تھی۔ وہ انگریزی حکومت کے ساتھ دوستی کا رابطہ سوار
کر کے ان کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ سرشتہ انتظام اپنی قوم کی تحویل میں آئے۔ تاکہ ان کے علمی و تعلیمی فوائد سے
مشکلات کا سدباب ہو سکے۔ مرزا محمد خفران جو بادشاہ کے حکم سے مجوزہ خدمات پر مامور ہوئے ۱۸۸۶ء
میں بیان دفتر قائم کیا اور دس برس تک بادشاہ کی خدمت میں انجام دیں۔

اس کے بعد ہندوستان ملک اور ہندوستان ملک کے بعد حکومت میں اس نے تیار و خدمت پر قائم رہے۔
تاریخ چترال کا ابتدائی مسودہ بھی ہندوستان ملک کے حکم سے ترتیب دیا اور ہندوستان ملک کے عہد میں وہ
کمل کر کے پیش کیا۔

جب اعلیٰ حضرت سر شجاع الملک تخت نشین ہوئے تو ان کو علم سے آشنائی نہ تھی۔ موصوفت ان کے علم کو
دور ویر کبیر کا عہدہ پایا۔ دنا ترقی نام لکے۔ جب حکمرانیت قائم ہوا تو اپنے پرزیدت کو سنل کا رتبہ حاصل
کیا۔ پھر جب حکمران کا دفتر قائم ہوا۔ تو وہاں چلے گئے اور نظم و انتظام دیانت ہوئے۔

اسی طور پر آجے شاہزادہ محمد ظفر الملک کو دودھ پلانے کے رضائی باپ قرار پائے پھر جب خورزائے
دیر اعلیٰ حضرت کے ملک اندوہانج میں آئیں تو آپ ان کی تربیت پر مامور ہو کر رضائی باپ ہوئے اور اس طرح غریب
اقتدار و اعزاز کے سزاوار ہوئے۔ ۱۹۱۵ء میں آپ کو جائیدادیں و منگودے لوانا گیا۔ اور آپ کی دیرینہ خدمات

اور سنی استادوں کے اعتراف میں آپ کو بلند خورشید و نور عظمیٰ فرمائی گئی۔ اصحاب کے انقلاب میں مرزا صاحب کا عرف
منصوص تھا۔

۱۹۲۶ء میں پچھتر سال کی عمر میں آپ نے انتقال فرمایا۔ پچاس سال تو ترقی پائی خدمات میں معروف
رہے تھے۔

مرحوم کے تین لڑکے یادگار رہے جن میں بڑا لڑکا غلام مصطفیٰ تھا جس نے علی گڑھ میں تعلیم پائی۔ اور قسطنطنیہ
کے فراغت کے بعد اعلیٰ حضرت مرحوم کے سیکرٹری مقرر ہوئے اٹھارہ برس ملازمت میں رہے ۱۸۸۷ء میں مرحوم
اعلیٰ حضرت کی صحت میں زبردست چا ادا کیا اور مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ اور جنت البقیٰ میں ابدی خیمہ سمیٹے۔
مرحوم مرزا تقیہ کے علاوہ علوم شرقیہ میں بھی بڑے فائق و فاضل تھے۔ اندر بڑے شریعہ اخلاق و اطوار کے
معروف تھے۔ اعلیٰ حضرت مرحوم نے ان کی وفات پر ان کے والد کے نام تعزیت نامہ میں یہ تحریر فرمایا۔ کہ
نور چشم و غرہ ذلالت و قاتم غلام مصطفیٰ اب عالم باقی رحلت فرمود۔ پیران کے، حلق کی ترقی میں کھٹے
ہیں۔ مرحوم اندر متبک بخدمت من مشرف شدہ اراک وفت تابنوز بہیج و جد آواز و کشیدیم و نہ کسی دیگر
کشیدہ ماہدان را معنی ہستیم پروردگار عالم از در معنی شود ما ہر معنوم ہستیم۔ یہ جملہ الفاظ بادشاہ کے نذرے
اپنے ایک خادم کے لئے مرحوم کے ہم گیر ادب و ت کے شاہد ہیں۔ ریاستی باڈی گارڈ میں مرحوم کپتان کے
عہدہ پر مقرر تھے۔

مرزا صاحب مرحوم کے وہ مرتے فرزند غلام مرتضیٰ ہیں۔ جنہوں نے چنرال کے سکول میں ملنگ تعلیم حاصل
کی اور اعلیٰ حضرت مرحوم کے حضور نویس مقرر ہوئے۔ پھر ریاستی باڈی گارڈ میں کوارٹر ماسٹر کا عہدہ حاصل
کیا۔ اور لٹنٹ کا منصب پایا۔ اور ۱۸۹۶ء سے ۱۹۰۳ء تک اپنے موجودہ عہدہ کے ساتھ ریاستی خزانہ
میں غزنی ریٹائرڈ اور کازنٹ کا کام بھی انجام دیا۔ جب ۱۹۰۵ء میں باڈی گارڈ کا سسٹم ختم ہوا تو ملازمت سے
سبکدوش ہو کر ٹھہر پڑا۔ ۱۹۰۵ء میں کونسل عدلیہ میں بحیثیت ممبر حقین چنرال کا نمائندہ ہو کر تین سال
کام کیا۔ انکا لڑکا فیضان الحق پشاور میں انٹر انس تک تعلیم حاصل کر کے جب واپس آیا تو ریاستی ملازمت پر
معاودہ ہوا۔

مرزا صاحب مرحوم کے تیسرے فرزند غلام حبیب خان ہیں۔ لیٹ وری میں میٹرک تک تعلیم حاصل کر کے جب
واپس آیا تو اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں سیکرٹری کا عہدہ حاصل کیا۔ اور دفتر خاص کا محقق رہا۔ نئی تنظیم
کے بعد ریٹائرڈ و ملازمت کے دفتر میں سسٹنڈ مقرر ہوئے۔ پھر وہاں سے بحیثیت ریٹائرڈ ہو کر تو رہ گئے ملا گیا
۱۹۱۱ء سے تبدیل ہو کر دہلی میں سیکرٹری کا عہدہ پایا۔ اب پھر بحیثیت ریٹائرڈ کا چارج لے لیا ہے۔ مرحوم
تعلیم میں انکا وجہ اگرچہ میٹرک تک ہے مگر انکی باقت فارسی و اردو میں عہد موجودہ کے فضلا میں بہت بلند
ہے۔ انکی بڑا لڑکا زید الدین سکولش میں عہدہ پڑھے۔



.....



.....

مرزا صاحب مرحوم کے خاندان میں مولوی عبدالنحان مرحوم قاضی کوہ کا ذکر ملائے چڑال میں بیان ہوگا وہ بڑے جید عالم تھے۔ اب ان کے دوسرے بھائی کاڑ کا مولوی عبدالمجید مرحوم وہ علماء میں اپنے عالمانہ انداز بیان اور مدح و تعریف کی بنا پر بہترین واعظ و خوشش بیان مقرر مانا جاتا ہے۔

مرزا صاحب محمد غفران مرحوم کی علمی تصانیف اور مباحث پر ایک نظر

مرزا صاحب مرحوم نے اپنی متعدد تصانیف یا دیگر چھوٹی سی۔ انکی ایک بلند پایہ تصنیف تشریح الاقوال ہے۔ اس میں ذی القرنین کی شخصیت، یا جوج ماجوج کا تعلق اور سید ذی القرنین کی قومیت اور تعین مقام پر عالمانہ اور محققانہ کلام کیا گیا ہے۔

درحقیقت یہ بعض دیگر مقامات کی طرح قرآن کریم کی شرح و تفسیر کے شکل ترین مباحث ہیں۔ مفسرین اور مورخین میں سے کسی کے رائے کو اس باب میں قرار نہیں ملتا۔ اگر بعض سکندراعظم مقدونی کو ذی القرنین قرار دیتے ہیں۔ تو بعض دوسرے اسی کے کفر کو ثابت کرتے ہیں اور اس کے باوجود وہ بت خانوں کو شاہین مانتے ہیں۔ اور یہی حال یا جوج و ماجوج کے بارے میں رہا ہے۔ کہ وہ کس طائفہ سے ہیں اور وہ کون سی کونسا نسلہ زمین ان کا مسکن ہے۔ علماء کی رائے اس بارے میں مختلف رہی ہے۔ مرزا صاحب مرحوم نے اس باب میں جو کچھ دریافت کیا اسے لکھ ڈالا۔ تصانیف کے بعد معلوم ہوا کہ علما نے ہندوستان میں سے بھی بعض نئے نام بارے میں رہا ہے۔ مثلاً مولانا سید عبدالعزیز۔ مولانا عبدالحق اور سرسید احمد خان نے کاوش کی ہیں۔ جب مطالعہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مولانا سید عبدالعزیز اور مصنف مرحوم کے موضوع اور اساتذہ لال رائے میں زیادہ سے زیادہ موافقت پائی جاتی ہے۔

تشریح الاقوال دلی غیر مطبوعہ موجود ہے۔ ۱۹۲۵ء میں تاشی صبحۃ الداعی پشاور نے بغیر ملاحظہ طلب زبانی اور مطالعہ کے بعد واپس بھیج دی۔ کتاب کی بنیاد اھل حق نے اپنی رائے اس انداز سے لکھی۔ میں نے کتاب ملاحظہ کی۔ دانشور تو گوہر ہے بلکہ ہے۔ اگر علما نے ہند کی طرح مصنف کتاب کو تو شک و شبہ نہ تھا میر تقی اور انکا داماد اور نذر حسن کے ملک یا پیار دن میں محصور نہ ہو جاتے تو یقین کیجئے کہ مصنف مرحوم میدان تحقیق میں علمائے شاہین کے امام و پیشوا ہوتے۔ راحتنا و واسفا۔ ناموائق حالات اور ملازمت کی دھند اور دھند کے باوجود ذی القرنین۔ یا جوج ماجوج اور سید ذی القرنین کی نسبت ایسی گرامر یا تحقیق پیش کی ہے کہ آج تک آثار قدیمہ کے کتابت اور تاریخی تحقیقات کی فراہم کردہ معلومات وہ ختم بھی اس سے آگے نہیں بڑھ سکیں۔ آپ یہ شکر حیران ہو لگے کہ علما نے آثار قدیمہ نے اصل فراہم کے مقام سے ایک کتبہ دریافت کیا ہے جسے دارالاکتبہ نے مستون کہتے ہیں اس سے مصنف مرحوم کی تائید و توثیق ہوتی ہے اور بعض فراہم کنندہ کی تحقیقات کا لب لباب بھی یہی ہے۔

پہرے کتاب ۱۹۵۹ء میں حضرت غلام حسن شاہ کاظمی مظفر آبادی نے جو کتب خانہ طلبہ خزانہ
اور مطالعہ کے بعد مسودہ ایسی جھپکڑی فرمایا کہ قاضی مولانا حضرت اللہ صاحب نے ذی القربین یا جو تعداد جو
وغیرہ کی نسبت کتبہ اعظمی آباد اور فراہمی مصنفین کی تصنیف جو حوالہ دیا ہے یہ ان کی ذاتی تحقیق اور کوشش
نہیں ہے بلکہ یہ تمام بہت اچھے اور عمدہ طلبہ حضرت امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے ترجمان القرآن
عبدودم سے ماخوذ ہے اور مولانا مرحوم نے اس مقام کی شرح و بیان اور تعبیر و تحقیق کا حق ادا کر
دیا ہے۔ مردم کی تصنیف بڑی جامع اور جدید تحقیقات سے متصل اور یکبارہ ہے۔

۲۔ شرح الآلی فی شرح الآمالی ان کی دوسری تصنیف ہے۔ علماء و فضلاء نے کثرت سے
اسکی شرحیں لکھی ہیں۔ اور کتابوں میں انکا تذکرہ موجود ہے۔ یہی کثرت کے باوجود یہ شرحیں ایسی نہیں
ہیں کہ عقین کی مشکلات اور معانی کی تفہیم اور گہرائی کے لئے کفایت لکھتی ہوں حقیقت یہ ہے کہ
بہت سے ائمہ و حقانی اور نوذ و مشکلات نصیب آگاہی کے مستور پر وہ اخفایں پڑے ہیں۔ اور مستور
ہیں اور شاربین نے ان سے اعجاز کیا ہے۔

مصنف مرحوم نے مادہ زبان میں اسکی شرح لکھی ہے اور سخا کی کے اشارہ لکھ دیئے ہیں۔
۳۔ توضیح مولانا حیرانی۔ یہ دوسری تصنیف ہے یہ کتاب فرقہ باطنیہ کی تحقیق میں ہے جو کس
عالم میں مولانا لکھے جاتے ہیں۔ اس فرقہ باطنیہ کے مذہب کی تحقیقات اور حقیقت۔ اور کتب نقد و
حقا بہ میں وہ کس نام سے موسوم ہیں۔ ان کے متقدمین کے نام بھی حالات اور ان کے خلفاء کی تفصیل
قریشی خانہ حسن بن صباح، ایران و شام کے اسماعیلیوں کے حالات اس میں درج ہیں۔ کاظمی صاحب
مظفر آباد نے اس کے مطالعہ کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ موضوع کے اعتبار سے بڑی جامع اور خوب
ہے۔ اور اس قابل ہے کہ اسے سلیس اور درمیان مشغل کیا جائے اور حوالہ ضرورت ہو سکتی ہو گئی ہوگی۔
۴۔ حوالہ سنی فقہ اکبر۔ جو بھی تصنیف ہے اس میں شرح فقہ اکبر کے متعلق دلائل مقامات کی تشریح
کی گئی ہے خاص طور پر شارح فقہ اکبر میں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی کتاب غنیۃ الطالبین
کی ان عبارات پر مباحث کیا ہے کہ انکا مفہوم یہ ہے کہ امام اکظم کوئی دہشتہ اللہ علیہ کے مقتدرین گروہ مرجعہ
سے متعلق ہیں یہیں سلاطین قادی کے جو بات کی عبارتیں اور حدیثیں کہ مطالب کی تفہیم ان سے حاصل ہو جائے۔

ملاحظہ بڑا بہرہ کی اور حیرت افزا ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ایسی گراں یہ شخصیت اور گروہ
احناف کہ فرقہ مرجعہ باطلہ میں قرار دے۔ لہذا علامہ قادی کے جو بات کی شرح اپنے فکر و ذہن سے لکھ کر علانیہ
مرجوعہ مثل قاضی القفۃ مولانا عبدالرحمان حیرانی قاضی عرفان ایدین ٹاٹیلہ مولانا عبدالرحمان زیارت
کاظمی صاحب علیہ الرحمۃ سے اتنا س کیسے ان کی ترویج بھی منگوا جس قدر چنی شرح کے ساتھ شامل کر دیں اور
ناظرین سے اتنا س کی ہے کہ علامہ قادی کے مغلقات کے مفتح و کشف ان حوالہ شرح میں گہری نظر سے مطالعہ

کر کے القاف سے کام لیں کہ وہ تفاوت از کجاست تا کجا۔

۵۔ تاریخ چترال ن کی پانچویں تصنیف ہے جو ۱۹۹۲ء میں پہلی بار تیار کر کے حکام انگریزی کے پاس پیش کی گئی۔ پھر دوسری بار ۱۹۹۹ء میں اسکی نگارش کی ذمہ داریاں لپیٹی گئیں۔ موجودہ تاریخ چترال اردو دہی کی بنیاد پر ہے۔ اور اس کے ساتھ اس کے شاہیر رجال علماء و سادات و شائخ و شعرا کا تذکرہ مختصر و مفید کاربند ہے۔

۶۔ تاریخ خلفائے راشدین در سفر نامہ سندوستان وغیرہ جو بادشاہ کے حکم سے تیار کئے تھے شاہی کتب خانہ میں موجود ہیں۔ وہ تاریخائے عربی اور کشف المحجوب و ہدایت العقیلم بھی ان کے آخری عالمانہ حقائق کے انبار کا خزانہ ہیں جو مسودوں کی شکل میں گھر پر پڑے ہیں۔

مرحوم سیدی علوم کے بارہ صفت علم تفسیر میں کامل و سنگاہ رکھتے تھے۔ شعر و سخن کی فصاحت و بلاغت میں انکا معیار بلند تھا۔ انھوں نے منظومات اور منظومات میں دسویں صدی کا درجہ پایا تھا چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ جب آپ تحصیل علم کے لئے پشاور میں معیم تھے اور مشہور راہبر سماجی پنڈت لیکھرام کا غلطہ بلند تھا اس کے مقابل شاد کے تمام علمائے اسلام مذہبی مباحثہ کے لئے جمع تھے۔ غلطہ اسلام کے علاوہ عیسائی بھی تھے اور ان کے مادی بھی۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی پنڈت لیکھرام کے مقابلہ کے لئے موجود تھے۔ علامہ مرحوم بھی اس مذہبی اجتماع میں شریک تھے اور مرحوم نے پورے ڈیڑھ گھنٹے تک اسلام کی شہادت اور اس کی تردید میں کامل جوش بیان سے مباحثہ جاری رکھا۔ صدق مقابل اور دہر بلاغت کی دھماک بٹھا دی تھی۔

۲۔ دوسری بار یہ واقعہ پیش آیا کہ مرحوم شاہ امان الملک کی خدمت میں حاضر تھے کہ ۱۹۹۹ء میں پشاور کے ایک مولوی سید شاہ ت دین عیسوی قبول کر لیا تھا اور تبلیغ عیسائیت کی عزمن سے بالنگل کا فرستان حال نورستان کے بہار پورس کا فردوں کے گروہ میں پہنچے اور نہ کام ہو کر واپس چترال آئے۔ شاہ امان الملک کی جلس میں اکابر ملک بھی حاضر تھے اور شاہ کے سادات کا کابل و جان بہار و خواجہ خان قادیانی وغیرہ بھی موجود تھے۔ اسی بھرے دربار میں سید شاہ سے مباحثہ پیش آیا۔ بحث نے مسلسل تین روز تک طویل کھینچا۔ علامہ مرحوم نے اپنے مبادیہ و دلائل سے بحث و نظر احتیاط کی اور شاہ کو غایاں کیا کہ سید شاہ دین اسلام کا قائل ہو گیا اور نہ اندازہ دیا۔ مذہب عیسوی سے تائب ہوا اور دوبارہ دین اسلام سے ایمان مال ہو کر کعبہ کے راستہ واپس چلا گیا۔

چونکہ سید شاہ دین اسلام سے تائب ہوا تو اس نے ایک کستی خط کے ذریعہ جو سارہر کارہ دیا تھا شاہ امان الملک کو ہم سے صورت حال دریافت کی۔ بادشاہ مرحوم نے جواب میں امر دانتہ کی تصدیق دے دی۔

۷۔ اقبال نایاب نایاب نسبتاً پرانے زمانہ میں سے تھا آیام جوانی کی قریب ہی بدخشاں چلا گیا۔
 انا ان بدخشاں کے دوبارہ میں رہ کر اس نے ادب و شائستگی کے قواعد سیکھے۔
 خورد، خوش گفتار اور پختہ دلی تھا۔ پھر جب وطن واپس آیا۔ قوشہ امان الملک مرحوم کی خدمت میں بار بار
 ہوا اور منظور نظر ٹھہرا۔ اس نے بڑی برتری حاصل کی۔ بڑی کشتہ اور فیض ناموسی میں گفتگو کرتا تھا۔ کئی بار
 دایان بدخشاں کے پاس بھی گیا تھا۔ ازبک ظریف طبع۔ بیکہ بیخ اور حاضر جواب شخص تھا۔ اپنی خبروں کے
 باعث بار پاتا اور مقبول ہو جاتا۔

۸۔ میرزا فضل الملک مرحوم جو چند دنوں کے لئے صاحب تخت ہو گئے تھے۔ انہوں نے جی سے اپنا مرتبہ
 خاص بنایا شیر افضل نے اپنی پہلی پوش کے دنوں سے اعزاز سے رکھا اور بشیر خاص قرار دیا۔ سردار نظام الملک کے
 عہد میں نایاب کا ستارہ اقبال گردش قضا میں آیا اسکی وجہ یہ تھی کہ اسکا بڑا شہر میرزا فضل الملک کے قتل میں
 شریک اور اس گروہ کا سر فخر تھا۔ اس خیم کی مائش میں ہلاک ہوئے۔ نایاب اب حوث و ہراس میں رہنے لگے
 لگا۔ سردار نظام الملک کے قتل کے بعد بشیر اور امیر الملک نے غنائی حکومت سجہالی نوے سنے اس کے فیصلہ
 بیٹوں میراغت، شیرالت اور شریعت کے ساتھ اسے بھی قتل کر دیا۔ اس کے چھوٹے بچے سلامت رہے۔ اس کے
 قتل کے تین مہینات ہوئے۔

۹۔ اس نے بادشاہ مرحوم کے حقوق اور پردریش کی رعایت ملحوظہ رکھی اور شیر افضل کا آنا تھا کہ وہ اس کا
 خاص راز دار بن گیا۔

۱۰۔ اس کے لڑکے شہر اور میرزا فضل الملک پر اس وقت کوہار کا دار کیا جب انکے جسم سے طائر روح
 پرواز کر چکا تھا۔

۱۱۔ سے درۂ اشرار میں بڑے کسب اختیارات حاصل تھے جب شاہ امان الملک مرحوم نے شہزادہ ابراہیم
 کو قلعہ صفور پر مقرر کیا تو اس سے نایاب کے اختیارات میں کمی واقع ہوئی۔ بادشاہ کے ہاں شہزادہ کی عیب
 حمل کرنا۔ اس طرح شہزادہ کی جانب سے مزاح شاہ میں نکلتا دیا۔ اس بات کو شہزادہ نے دل میں
 رکھا۔ اور جب قدرت باقی تو ٹھیک وقت ہوا۔ اس کی پکس بچائی۔

نایاب کی ادلا دے کوئی ایسا نہ اٹھا اور نہ اس کا بل سب سے کہ نامریخ کا داستان سرا اسکا قمار کرائے۔

۱۲۔ حضرت شجاع الملک مرحوم کے عہد کے معززین

۱۳۔ مبارک شاہ بن عاتم شاہ علیہ حضرت مرحوم کے عہد میں خاص
 معززین سے تھا اس کا والد عاتم شاہ بڑا دیر اور شیراز تھے۔

دور ویش میں انتقالی کے منصب پر فائز تھا۔ مبارک شاہ جب اعلیٰ حضرت کھنڈت میں بار بایب ہوا تو مفرد و مفرد و دیگر ہر موقع پر اعلیٰ حضرت کا ندیم اور مقرب بھی تھا۔ محمد ہر کے لئے بھی بار شاہ کی جدائی کو گوارا نہ فرماتے تھے۔ بذراستی و ظرافت کوئی کے علاوہ شورش تقریر بھی تھا۔ عہد ندیم کے بادشاہوں کے سوانح اہل مذاہنات تاریخی اور حکایات سے باخبر تھا۔ فارسی و افغانی زبان پر عبور رکھتا تھا۔ اخبارات خصوصاً جہل امتیں کا ہاتھ مارہ مطالعہ کرتا تھا۔

۱۱۔ ریاست میں جب یا ڈی گارڈ قائم ہوا۔ اس نے صوبیداری حاصل کی۔ پھر صوبیدار میجر کا عہدہ حاصل کیا۔ جنگ برکٹ میں وہ شامل تھا۔ مراد آباد لڑا۔ درمنظر شہادت ہوا۔ ۱۹۲۱ء میں وہ کونسل عدیدہ کے ممبروں میں داخل ہوا۔ پھر حاکم اور ڈاکا منصب حاصل کیا۔ ۱۹۲۴ء میں اعلیٰ حضرت مرحوم کی نسبت میں حج بھی کیا۔ جب وطن واپس پہنچا وفات پائی۔

۱۲۔ شکوہ من شاہ و قباد شاہ اس کے دو بھائی اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں بڑے مائت ائمہ تھے۔ دور ویش سے آمد و زنگ انتقالی کے منصب پر فائز تھے۔ انتقالی کا منصب شخص اظہار کے طور پر رکھتے تھے۔ درحقیقت وہ بڑے وسیع اختیارات کے مالک تھے اور لائق ترین اہلکاروں میں محسوب تھے عزت و اعتبار رکھتے ہیں۔

۱۳۔ فتح محمد خان و عہدہ تبلیحان صوبیدار میجر مبارک شاہ کے لڑکے والد کے انتقال کے بعد اعلیٰ حضرت مرحوم کے مراحیم شامانہ کے سرزاد ہوئے اور پردیش پائے رہے۔ فتح محمد خان کو صوبیداری ملی۔ معتبر ہوئے اور باب کی جاگیر حاصل کرنے میں کامیاب رہا اور یکستور اس پر قبضہ رہا۔ انکا انتقال ہوا۔ ۱۴۔ جبر تبلیحان یا ڈی گارڈ کے ٹوپ خانہ میں صوبیداری کا عہدہ پایا۔ پھر ریاستی مسلم لیگ میں سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے۔ اس کے بعد ۱۹۵۱ء میں ایڈوائزر کونسل کے ممبروں میں شامل ہوئے۔ اور معزز ٹیپہ سے۔ اور اپنی ذاتی سرمایہ داری سے رناہ عامہ کے ٹیکوی میں بھی بچسپا لینے لگے۔ لائق نوچان اور لوگوں کے بہترین چلیں میں۔

۱۵۔ شاہزادہ قادی الدین خان مرحوم نے اس کے خاندان میں رفاعت اور تربیت پائی تھی لہذا اس خاندان کے اعزاز و مراتب کا باعث ہوا۔ ڈیڑوی مقام کی جاگیر پر یکستور عہدہ قادی خان کا منصب ہے۔ درمنظر شہادت کے بعد بھی وہ کسی کو ملی ہے۔

۱۶۔ قربان محمد و نیار محمد | ۱۹۵۵ء کے محاذ میں محصورین میں شامل تھے۔ جب محاصرہ ختم ہو گیا تو محصورین قلعہ اپنی خدمات کے لیے ہیں انعام و اکرام کے مستحق ہوئے۔ اور ان کو موضع کشم کی چار دیواری کا منصب نصیب ہوا۔ انکا قبیلہ بھائی راجت شاہ بھی محصورین میں شامل ہے لیکن بہتر بشر انضام خان کے شکریوں کے

و ہو کر اور جلیلہ سے باہر نکل کر ان کے ماتہ گرفتار ہوا اور اسکو قلعہ کے باہر کھڑا کر کے قربان دینا نہ محمد کو دانا
دی گئی کہ اگر تم قلعہ کے باہر نہ آئے تو تیرا بھائی قتل کر دیا جائیگا۔ انھوں نے بھائی کے قتل کو اس بات پر
ترجیح دی کہ قصور میں سے غلطی کی اختیار کر کے خدائی کا ٹیکہ مانتے رہے۔ چنانچہ فراغت مستاء
شیر افضل خان کے لشکر یوں کے ماتہ قتل کیا گیا اور اسکا جنازہ داناں سے اٹھا کر سیر دنیا میں دینی
کیا گیا۔

۱۸۹۷ء میں جب امیر محمد قمر مرہوم کے فرزند ارسلان شاہ پرموہ محمد نا صرا ملک تولد ہوئے تو وہ داناں
بھائی مزید اعتبار و اعزاز کے سزاوار ہوئے اور شاہ پرموہ کی رضاعت ان کے سپرد ہوئی۔ مذکورہ بھائی
کے لئے جائیداد اور اراضی ملنا ہوئی۔ اور خاص چترال میں زمینیں پائیں۔ قدیم سے اس ملک میں یہ
سلسلہ جاری ہے کہ شاہ پرموہ کی رضاعت قدرت جی کے سپرد کی جاتے تھے۔ قریب و قریب کی کلمہ میں
کے ماتہ آجاتی ہے اسی طرح یہ دونوں بھائیوں نے رضاعت زمین و جائیداد میں کامیابی پائی۔

۱۹۲۶ء میں جب محمد نا صرا ملک تخت نشین ہوئے تو ان دونوں کو عدلیہ کو تسلیم چترال کے
مہروں میں شامل کیا گیا۔ مزید برآں قربان محمد کو چترال کی حاکمی کے منصب پر فائز فرمایا۔ یہ دونوں بھائی
مشریف کی زبانت سے شریات جوئے۔ مایہ دیکھ کے بعد و نائب شہید و شہید میں سفر آخرت اختیار
کیا۔ دونوں سادہ مزاج نیک کردار عبادت کے پابند تھے۔ اور شاہی حقوق کے پاسدار تھے۔

۱۹۳۱ء میں قربان محمد کے لڑکے عبدالرحمن خان و حکیم محمد خلیفہ اور امیر محمد خلیفہ عبدالغفور مرہوم کے عہد میں شاہ پرموہ
میں داخل ہوئے۔ میرانی نس سزا صرا ملک مرہوم کے عہد میں عبدالرحمن خان سے باڈی گاڑی میں نشست کا
منصب حاصل کیا۔ افسالہ کے انتقال کے بعد حاکم چترال کا منصب بھی پایا۔ یہ شہید کو تجارتی دندہ میں
شامل ہو کر شاہ پرموہ خیر حاکم ملک کے ماتہ کابل گیا۔ ان پر پانچویں مرہوم کے عہد میں معزز رہا۔ اسی سلسلہ کے
بعد ۱۹۵۴ء میں محمد عبدالرحمن مرہوم کے عہد میں۔

حکیم محمد خان عبدالغفور مرہوم کے عہد میں چترال محمد قریب کا ماتہ قریب کی ذمہ داری
پوسل تھی تنہا کے اجراء تک سال دنا۔ یہ اس محمد کے عہد میں وسیع خبریات کا مالک تھے۔
امیر محمد خان بزمائیس مرہوم کے عہد میں دنا چترال کا ماتہ تھا۔ جہاں تباہی دنا کو خالی ضرورت
کی مصیبت برپا ہو رہی تھی۔

۳۔ شاہ احمد خان صاحبی نیز محمد کے فرزند میں حصول علم کے بعد امیر محمد مرہوم کے عہد میں قری
ملازمت برآمد رہا۔ دفتر مالہ و دفتر محتاسبہ میں مختلف خدمات انجام دتا رہا۔ ۱۹۵۵ء میں شاہ محمد
کے بن مودود ہزارائیس کے سیکرٹریٹ میں داخل ہوا۔ دناں سے تباہی ہو کر دفتر خزانہ میں بہت کھڑا
کی اور کابلی پھر دناں سے تباہی ہوئے اور مابین تصدیق تھی۔ ہزارائیس مرہوم نا صرا ملک مرہوم کے عہد

۴۔ میں صفر حج میں سائل راجت۔ سفر حج کے تمام اخراجات کا منہم اذربا عہد تھا۔ انکا دوسرا مالی خرچ
موسوم علیہا تھا۔ صرکاری اور پکٹی ملازمتوں پر ماوراء کا اعتبار نہ تھا۔

۵۔ بابو عبدالرشید خان اس خاندان کے لوگوں سے ہیں کہ جبکا دادا فراغت شاہ معاصر شاہ
میں شیراز میں خان کے حکم سے تعلق کیا تھا۔ بابو عبدالرشید خان نے آگرہ میں تعلیم پانا وہاں سے شہر
میں حیران۔ پس آیا اور دوسری ملازمت میں داخل ہوا۔ اسلئے میں حکمرانیت کا اچھا رہنما اور بات
مالی ایک خدمات انجام دیکر مستعد ہوا۔ جہاں کی نس سبقت ارسن موسوم کے عہد میں جب ریاست میں سیاسی
تویش کے انگشتات ہوا تو بابو عبدالرشید میں گرتا رہ کر قید ہوئے۔ پھر وہ عہد حیدر علی شاہ کو ان
پر بعض قیمت لگائی گئی تھی اس کو دیکر ایا گیا۔ اندھ ٹھکانے میں مشعل اور بازار کا عہدہ حاصل کیا۔ راجت
میں اسوقت مشاہدتی کونسل کے ایکشن ہو رہے تھے۔ چنانچہ بابو عبدالرشید بھی اپنے فرائض منصبی سے
سبکدوش ہو کر ایکشن میں حصہ لے گئے اور ایک بہت بڑی حاجت کی حمایت حاصل کر لی۔ مگر بعض سیاسی
وجوہات سے انہیں کہا گیا کہ وہ ہو سکا لیکن پراٹھیس سبقت ارسن موسوم نے ان کو نامزد شدہ ممبروں میں
داخل فرمایا۔ اور ان کے لئے کونسل کے ممبر بنے۔ پھر بارہ سال تک اس عہدہ پر دیا تھا۔ اسی سے خدمات انجام دیا
اس کے بعد صدر مسلم لیگ چترال کے میکر بنی ہوئے۔

۱۹۵۱ء میں دوسرا یہ سائنس سیکرٹری صاحب سبقت دیش جو توان کی جگہ دوسرا یہ پی سیکرٹری کے
فرائض تین سال تک انجام دیئے۔ اس کے بعد علاء الدین کی عہدہ داری پدا ہوئے پھر وہاں سے تبدیل
ہو کر دوبارہ دوسرا یہ کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔ پھر خوش اور سیاسی فکر و نظر کے فرمان ہیں۔

۶۔ عبدالرحمن خان کے لئے سرور الدین و ظہور الدین اور حکیم محمد خان کے لئے کامران الدین و معراج
الدین اور امیر محمد خان کے لئے مطلب الدین و درویش الدین نئی تعلیم سے آگستہ اور سائنسی و سرکاری ملازمتوں
پر انور اور بربر کار بھی مقرر ہوا۔ کامران خان نے ریونیو سٹی سے ایک اسے تک تعلیم کرتے جب چترال میں
آئے۔ تجربہ حاصل کرنے کے لئے علاء الدین میں داخل ہو کر دوسری ملازمت کا عہدہ حاصل کیا۔ پھر تنقید اور
مگر جو کہ ان کا تعلق میاں پلہ تھا اور وہ بھی سلسلہ کو آگے بڑھانا چاہتے تھے اس لئے سرکاری ملازمت کی منظوری
سے انکو برسرۂ میں لندن یونیورسٹی چلے گئے جہاں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

۷۔ عبداللہ صاحب مقیم خان اصل تھا۔ جب عمر خان وال جنڈل کے شکر کے ساتھ چترال کے
لوگوں سے دوسری میں منگاک کی سوتو مقیم خان نے بہت بڑی بہادری اور جرات کا مظاہرہ کیا۔ انہیں
آویں کو اپنی تلوار کے دھڑ سے ناک و خون میں تر پا کر ڈھیر کر دیا۔ اور خود بھی شدید زخم کھائے۔
جب شہزادہ امیر الملک ہندوستان میں بھیجا کر قلعہ کر دیئے گئے تو یہاں علی حضرت شاہ شجاع الملک

کھینچتے تھے۔ اور ملازمت میں رفتہ رفتہ مقرب ہو کر ملک کاربن گئے۔ بازارہ جتال کا منتظم تجارت بنا
اور خزانہ میں دیوان بگی کا عہدہ پایا۔ پھر ریاست کے بارڈر گارڈ میں صوبیدار سی پائی اور جنگلہ بکروٹ
میں شامل ہو کر بڑھاپے کے باوجود جو مزدی کا ثبوت دیا۔ انٹانوں پر پھر لور حملہ کر کے مجروح ہوئے
مگر اپنے ملک کی آرم قائم کر دی۔ سرکار انکر بڑی نے ان کا شہرہ جہات کے صلہ میں ان کو خالص
کا خطاب دیا۔ اور علی حضرت مرحوم نے اس خدمت کے صلہ میں ان کو ایون کا حاکم بنا دیا۔ ایون کی
جاری ہوئی اور وہ اس کے لشکر کے سربراہ بن گئے۔ ان کو خواجہ کی اور پھر وہ شہرہ جہات کے صلہ میں ان کو
ان کے گھر بھیج کر غنیمت خان کو شہزادہ کے کاشیر بنایا۔ تاکہ اس کا وقار اور عزت قائم رہے۔ مگر
جب تبین خان کا انتقال ہوا تو وہ مال گیا۔ زودہ غورج۔ پانہ اس کا بھائی کا اپنے عہدے پر قائم
رہا۔ ان کا دو سوار کا جہاد تھا۔ وہ علی حضرت کی فرائض سے معذور ہوا۔

۸۱۔ قاضی محمد جہان خان | قاضی صاحب نور کھوکھ کے قاضی زادوں سے ہیں جب پشاور سے
تفصیل معلوم ہوا کہ وہ اپنے چچا جتال میں آئے تو علی حضرت مرحوم کی

کی خدمت میں بار بار پاب ہوئے۔ چنانچہ علم و دست اور سیر پر دربارہ شہزادہ نے انہیں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا
اور قرب ملازمت میں داخل فرمایا۔ اور پانہ ایک ٹکٹ مقرر فرمایا۔ پھر قیام دربارہ شہزادہ کے لئے رہیں
مقام میں عہدہ زمین حلق کی گئی۔

۸۲۔ میں علی حضرت کے حکم سے نیلگیر ہی بنگال گئے۔ وہاں سے تہا پڑوہ امیر ملک شاہزادہ
شیر فضل خان کی بیویوں کو تاجوت میں ڈلو اکریا۔ عزام سے جتال پہنچا یا جہ بھالت تہہ وہاں
رحلت کر گئے تھے۔ پھر ٹائی شہزادہ ناصر الملک دھڑائی نس محمد مظفر الملک مرحومین کے عہد میں
پسندور اپنے مرتبہ مقام پر معزز رہے۔

۸۳۔ میں جب ہڑائی فنی سیف الرحمن مرحوم نے پشاور کے لئے اور ان کی رہی کا سر
لحق بیکر گیا اور ریاست میں اتھادی لایک کی ضرورت محسوس ہوئی تو قاضی محمد جہان خان نے سس
جماعت کے سربراہوں کی حیثیت سے چارہ ہزاری کی تہا ہر پستی کیس اور ایک جتنی کی قرار داد اور علی
خان کی تہا یہ پستی کو ان کی سیاسی قابلیت اور ذہنی شعور نے اس جماعت کے انتظام کا عہدہ مل گیا۔
اور ان کی آواز جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ ہندوؤں سے ہی عرصے میں برابر دی ہوگ ان کی ہندوانی میں
جیسوس نکال کرٹ ہراہوں پر آگئے۔ اور وہ لوگوں کے شٹ کے شٹ لگ گئے۔

قاضی صاحب شاہی خاندان کے خیر خواہوں میں ممتاز شخصیت کے مالک ہیں اور بڑھاپے کے
باوجود کسی اور سیاسی تحریک کو اٹھانے کے شہرہ جہات کی انکی تابیت جہان نگر آتی تھی مگر انہوں نے
دستِ اصل نے بہت نہ دی۔ اور ۱۹ جولائی ۱۹۹۱ء کو وفات پائی۔

۸۲۔ میرزا امیر اللہ خان آپ بھی تو ریگڑ کے قدیم نہروندہ خیل سے نسبت رکھتے ہوئے وہاں کے

علی حضرت مرحوم ادا کی ایام تخت نشینی میں فارسی دارود کی تعلیم حاصل کر کے چترال واپس آئے اور
علی حضرت مرحوم کی استاذی کاشتہ بھی حاصل کیا۔ ۱۸۹۷ء میں علی حضرت کی حضور نوہی میں وہ
بھی شامل ہوا۔ پھر وہ شیلے گئے جہاں سرکاری کاروبار پر مامور رہا۔ ۱۹۰۲ء میں کلانے شاپناروہ محمد
حسام الملک کو اپنی رضاعت میں لیا اور وہ وہاں کے رصاعی باب ہوئے۔ ۱۹۰۵ء میں چترال
واپس آئے اور سرکاری کاروبار میں ادا لیتی منتظر ہو کر ریاست کے بندوگاہ ہوئے۔ اور چترال میں رہائش
رکھ کر اوقات کھپتے زمین بھی حاصل کی۔ اور مستقل رہائش اختیار کی۔ تہی ضروریات کے لئے پشاور سے سامان
خرید کر لاتے تھے۔ اور خوش خانہ کے مال و اسباب بھی اس کی نگرانی میں رہتے تھے۔ ہندوستان و پشاور کے بڑے بڑے
اہل تجارت سے ان کے مراسم و ملاقات قائم تھے۔ ۱۹۱۰ء میں اس نے شاہی خزانہ سے رقم لے کر ایک بڑی دکان بھی
بازار میں قائم کی۔ جو زمانہ خاص کے نام سے مشہور تھی۔ ٹکڑا بھر کا دیستہ بھائے خاندان کے نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔
۱۹۱۶ء میں انتقال فرمایا۔ ایک بڑا کامیاب اندخان یا دکار رہا۔ جب وہ سن تیسز کو پہنچا۔
اسلامیہ کالج پشاور میں شاہزادوں کے ساتھ تعلیم پاتا رہا۔ تعلیم کے بعد جب واپس آیا۔ خزانہ دیاست میں دفتری
اور پر مامور رہا۔ ہرنائشیں عوامی امور میں بھی ہونے لگیں۔ اعتبار حاصل کیا تھا۔ جب فوت ہوا تو اس
کا لڑکا بھی اسی زمانہ میں ملازمت پر قائم رہا۔ مگر مسلم لیگ میں اثر و رسوخ نہ رکھنے کے وجہ سے قید و بند کی صعوبتیں
بھی بھگلیں۔ اس کے دو مہرے بھائی احمد اللہ خان نے سکول میں تعلیم حاصل کر کے انٹرنس پاس کیا اور وہ پاکستانی
ملازمت میں مامور رہے۔ عبداللہ خان مرحوم کے بڑے بڑے ان کے خاندان کو آباد رکھے ہوئے ہیں جن میں سین
لڑکے تعلیم یافتہ بھی ہیں۔

۸۳۔ شیر خان حکم شیر خان قبیلہ نہروندہ کا ایک تاج سنگھ سے متعلق ہیں۔ میرزا افضل الملک مرحوم

کے عہد میں ان کی ملازمت سے وابستہ تھا۔ صلاحیت کا رادہ قابلیت و فن کا جوہر رکھتا
تھا۔ وکالتے پڑال کی محبت میں گھبراہ و بارگشیر میں بیسی گیا۔ میرزا افضل الملک کی وفات کے بعد سردار نظام الملک
نے شیر خان کو بلش افغانستان گروٹن متعین چترال کے ساتھ مقرر کر دیا کہ وہ اور دو زبانیں بختری بات چیت
کرنا تھا۔ محاصرہ چترال کے قیدی کپتان گروٹن نے ایک سو سرکاری سپاہی اس کے ہمراہ کر کے ریشٹن بھیج دیا۔ اور اسے
ہریت کی کریشٹن مقام کے لوگوں کو مناسب تنبیہ و تدابیر کیجئے۔ کیونکہ انہوں نے محمد علی خان کی صحبت
کا دم بھرا تھا۔ اور محمد علی خان نے سرکاری سپاہیوں کو بغیر سے بھی نہ کرنا کہا تھا۔ شیر خان وہاں گیا اور حسب حکم
تعمیل کی۔ اس کے نتیجہ کے طور پر محاصرہ چترال کے بعد صحت و معیشتیں اچھا رہیں اسے تعویض کی گئی۔ اور یہاں
پابند و خوشیوں کو موقوف کیا گیا۔ اور ساتھ ہی اسے ریشٹن میں زمین بھی دے دی گئی۔

سلطنت میں جب علاقہ مستوح علیٰ حضرت کی قوی میں آیا۔ تو شیرخان کی خدمت جاگی ملک کے مقبروں میں
جوش ملی جوش۔ اور صوبہ بیدری کا عہدہ پایا۔ پھر علاقہ کو مستوح کا حاکم بنا پایا گیا۔ اور سکالٹ کا امیر خان باب
کی عہدہ بیدری پر مامور کیا گیا۔ پھر شیرخان کو صوبہ بیدری کا خطاب ملا۔

علیٰ حضرت مرحوم نے اسکی مزید عزت افزائی اس طرح کی کہ اپنی تہہ راوی کو اس کی تربیت میں دے دیا۔
جب وہ فوت ہو گئے تو اپنے شاہزادہ خلیل الملک کو رعایت و تربیت کے لئے اس کے حوالہ کیا۔ مگر
تقدیر اس طرح واقع ہوئی کہ شاہزادہ خلیل الملک بھی انتقال کر گئے۔

شیرخان کو مثل عدلیہ کا سہرہ خوا اور جب ٹاک نندہ رہا اس سہری پر مامور رہا۔ کوشل کے سہری
میں اپنے خیرات اور صلوات کی بنا پر جوگوں کی مرضیاں خوب سنتا تھا اور انصاف سے کام لیتا تھا۔

اسکالٹ کا امیر خان علیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں ایڈی کانگ میں بھی شامل تھا۔ اور والد کے انتقال
کے بعد حاکمی کا منصب حاصل کیا۔ اور فوجی ملازمت میں تقاضے کے عہدہ پر ترقی پائی۔ جو شہلا چوگان بازی
مقابلہ کی میمنوں میں اکثر غالب رہتا تھا۔ ۱۷۵۹ء میں انتقال کیا۔ اسکا بیٹا محمد برہانی خان موجودہ ہڑائی
ضلع کی ملازمت پر ملازمت سے مستعزل رہا ہے اور وہ باڈی گاڑڈ میں مقیم رہتا۔

عہد علیٰ حضرت کے بعض اہلکاروں کا بیان

۸۴۔ افسال مرزا خان سردار نظام الملک کے عہدوں میں اپنی مغرور خدمت سے استیاز
پایا۔ میر افضل الملک مرحوم کے عہد میں مغرب خواہی سے بھا۔ دراکسن اور مستوح میں افسال کا منصب

دیکھا تھا اور اپنی ملازمت کے دوران میں اس نے درسی کے سہرہ مقام میں ایک رہین میں بانی علی۔ جس کی
قیمت بھی ادا کی تھی۔ اور میر افضل الملک کے سہرہ بھی حاصل کی تھی۔ میر افضل خان کی پورس میں جب
میر افضل الملک قتل ہوئے تو مرزا خان اور حاکم عبداللہ خان رضا غل پور خون دونوں مستوح سے
گھاگت گئے۔ جہاں سردار نظام الملک رہتے تھے۔ اور ان کو پترال کی صورت حالات سے آگاہ کیا۔ چنانچہ
سردار نظام الملک گھاگت سے پترال کی طرف دوڑا ہوئے۔ اور غدر پہنچے۔ یہاں محمد علی خان کی حثیت
میں میر افضل خان کے لشکر نے مزاحمت کی اور جنگ کی۔ سردار صاحب کی حثیت میں جی کھنوت کے
سرکاری دستے بھی تھے۔ اس جنگ میں مرزا خان نے بڑی بہادری کا یہ ثبوت دیا کہ محمد علی جیسے بہادر
سردار کا مقابلہ کیا اور اس سے بندوق تک چھین لی۔ اور میر نظام الملک کی خدمت میں پیش کی۔ جب سردار
نظام الملک تخت نشین ہوئے تو اس خدمت کے صلہ میں خاص پترال میں ایک بڑی زمین اسکو ملی کی

اور یہ پست کے معبر لوگوں میں تھا۔

اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں جب جنگلات کا نیا انتظام شروع ہوا تو مرزا خان پہلا شخص تھا جو دروش میں جنگلات کا انسپکٹر ہوا۔ تھریج جہاں ہرنال کی بڑا دھڑ سے ریاست کو بڑی آہلی ہوتا تھا۔ وہاں کے انتظام کاں کنی میں مرزا خان کے خدمات سب سے جلدے حاصل کی گئیں۔ اس طرح انہوں نے متعدد اہمیت شایہ شلا شخو راو گیس بنی اقتعال کے فرائض انجام دیے۔ ہرنال کی نس محمد مظفر الملک مرحوم سے رخصت کا دعوت بھی دیکھتے تھے۔ بہتر افضل الملک اور سردار نظام الملک نے اپنے دوران حکومت میں جس کشادہ دلی سے مرزا خان کی پرورش کی۔ اور ہرنالیاں دوا رکھیں۔ خاص چترال میں صرف یہ ایک شخص تھا جو بیان ہوا۔ لیکن جب اس کے ایک رٹ کے وزیر خان نے پشاور میں انٹرنسنگ فیلیم حاصل کی تو اعلیٰ حضرت نے اس کو چترال میں بلایا۔ تاکہ اسکی خدمت حاصل کرے۔ مگر وہ نہ مانا اور چترال نہ آیا۔ چہر مرزا خان سو درد قاب شا ہی ہوا۔ افسر اسکی تمام عطیہ زمینیں ضبط ہوئیں۔ مرزا خان کا انتقال ہوا اور اس کے رٹ کے گھڑے میں رہے محمد وزیر شاہک پشاور میں مقیم ہے اور ملازمت کر کے گزرا۔ قات کرتا ہے اور تاسکو دھن دیتا ہے۔

مرزا خان مرحوم کے بغیر نصی اکیر نے چترال میں ہی انٹرنس پاس کیا۔ اور اب ابن سنٹرس خدمت کرتے ہیں۔ میر سقام کی زمین کے بدل میں جو زمین اس سے چترال میں پائی تھی اس کا آدھا حصہ اس نے پاس موجود ہے اور اسکا پرست کر ہے۔

۸۵۔ **صوبہ بیدار مرزا خان** یہ خاص چترال کا باشندہ اعلیٰ حضرت مرحوم کے ابتدائی پڑوسی کے بعد خدمت میں داخل ہوا اور پانی لانے کی مخصوص خدمت حاصل کی۔ جو اعتماد پر منحصر ہے۔ خدمت وقت متعدد ہوا۔ اور بکستی باڈی گاڑی میں جھڑائی پانی پھر ترقی کر کے صوبہ بیداری کا منصب حاصل کیا۔ اور ساتھ ہی شاہی خدمت میں تھو بلدا ہوا۔ اور شاہی توشہ خانہ بھی اس کی تحویل میں دیا گیا۔ مدد ملانے کے بعد اس سے اعتماد حاصل کیا۔

اس کے انتقال کے بعد اسکی مفروضہ ملازمت پرستور اس کے رٹ کے دورانی خان کو تفویض ہو کر ریاستی باڈی گاڑی میں عہدہ مجددی سے نوازا گیا۔ سکر مجاہدین کشمیر کے ساتھ دلاخ بھی گیا۔ یہ ستر تر شاہ خانہ کا نمائندہ ہے اور تقسیم سے بھی پرہ مند ہے۔

۸۶۔ **عبدالرحیم خان** خاص چترال کا باشندہ ملازمت بنٹا۔ مشہور عالم و فقیر کے زمانہ میں اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں اس نے یہ خدمت حاصل کی کہ نواب و پیر خواتین جنرل وغیرہ کے پاس نامہ پیغام کا قاعدہ بنا۔ طالب علمی کے پیام میں زبان کبھی تھی۔ اسکی بہ خدمات منظور ہوئے وہ چترال میں انسپکٹر جنگلات کا عہدہ حاصل کیا۔ ہرنال کی نس سردار الملک مرحوم کے عہد میں ریاست پور مشنٹ

کا مرتبہ حاصل کر کے مزید اعتبار پایا۔ رفتہ رفتہ علاقہ اسدھ کا حاکم ہوا۔ لائق شخص تھا۔

۸۷۔ لغت مفتاح الدین یہ بھی علاقے موصوف کے فرزند ہیں۔ پشاور میں دروہ تعلیم حاصل کر کے جب

کھٹنگا میں خزانہ کے کاروبار میں مستقر ہوئے۔ اہل خزانہ کی نس محمد مظفر اللہ کے عہد میں صوبیدار خزانہ کا عہدہ پایا۔ پھر رفتہ رفتہ اپنی ملازمت میں ترقی کر کے لغت مفتاح کا درجہ حاصل کیا۔ اہل علاقہ اسدھ کا حاکم بنوا اور مقامی مراعات سے ان میں بھی پالی۔ شیرازہ میں رہا۔ خزانہ کی تفتیشی کے تین سال بعد ملازمت کی درجہ سے کاروبار ریاست میں سارا سب نگران سے تعذر رہے۔ اذرونی امور کے ذمہ دار عہدہ منصبی مقرر ہوئے۔ جنس مفتاح لدین جو شال خان۔ سب کی شورش کے دوران عوام نے ان کے خلاف جذبات دیکھے۔ اس کا انہی پر بھی کیا۔ اہل سرکاری حکم سے کہ وہ اس کے لئے ملازمتوں سے بھی معذور رہے۔ مگر خزانہ میں مرحوم کی وفات تک مفتاح لدین اپنی ملازمتوں پر ہی مسترد ہو کر رہے۔

مفتاح الدین بحیثیت حاکم اسدھ و لاہور کی نئی تعمیر میں مشغول رہا۔ اور اس کی نگرانی میں یہ کام انجام کو پہنچا۔ ۱۹۵۴ء کی نئی تنظیم کے بعد مفتاح لدین تحصیلدار منتخب ہوا۔ جہاں تک اپنی ملازمت پر تعلق ہے۔ لائق شخص نہیں۔ سیاسی خدمات کے ایک ہی۔ چنانچہ ایڈیٹر زمانہ سید علی احمد خان ہونے دو۔ خزانہ کے اثرات میں دھوکے سے لکھنے ہوئے کہ لغت مفتاح لدین خزانہ میں بڑے سرمایہ دار اور قومی ترمیم میں حصہ لینے والے شخص ہیں۔ انہوں نے اپنی خدمات کے طفیل عوام کی خدمت بھی کی اہل قیاضی سے بھی کام لیا۔ لہذا وہ عوام میں بھی محبوب ہیں۔ ان کے دو لڑکے تعمیرات میں بڑا لڑکا سراج لدین تھا۔ تیار ہے اہل دوسرا شہاب الدین سیرنگوٹ پکڑے۔

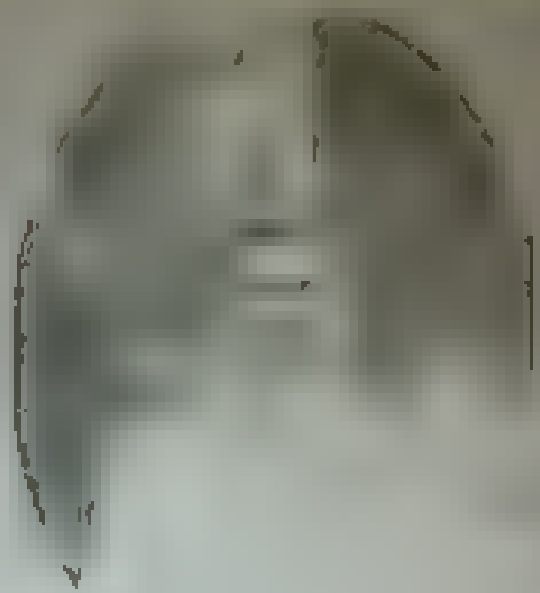
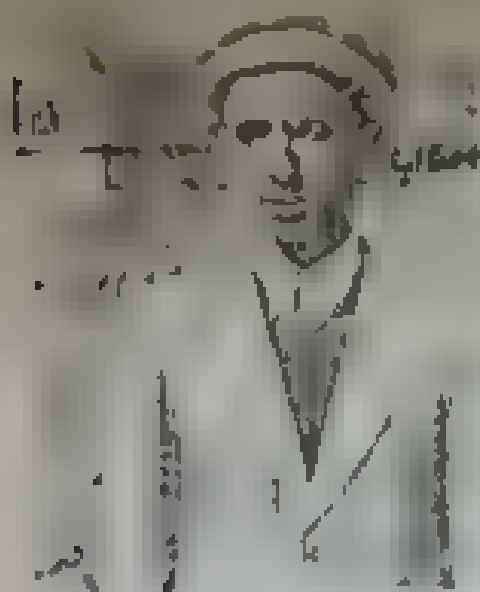
۸۸۔ صوبیدار فضل اعظم لدین اس اسدھ ایون سرحدی قوم سے سمیت لکھنے ہیں صحیفہ ترمیم کے عہد میں اپنی ملازمت میں بے زری پالی اور علاقہ دروہش کا جہاں خسر ہوا۔ پھر

پس و دام میں ایس کی محکم میں الی اور سرکاری رشتہ کی سپروی کا کام بھی سنبھال لیا اور اعتبار پایا۔

ان سے جب ایون واپس آیا۔ چار دیواری اور صوبیداری کے مشترکہ عہدوں کے ساتھ رہائی کو عام اور شاہی

زمینوں کی امتیازی بھی اس کی تحویل میں دی گئی۔ لائق شخص تھا۔

ان کے انتقال کے بعد اسکا لڑکا عبید اللہ بنام بپ کے عہدوں کا مالک ہوا۔ اس سے قبل وہ رہائی و غزوں میں جی کا تہ رہا تھا۔ اور محکمہ چیس کا اہلکار بھی تھا۔ ان کے انتقال کے بعد اس کا بھائی عبید اللہ اعظم ایون میں صوبیداری اور چار دیواری کے عہدوں سے کامیاب رہا۔ نئی تنظیم کے بعد کھٹنگا ہوا۔ ۱۹۵۷ء میں دروہش میں جی کا تہ رہا۔ انکا بڑا لڑکا سعید اعظم تھا۔ پوہ میں جو کوہ لڑکا مشرب ہے اور تھا تیار ہے۔



اس قوم پرندہ کے اور فرورجی علاقہ مدد کش میں بہتر لوگ مانے جاتے ہیں۔ لادھی مقام میں مقصود۔ لہذا اس کا
 راجہ پانڈا شاہ ۱۸۵۱ء ان ملک کے جہ میں شیر موشی کے واسطے سے معتبر تھے۔ چنانچہ راجہ کا راجہ کا ماسا قوم پرستی
 واڈی گاؤں میں عہدار ہیں۔ اور حادثہ اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں شہزادہ امیر لدین خان کا نسبتی باب قراد
 پایا۔ اور شاہزادہ کو اپنے گھر لے گیا۔ تاکہ اسکی تربیت کرے اور شاہ بڑا قابل نظام آدمی ایک شخص تھا اور اس کا
 وارثہ انتانی بعد از عہد حضرت مرحوم کے عہد میں واڈی گاؤں میں عہدار تھا۔ اور کٹیٹی کا بھروسہ۔ معتبر شخص تھا۔

خدا م رسول چارواکی اور غوث بھی اس قوم سے تھا۔ جس کے لڑکے غفلت شاہ نے جنگ برکوٹ میں اپنی پادشاهی
 سے بلی بٹنگورن پر دشمنوں کے ساتھ لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

۸۹۔ دیوان سگی زمرستان

یہ خاص سبب ملا کہ تو ریکھو کے ماتند کے اور شاہیہ قوم سے نسبت رکھتے
 ہیں اس کے آباد و جہاد میں اندوگ بھی معتبر تھے۔ چنانچہ دستور خان
 شاہ ان ملک مرحوم کے عہد میں معتبر شخص تھا۔ اور شیر موشی کے واسطے سے زمین بھریائی۔ اور بیاہل کا جہاد بھی
 حاصل کیا۔ اور اس کے لڑکے شاپتون۔ و جہال لہذا ملا بھی شاہی ملازمتوں سے معتبر تھے۔ مدد مست خان بھی اس
 قوم کا فرد ہے۔ جب اعلیٰ حضرت مرحوم کی ملازمت میں داخل ہوا تو واڈی گاؤں میں عہداری پائی اور خصوصی طور
 خانہ کی غور و نگاہی اس کے سپرد ہوئی۔ علیہ حضرت مرحوم نے اسکو اپنے نوامہ پیر شاہ فہرہ و شریف کا ترجمہ
 بھی بغرض تربیت حوالہ فرمایا۔ تاکہ اس کا علم بڑھ جائے بتدریج ہندوستانی فنس لہذا نظر الملک مرحوم کے عہد
 میں مدد مست خان کا بڑا رجحان ہوا۔ خزانہ سگی بھولی میں دیا گیا۔ دیوان سگی کا خطاب حاصل کیا اور سگی
 واڈی گاؤں میں مفت ہوا۔ ساتھ ہی درلہ نہ گی کے لئے خاص شاہی زمین کا ایک بڑا حصہ مع مکانات و
 فردوسی و طاوت بھی سے عہد ہوئے۔ مدد مست خان ہندوستانی فنس مرحوم کے خاص مغربین میں محبوب تھا۔ نا غور
 میں نگہ بڑگوں کو تعلیم دی، اور وہ تعلیم سے بہرہ باب ہو کر مائی سکول جنرل میں ماسٹر ہیں۔ مہرناغ خان۔
 محمد دولہ خان و دونوں باپ ہیں۔

۹۰۔ حویدار سفید خان

یہ خاص اندر علاقہ خذوہ کے ماتند کے اور شیر قوم سے نسبت رکھتے ہیں۔ دیوان
 اور تربیت سے مشہور ہے اعلیٰ حضرت مرحوم کو وہ بڑا پلا یا تھا۔ ورنہ کی نسبت
 نشنی کے بعد حرسہ کے شاہی میں خدمات پر معزوف رہا۔ اور اوہری میں خیال کے لسنعل وائیس ریکی سفید خان
 کا جہاد نشنی شاہی دربار میں ہون سس تیز حاصل کر کے بعد شاہزادوں کے ساتھ پیشاوارہ رہے وہاں ہیں
 ہر جن قبلہ جیسا کیا کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد جب واپس آئے تو ڈرائیوری کی تعلیم کے لئے لاہور میں بیگیا وائی کے
 ڈرائیوری پکس نر کے اعلیٰ حضرت مرحوم کا ڈرائیور ہوا اور ڈرائیوری عہداری کا خطاب حاصل کیا۔ ہندوستانی
 سائٹ الرٹیل۔ حرم کے عہد میں کہ مرزا غنیاہ حاصل کیا۔ اور اسکی صورت داری کمپنی کے ساتھ مستقل ہوئی۔ اور
 موٹر سروس کا پیمانہ بھی ہوا تھا تعلیم کے بعد سفید خان کا تصدیق داری کے لئے انتخاب ہوا۔ اور تحصیلدار بنا

تصدیق دہی سے بتدیج ترقی کر کے ۱۹۶۱ء سے ریاست چترال کے ذریعہ تجارت میں۔ سیامی سوچہ لوبچہ کے شخص ہیں۔ اود عوام سے بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ انکی تصویر شامل ہے۔

۹۱۔ **ساجی شمس پناہ** | نیرائی شمس مرزا صر الملک مرحوم کے جہد میں اس نے اپنی دیرینہ خدمات کی وجہ سے اعتبار پایا۔ اود نیرائی شمس نے اس کو قد شہ خانہ کی خریداری تصویر بھی فرمائی۔ ریاست دہی اس کو اپنے خراج میں سفر حج کے پر مہر میں شامل فرمایا۔ نیرائی شمس انکی خدمات سے خوش تھے۔ لہذا اسکی گزشتہ حالت کے لئے نو باد زمین حرم میں عطا کر کے اپنے ذاتی مصروفیت کی رقم سے اود زمین خرید لی اور بخش دی۔ سکادوش میں شمس پناہ حوالہ دیا۔ مہر تھا۔ جنگ بکوٹ میں اپنی کچھ خدمات سے بڑا نوکی انیسویں سے سرفروشنواری بھی حاصل کی۔ جب اندھڑ سے ملازمت غم کی اعلیٰ حضرت مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اعلیٰ حضرت نے جو بیاضت کے طلبکار تھے اسکو اپنے شہزادہ کے پاس بٹا دیا۔ اود شہزادہ دلا کی خدمت میں شمس پناہ حاضر ہوا۔

شمس پناہ مغلک قوم سے مشہور تھا۔ اود اسکے اجداد بہتران خورشید خضر تھا۔ گرامان کے جہد میں ان کی خدمات جو خدمات انجام دیں اور مقبرہ ہوئے۔ یہ لوگ مغل قوم سے اپنا تسمیہ بتاتے ہیں۔ چونکہ ہندویش میں مثل قوم کی بلیا خیر چنانسہ کے ملک پہنچی تھی اس لئے ممکن ہے کہ ان کے افراد یہاں میں گئے ہوں اور سکوت اختیار کر گئے۔

عہد موجودہ میں شمس پناہ کا بھتیجا حاصل پناہ نئی تعلیم سے بہرہ یاب ہو کر ریاستی ملازمت میں داخل ہے۔ اود پٹ کلک ہے۔ اسکی ملازمت آئیک سٹی پٹش ہے۔ اسکی تصویر شامل ہے۔

۹۲۔ **میر ولیخان باشندہ درویش** | نیرائی شمس مرزا صر الملک مرحوم کے پردیش یافتہ اود انکے ایام طفیلی کے دیرینہ خادموں سے تھا۔ انکی خدمت نشینی کے جو تجربات بازار درویش میں اپنا رہا۔ اود محمولہ کا مسلم رہا۔ بعد تھو عرصہ شیشی کورہ میں میصل پایہ ہوا۔ ہر یا مینس کا معتقد تھا۔

اسکا باب حاکم درویش کی نیابت میں انتقال کا عہدہ رکھتا تھا اس کا بڑا بھائی پردم خان نوب دیر کے پاس اپنی شجاعت کی وجہ سے بڑا نامور تھا۔ اود صوبہ بڑا دل کا خطاب پایا تھا۔ جب جبرال میں واپس آیا تو اعلیٰ حضرت مرحوم کے دربار میں بھی مقیم رہا۔ اود انتقال کے کاموں سے متعلق رکھتا تھا۔ میر ولی خان کا لڑکا ولی احمد خان نائی سکول درویش میں پڑھتا ہے۔

ہمایوں کے معزز و مہاجر حضرات جو حیرال میں منوطن ہوئے

اور بعض وہ حضرات جنہوں نے حیرال سے باہر ریاست کینڈیا کی بنیادیں دیں،

۹۱۔ اعظم خواجہ قمر الدین [مرحوم کے ایام حکومت میں حیرال میں وارد ہوئے۔ خدا یار خان بادشاہ قندھار کے ساتھ ایک مرتبہ رانا تھا۔ پھر اوہدہ مکر خان قندھار کی وفات میں پیشہ پادشاہ ہوا۔ وہاں سے حیرال آئے۔ قندھار میں رہا۔ بہت برس کا وضع ہوا۔ ان ملک مرحوم کی عزت میں سیر کیا۔ ان کے لئے جس مال تک وہ عزت مرشدیہ ملک مرحوم کے اہل حیرال سے شہادت ملک ان کی خدمت میں مادم ملک طرقت میں رہے۔ سفار و خدمت کے ساتھ رہے۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں سے تھے۔ پھر حیرال میں رہے۔ جب قندھار سے واپس آئے۔ ادب کی نذر نہ گشت شخص تھا۔ اس وقت کے حضور میں احترام کرتا تھا۔ وہاں رہا تھا۔ ان کے نام اسباب بھی اعلیٰ حضرت مرحوم کے اہل سفر و آمد میں شہادت کی رحمت میں خواجہ خان صاحب ہیں تھے۔ اسی کے بعد تمام سحر میں بندہ رشتہ قندھار ملک باج صاحب مرحوم اعلیٰ حضرت کی عزت میں رہا۔ وہ اعلیٰ حضرت کے درون ملازموں میں سے ایک تھے۔ سہ ماہ قندھار تھے۔ کبھی کسی کے خلاف نہ ہوئی تھی۔ قندھار سے پڑھائی کی۔ اعلیٰ حضرت مرحوم نے انہیں شہادت و راج ملکہ میں اسے پائش و دہرہ ملکہ کے لئے زمین دی تھی۔ اور وہیں قمر بنایا تھا۔ مگر جو دس آدمی تھے۔ اگرچہ اعلیٰ حضرت قمر اور لادہ بھائی۔

۹۲۔ شہادت اقلیٰ باریکی [ان کے بعد میں حیرال میں آیا۔ اندھا باری خان کے شیر پادشاہی کے تحت

کندھار میں تھے۔ اعلیٰ حضرت مرحوم نے بارگاہ کان میں رہائش کئے تھے۔ ان کے لئے اندھا باری کے لئے زمین اور زمین خریدا۔ سفار و خدمت میں رہے۔ ہمیشہ حاضر تھے۔ مجلس آرا اور خوش طبع تھے۔ شعر و سخن میں شایا بہت خوش ہوسیدہ صاحب ساد تھا۔ رہائش تھا اندھار میں رہتا تھا۔ اچھے گھوڑوں کا طوبہ کرتا تھا۔ قندھار میں شہادت تھا۔ حیرال میں عیال لادہ کی۔ تیس برس کی پان منوطن تھا۔ شہادت میں وفات پائی اور تار و بار باہر حیرال سے تار میں دفن کیا گیا۔

۹۵۔ سید عبدالرزاق پاشا نے لکھا ہے کہ میرے نزدیک لفظ پاشا کا بدلہ "باچا" پشترہ

مبادیاق باچا۔ غلام حیدر باچا سا کی کثیر علائقہ در کے فرزند اور حضرت سید علی ترمذی قدسی عرف پیر بابا علیہ الرحمۃ و غایت سلطنت مدفن باچا کلی شیر کی نسل سے ہیں۔

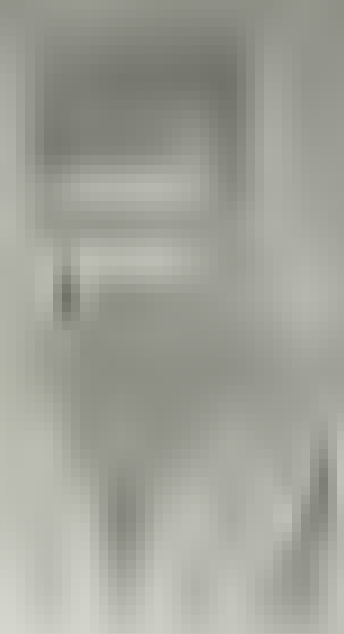
شاہ آمان الملک مرحوم کے حیدر سے غلام حیدر باچا کے شاہی خاندان چترالی سے مراسم و علاقہ رکھتے تھے چنانچہ شاہ آمان الملک کی صاحبزادی جو شہزادہ دلا رام خان کی سگی بہن تھیں سید عبدالرزاق باچا کے عقد تہنیک میں آئیں۔ سید عبدالرزاق باچا بہت عمدہ تک نواب پاشا خان والی دیر کے پاس اپنے پیارے صفت کی بیٹی پر بڑے عزت و احترام سے رہے پھر حج بیت اللہ شریف پر چلے گئے۔ اور شرفیاب ہو کر واپس آئے۔ تو مع بل و عیال چترال چلے آئے اسی شخصیت مرحوم کے پاس ہی چترال میں سکونت پذیر ہو گئے۔

عزیز آبادت تو سید صاحب کو حاصل نہ ہوئی۔ وہ اس وقت ریاست میں بھی مقام احترام کے مستحق تھے۔ علی حضرت مرحوم کی مردم شناسی نے انہیں دیکھیں حکومت میں شامل کر دیا۔ اور پھر کئی عہدوں پر مقرر ہوئے۔ یہ شخصیت مرحوم نے سید صاحب کے فرزند شاہزادہ جہانگیر حسین کو پکا دامادی کا اعزاز عطا کیا اور پھر سرداروں کی مدد سے وہی کو اپنے فرزند شاہزادہ محمد حسام الملک کے عقد ازدواج میں منسلک فرمایا۔ اور باچا مرحوم رشتہ داری کی تہذیب میں روحاں ہوئے۔

باچا صاحب سب سے پہلے و قریب میں میرپور میں میرپور کے ایک کان میں شامل ہوئے۔ یہ پستی گاڑی گاڑی میں آری صوبہ کا جہاز حاصل کیا۔ پھر درویش بن گئے اور گورنر ہاؤس میں شامل ہوئے۔ گورنری کے فرائض کے علاوہ سرکاری افواج کی سب سے زیادہ ریاستی گورنری کا۔ خزانہ بھی کی تھیں و نقد فیض میں رہا۔

جب وہ درویش میں گورنری کے فرائض بجا دے رہے تھے تو درویش کے قبضہ انی اور میں بڑے کام سرانجام دیئے۔ موجودہ قلعہ شاہی درویش اور قلعہ قریب اور پستی ایکاد میں کے وفات اور گورنر خانہ پر سب ان کے انجام و انتظام سے انجام کر گئے۔ ۱۹۲۱ء میں میوٹر کار و علی حضرت مرحوم کی سواری کے لئے وہی چترال میں لائے۔ پھر سید سادی کا خزانہ اور آؤ پینڈی سے خدیگر چترال میں لائے اور مستری بھی ساتھ لائے۔ خزانہ سے کچھ کام بھی لایا۔ میوٹر کے ساتھ ڈرائیو بھی بدستان سے لائے۔ جسکی تعلیم سے یہاں کے لوگوں نے میوٹر چلانے کا کام سیکھا۔ مستری ڈرائیو سیر الدین کی خدمات کی یاد ایک چترالی میں باقی ہے۔

۱۹۲۸ء میں برطانوی حکومت نے باچا صاحب کو خلیفہ کا خطاب دیکر ان کی مزید عزت و انزال کی ۱۹۲۵ء میں باچا صاحب نے وفات پائی۔ علی حضرت مرحوم نے انکی یاد و خدمات کا احترام لکھا۔ جسکی بابت مسجد تہذیب شاہی بدستان میں انہیں دفن کر دیا۔



باہماما عہد مرحوم کے تیس لڑکے مودت میں جنہیں سید فرخندہ شاہ و سید چراغ حسین علی حضرت مرحوم کے عہد میں مودت تھے۔ بعد میں سید چراغ حسین نے صوبیداری کا منصب بھی حاصل کیا۔

باہماما صاحب۔ مرحوم کا بیٹا فرزند جوان باہماما جب جوان ہوا تو حیرال منکاؤش میں صوبیدار ہوا پھر ترقی کر کے صوبیدار مقرر کیا گیا۔ وہ دوران ملازمت میں اپنی ذاتی لیاقت سے افسران فوج میں غرضیت سے یاد ہونے لگے۔ ملازمت ختم کی تو پولیس فوج میں داخل ہوا اور اے ایس پی کا عہدہ حاصل کیا۔ چراغ حسین باہماما سرکاری ٹھیکوں سے کامدار چلا تے کے کام میں بھی مصروف رہتے ہیں اور عوام میں مقبول ہیں۔

۹۶۔ خان عبدالقادر خان آسمار۔ تاریخ حیرال میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ نشان نقل کرتا ہوں کہونکہ اس میں عہد خان پنج نہیں لکھا گیا ہے کہ خان عبدالقادر خان سابق والی آسمار حضرت علی خان کے فرزند نہیں۔ سید عبدالرحمن خان بادشاہ کا بیٹے آگے بڑھ کر حرب آسمار پر قبضہ کر لیا۔ تو خان آسمار کے لڑکے اور انکا ایک چچا دہاں سے فرار ہو گئے۔ اور حیرال میں آکر شاہ گزین ہو گئے۔ اور تعلق بھی تھا کیونکہ علی حضرت سر شجاع الملک کی والدہ حضرت علی خان والی آسمار کی ہمیشہ تھیں۔

یہ خاندان ابہر ہم شمل دم سے نسبت رکھتا ہے جسکا مورث اعلیٰ ابراہیم تھا۔ حرب خان منل سڑا کی دھات کے بعد قوم کے اتھنی سے وہ باجوڑ کا سکندر، تسلیم کیا گیا۔ وہ ابان آسمار کا نسب یہ ہے۔

عبدالقادر خان بن حضرت علی خان بن عبداللہ خان بن مرد خان بن مودہ خان بہاں سے آگے سلمہ علیہم نہ ہو سکا۔ مودہ خان تمام باجوڑ کا واحد حکمران تھا۔ اس کے بعد اس کے لڑکے منصور خان نے ناؤگ میں۔ اور اندر خان نے باجوڑ میں اندر خان کے تخت میں اور مرد خان کے لڑکے عبداللہ خان نے دھار میں علیحدہ علیحدہ حکومتیں قائم کیں۔ اور اس خاندان کی بنیاد وہاں ڈالی۔

یہ خاندان قدم سے عالی نسب ہے اور اس کی بزرگی و احترام تمام افغان قبائل میں مسلم ہے۔ خان حضرت علی خان کے لڑکے غلام اللہ خان و نائب غلام خان اور انکا ایک چچا لاہور خان جب حیرال آئے تو علی حضرت مرحوم نے قرابت و دوستی کی خاطر انکا بڑا اعزاز کیا۔ وہ یہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ معاش کے لئے انہیں وکیل کتب دایا جی سے فوائد آگیا۔ غلام اللہ خان و نائب غلام خان کے نکاح میں شاہ امان الملک مرحوم کی صاحبزادیاں ہی منسلک نہیں اور انکی بیویاں مزید تقریب تھا۔ غلام سرد خان بن نائب غلام خان علی حضرت مرحوم کے ہمیشہ زادہ ہیں۔ غلام سرد خان سالانہ کی جنگ بد کوٹ میں شامل تھا۔ دشمن کے سنگر پر حملہ کر کے انہیں برا کھنڈہ کیا اور خود بھی مجروح ہوا۔

بہاں سے آگے خان عبدالقادر خان کے فرزند خان عبداللہ خان نے عمر میرزا باہماما کے میرے والد اللہ

اور ان کے دوسرے بھائی امیر عبدالرحمن خان دانی کابل کے آسمان پر محمد کی وجہ سے جبرائیل نہیں گئے بلکہ حقیقت
کچھ اور ہے چنانچہ حسب ذیل بیان غور فرمایا جس کی نقل و فضاہت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ یہ ان کا
اپنا بیان ہے۔

خان حضرت علی خان آسمان کی وفات بیان کے بڑے بڑے شاہ طلباس خان آسمان کی گوی پر بھیجے لیکن
کچھ عرصہ کے بعد وہ اپنے ایک نوکر الپ شیخ کے باغیوں بشید ہوئے۔ عبدالغفار خان اس وقت چھ سات
برس کے تھے۔ اور ان کے والد بڑے بھائی غلام اللہ خان و نائب غلام خان بھی موجود تھے۔ لیکن شاہ
طلباس خان نے مرے وقت وصیت کی۔ کہ ان کے بعد خان عبدالغفار خان آسمان کی حکومت سنبھالیں گے
فرزیر برائے عبدالغفار و خان والدہ کی طرف سے بھی عالی نسب تھے۔ اس لئے تمام قبائلی نے اپنی دیانت کے
مطابق ان کی حمایت کی تھی۔ چنانچہ وہ آسمان کے حکمران بنے۔ نائب غلام خان نے یہ گوارا نہ کیا۔ اور وہ آسمان
سے بھاگ کر خان قمر خان والی حیدر کو کپڑے پہنا۔ اور اس کی زبردستی آسمان کی طرف منہ دل کرائی۔ چونکہ خان
اس وقت وسیع مملکت کا ایک تھا۔ اور غرضم نام کا بھی بڑا کامیاب سپاہی تھا۔ اور اپنی مملکت کی توسیع کے لئے چرائیں
تک بھی آ رہا تھا۔ نائب غلام خان نے اسے آسمان سے بھاگنے کے بعد جس آسمان کی ایک مشہور مصلیٰ کی قوب
اور بہت سامان و اسباب حوالہ کرنے کا لا پٹ دیا۔ اور اس طرح خان آسمان پر تکرار ہو گیا۔ فرزیر
رائی کے بعد خان آسمان نے آسمان پر قبضہ کر کے نائب غلام خان کے سپرد کر دیا۔ اور خان عبدالغفار خان اپنی
والدہ ماجدہ۔ نام شولیش و اقارب اور باقی ماندہ قوجی و سنے کے ساتھ کابل کی طرف فرار ہو گیا۔ امیر عبدالرحمن
خان و ان کی کابل کو حب اسکا علم ہوا تو اس نے عبدالغفار خان کو اس ساتھ بہری دربار میں نہادی۔ اور راستہ
پر ہمارے غلام حیدر خان پیرشی کو آسمان پر حیدر خان کی کاکو اسے دیا۔ جس نے سمجھتے ہی آسمان فتح کر لیا۔ اور خان
عبدالغفار خان کے ایک ماموں کو ان کی طرف سے آسمان کا ٹیٹ مقرر کر کے خود واپس چلا گیا۔

امیر عبدالرحمن خان نے خود وصال خان کو حکومت کے کا دوبارہ کی توبہ دینے کی غرض سے اپنے ساتھ
شاہی دربار ہی میں دکھا اور یہ دورہ کیا کہ جب خان عبدالغفار خان حکومت کا کام ختم و سنبھالنے کے قابل ہو جائیں
گے تو انہیں آسمان پر بھیجا جائیگا۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد امیر عبدالرحمن کو اشتہار ہوا۔ اور ان کی کابل پر امیر
جب عبدالغفار خان تخت نشین ہوئے۔ جس نے اپنے والد مرحوم کے وعدے پر عمل کرنے جوئے خان
عبدالغفار خان کو عدال آباد بلایا تاکہ وہاں سے آسمان پر بھیج دیں۔ لیکن وہ بھی اسکا سبب ہوئے جب
امیر عبدالغفار خان تخت نشین ہوا۔ تو افغانستان میں ہل چل پھری۔ لہذا خان عبدالغفار خان نے ہلچل
باجھڑ ملا دیا۔ جب امیر عبدالغفار خان سر شجاع الملک والی جبرائیل کو ان کی آجڑ کا علم خواہ اسے جبرائیل یا اور
ہر کسی کے دوسرے جہائی بھی جبرائیل چلے آئے۔ اور جہاں مستقل رہائش اختیار کر کے ساس کے لئے زمین
اور دولت لے آئے۔

خان عبدالغفار خان جب درویش رہنے کو جنگ برکٹ جاری تھی۔ علیحدت نے ان کو ڈالی میں
 ڈالی ہوئے کھلے افغانستان کے خلاف برکٹ بھی لیکن ڈالی جلد بند ہوئی اور وہ واپس آ گئے۔
 خان عبدالغفار خان نے درویشی میں رہائش رکھتے ہوئے اعزازانہ سے زندہ گی لبر کی چترال کے
 عزیزین میں انکا نام بلند ہے۔ ہزارہین محمد مظفر الملک مرحوم نے بہتران چترال اور خواتین اسکا رکے
 مابین پرانے تعلقات استوار کرنے کیلئے ان کی صاحبزادی کی شادی اپنے بڑے بیٹے عبدالغفار خان بڑا
 سبب الرحمن سے کرائی۔ والد مرحوم کی وفات کے بعد جب سعید الرحمن تخت نیشن ہوئے تخت نشین
 کے بعد خان عبدالغفار خان کو مزید اعزاز بخشا اور گرانڈ راجہ کی لقب سے سرفراز کیا۔ ۱۹۵۵ء میں
 جب ریاست چترال میں ہیں مشاغل کو نسل قائم ہوئی تو ہزارہین نے خان مرحوم کو اپنی رحمت سے
 کونسل کا ممبر مقرر کیا۔ تاکہ چترال میں افغان قوم کی نمائندگی کریں کہ انکا خاندان نام افغان قبائل
 میں احترام و عزت سے یاد کیا جاتا ہے اسی طرح عزت سے زندگی گزارتے ہوئے خان مرحوم ۲ اپریل ۱۹۹۱ء
 میں انتقال فرمایا۔ اور درویشی میں مدفون ہوئے۔ ان کے تین صاحبزادے ہیں۔ بدایت
 خان جو سب سے بڑے ہیں سکول میں تعلیم کے بعد خان کی امور میں مصروف ہیں۔ دوسرے محمد اللہ خان خان
 جو سرکاری سروس کے جی۔ اے آرڈر اہل۔ اے بی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد چترال ہی میں افسر ترقیات
 مقرر ہوئے۔ اور بڑے لائق افسر خیال کیے جاتے ہیں۔ تیسرے محمد اللہ خان اسلامیہ کالج پشاور سے
 ایم۔ اے کی پاس کرنے کے بعد حال تعلیم میں مشغول ہیں۔ چارویں بی بی محمدہ خان صاحبہ مرحوم
 بھی تعلیم سے بہرہ یاب تھیں۔ اور تاحری میں شریعتی کتب تھیں۔ اور مصروف کی کتابوں سے گہری دلچسپی
 رکھتے تھے طبیعت میں تواضع اور انکسار کا صفی و درویش صفت تھے۔

۴۷۔ خان غلام قادر خان جندول خان مرحوم سابق، لی جندول خان کے فرزند ہیں انکے دادا
 ہیں۔ خان مرحوم نے سردار نظام الملک کے قتل کے بعد ہشمار سکر یکہ چترال پر پریس کی قیادت
 بڑی جنگ برپا ہوئی۔ مگر ناکام رہے اور قابل جیل گئے اور وہاں ہی انکا انتقال ہوا۔ خان مرحوم
 عظیم شخصیت تھے، ایک تھے۔ ایک انگریز مورخ مشہور چترال کے تعلق اپنے تاثرات میں لکھتا ہے
 کہ عمر خان ایک باجوڑی چٹان تھا اور چٹانوں میں وہ ایک حقیقی تاریخ، با حیثیت اور اعلیٰ شخصیت
 کا نمائندہ تھا۔ وہ بالکل سبب حیات کے آئے بڑے اور مشہور چٹان سردار تھے۔ یہ ایک حقیقت
 اور قابل تعریف کا مقام ہے کہ اس نے اپنی طاقت حاصل کرنے کے باوجود بہت کم قتل کئے اور اہل
 اس کو خون خرابے سے نفرت تھی۔ بعد میں ۱۹۵۸ء کی جنگ چترال و درویشی افسران میر اور
 اڈو کے ساتھ جو اس کے ساتھ آئے تھے بہت اچھا سلوک کیا۔ گیارہ سال بعد جب میں اپس چترال آیا،

تو عمر خان مرچکا تھا مگر اس کا نام حیرال کے لوگوں کی زبان پر تھا۔

خان غلام قادر خان اعلیٰ حضرت مرحوم کے پیشرو زادے ہیں۔ والد کی وفات کے بعد اپنی والدہ ماجدہ کی وصیت سنہ ۱۹۱۸ء میں حیرال آئے اور پھر اعلیٰ حضرت مرحوم کے پاس رہ کر پرورش پائی۔ جب اعلیٰ حضرت کی والدہ مکرمہ وفات پا گئیں تو انہوں نے اپنی مقبوضہ زمین کو جو شانگ بازار میں تھی اپنی اس صاحبزادی کو بخش دی۔ غلام قادر خان اپنی والدہ کی وصیت میں اسی جگہ پر سکونت پذیر ہو گئے۔ اور اعلیٰ حضرت مرحوم سے اس زمین کے علاوہ بھی گرانقدر وظائف پاتے رہے۔ اور عزیز و مکرم رہے۔

سنہ ۱۹۵۸ء میں جب شاسٹی کوئل کی بارہویں تجدید ہوئی تو خان مرصوف افغان طبقہ کی نمائندگی پر پورے ہو کر کوئل کے ممبروں میں شامل ہوئے وہ عام طور پر حیرال کے لوگوں میں بھی احترام سے دیکھے جاتے تھے شاہی خاندان میں تو معزز ہی ہیں۔ ان کا ایک بڑا کا عبدالمطیف خان تعلیم یافتہ ہے اور پوٹیس نوٹس میں تقابلاً رہے۔

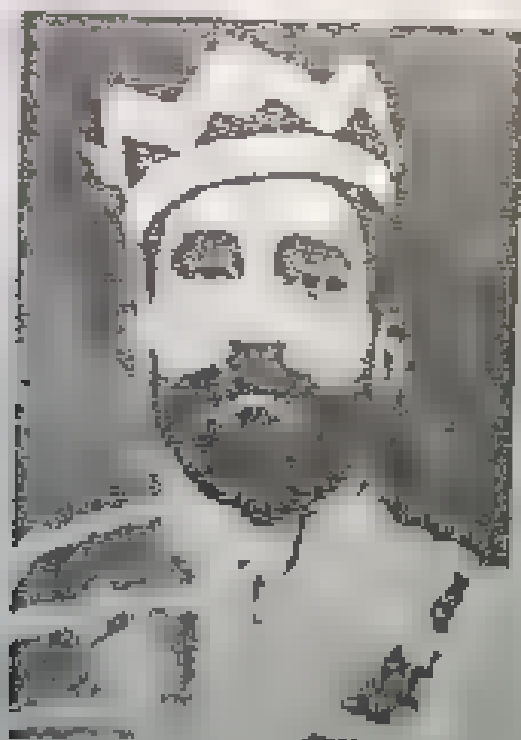
۹۸۔ متعلک امان خوشوقتیں | یہ ملک امان ثانی کے فرزند ہیں اور باپ کے اشارے سے ہتر میلان کا بندہ کی گول سے کام تمام کر دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں یہ اپنے عیال سمیت حیرال چلے گئے۔ انکی عیال سردار نظام الملک مرحوم کی حقیقی بہن تھی۔ اعلیٰ حضرت نے ذریعہ معاش کے لئے وظائف مقرر کئے۔ اور انہوں نے حیرال میں مستقل سکونت اختیار لی۔ جب سردار نظام الملک کی والدہ نے اپنے ذاتی گھر ختم آباد میں وفات پائی تو انہوں نے اپنی مقبوضہ زمین اسی صاحبزادی کو بخش دی تھی۔ وہ دسیر قبائلیں ہو گئیں۔ بعد میں امان مع عیال دالھال منوم آباد میں سکونت پذیر ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔ بڑا معزز شخص تھا۔ فن طبابت میں مہارت رکھتا تھا۔ اور لوگوں کا علاج بھی کرتا تھا۔ اور بڑی پھر دمی سے پیش آتا تھا۔ اسکی وفات کے بعد اسکے رط کے شاہ جہان خان دسیر عالم خان اور مہر عالم خان منوم آباد میں سکونت پذیر ہیں۔ شاہ جہان خان کی والدہ سردار نظام الملک کی محلیہ تھیں۔

شیر عالم خان تعلیم یافتہ ہے اور ریاستی ملازمت سے مردکار دکتے ہوئے مہتر ہیں۔ اور عوام میں بھی مقبول ہے۔

۹۹۔ افضل ولی خان خوشوقتیں | محمد ولی خان بن میر ولی بن گوہراں خوشوقتیں کے پوتے نور بادشاہ ولی خان کے فرزند ہیں۔ ان کی والدہ بہتر افضل الملک مرحوم کی صاحبزادی تھیں۔ جب باپ کا انتقال ہوا۔ اپنی والدہ ماجدہ کی وصیت میں حیرال چلے گئے اعلیٰ حضرت کے عہد میں یہاں پیدائش پائی اور سکول میں تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد پائش کے لئے مستوح میں زمین رحمت ہوئی۔ اور سکائوش حیرال میں جو بیدار کا منصب حاصل کیا۔ ایک کمیونٹی ہونیدار میں رہے



حضرت شیخ احمد رضا خان صاحب



حضرت شیخ احمد رضا خان صاحب
 صاحب دارالعلوم دیوبند

مافی تہرادہ ہیں۔ اور کادوش کے خوجیوں میں ہر روز عزیمتیں۔ صوفی منشی ہیں۔
دریش خانہ می یہ میں خانہ گاہگت کے باشندہ ہیں۔ اسکا باپ شیلی حاکم اور اسکا بھائی میں حاکم
 گذرا وقت کے لئے زمین اور معقول دخل لفت پاسے اور عزت سے درویش ہوتی رہی۔ ان کے انتقال کے
 بعد درویش غازی شیلی حاکم کا بیٹا علیحضرت مرحوم کی درویش سے بڑا ہو کر ملازمت میں داخل ہوا رفتہ
 رفتہ ریاستی فوج میں موہیدار ایڈجوٹنٹ ہوا۔ علیحضرت کا خطاب پایا۔ شہزادہ عروسی میں عکاش کے لئے زمین
 عطا کی گئی۔ پھر موجودہ ہزارائیں کی خدمات میں مامور رہا۔ اس کے بعد شہزادہ کرنل محمد شہزادہ ملک کے پاس
 درویش چلا گیا۔ اور وہاں ان کے کاموں کا حفظ اعلیٰ مقرر ہوا۔ ان کے دونوں لڑکے تسمیہ فہ میں بڑھ کر
 شہزادہ کی ڈپٹی میں مقرر ہوئے۔ جب کا نام محمد الدین ہے۔ درویش غازی کا باپ بشر غازی معروف
 پریشلی حاکم وزیر محنت حاکم کو۔ درویش کا فرزند تھا۔ جس کے کارنامے گوہر آمان کے عہد سے بہتر ہیں
 تک تاج پچھلے ہوئے ہیں۔ درویش غازی موجودہ ہزارائی نس سمیت الملک ناصر کی واپس لگے سے ہی
 اتمانہ پاپا ہے۔ اسکی تقویر شامل ہے۔

۱۰۔ **میاں معقول الدین** یہ صاحب پٹا ور کے کا کاخیلی قبیلے سے ہیں۔ کارہ ہار خدمات کے
 سند میں وہ اور اسکا نواسہ میاں آزاد گل چترال میں آئے۔ بڑا عرصہ
 یہاں مستقل مقیم رہے اور علیحضرت کے عہد عزت و اعتبار حاصل کیا۔ پھر ایسا ہوا کہ میاں معقول الدین
 نے تجارتی کاروبار اور ریاستی کاموں میں بارہ پایا۔ اور ریاست کے ایک کاموں میں شمولیت
 پائی۔ مالہ ریاست کا بڑا اثر ان کی نظم سے مرتب ہو کر انجام کو پہنچا تھا۔ اب تک موجود ہے۔
 سند میں میاں معقول الدین مالہ کا منتظر ہوا اور سابقہ ہی سارے وقایع کے عیب
 ہیں۔ اس کے بعد ریاست کے تھانوی امور کے مختلف کاموں شلہ چوکی و محصولات داخلہ
 حسابات وغیرہ پر کام کیا۔ اور باز اس کی کثیر رہا۔ دوران ملازمت میں معقول دخل لفت پاتا
 تھا۔ اور ریاست کے لئے مکان کا انتظام تھا۔ مسلسل شاہی ملازمت میں معزز رہ کر ۱۹۲۱ء میں
 وفات پائی۔ مالہ چترال کے تھانوی حصہ باز اس سے متصل بد فتن ہوئے۔ الحاج میاں آزاد گل چوکی
 خاندان سے تھے۔ مگر جو امور ریاست میں ان کی باقاعدہ شمولیت نہ تھی۔ لیکن علیحضرت مرحوم اور
 ان کے جانشینوں کے عہد ان کا بڑا عزت و اثر رہا۔ ان کو بھی ریاست کی جگہ مفت ملی تھی۔
 سالانہ وظیفہ بھی مقرر تھا۔ یہ دونوں باشراف خاندان سے شاہی خاندان چترال کے خاندانوں سے
 میل دار تھے۔ اور رشتہ داری کے مراحم بھی قائم تھے۔ لہذا اس خاندان کی نسبت اسکا بڑا اخلاص
 تھا۔ اور چترال میں ایک نامی سے یاد کیے جاتے ہیں۔ ہزارائیں سر محمد ناصر الملک مرحوم کے عہد میں

میاں دزد گل کی بڑی عزت تھی۔ اور ہم نشینوں کے شرف رکھتا تھا۔ انکی روایات گھر میں ہوئی اور وہ میں رہتا
 جو تھے۔ انکا دوسرا صاحبزادہ میاں اعلیٰ گل سر محمد یا صرام ملک مرحوم کے عہد میں رہا تھی تجارت کا
 پیشہ لیا تھا۔ افسر کام تھی بہت سے سرانجام دیا۔ وہ اور انکا بڑا بھائی میاں رشتہ گل جہان پانی
 نس کے دربار میں عزت سے یاد کئے جاتے تھے۔ محترم تھے۔

پانی نس عہد مظفر ملک جب بہادری کے میں اعلیٰ گل پر بڑا اعتبار تھا کہ ان کو شہر
 و ہندوستان بھیجا کہ وہ اپنے حق کے مراعات پر جا کر ان کے وسیلہ سے محنت پانی نس کے دعا
 مانگے۔ وہ بڑے مستعدی سے یہ خدمت نبھانے لگے۔ اُنہ معقول رقم شہرہاؤں پر صرف کی۔

۱۰۲۔ سید عبداللہ مرزا الدین گیلانی: یہ گیلانی تھے جن کی حسیں نقیب زادہ لکھنؤ سے

سر سوار ملک مرحوم کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ اُنہ صاحبزادہ کی صحبت میں سکونت پذیر ہوئے۔ شہرہاؤں میں
 سید پال الدین افندہ کی چترالی میں تشریف لائے۔ یہ خاتون محترمہ چترالی میں سرنا صرام ملک مرحوم
 کی دوسری بیوی تھیں۔ اُنہ صاحبزادہ کی صحبت میں پال میں سکونت پذیر ہوئے۔ چترالی میں جب سید مولیٰ الدین افندہ
 چترالی میں تشریف لائے۔ یہ خاتون محترمہ جو چترالی اس زمانہ میں لکھنؤ مرحوم کی بیوی تھیں ان کے عہد
 ازواج میں منسلک تھیں۔ سید حسن دھانیان نے سید عبداللہ مرزا الدین ان کے صاحبزادے ہیں۔
 مذہب اور ابتدائی تعلیم حیرل میں حاصل کی۔ کہنے کے بعد پھر منصفان الدین لکھنؤ گئے۔ بعد ازاں حیرل
 میں چل کر نے کے بعد لکھنؤ واپس تشریف لائے۔ اور اپنی بڑائی میں آباد پرمکون ہوئے۔ سید عبداللہ مرزا الدین
 اپنی والدہ صاحبہ کے ساتھ چترال میں مقیم تھے۔ اور گزشتہ وفات کے ساتھ نہ ہوں۔ اور خاتون محترمہ صاحبہ
 صاحبہ اپنی بڑائی میں رہا بہت بادشاہی خاندان میں بڑے احترام کے مالک ہیں۔

۱۰۳۔ کرنل شیخ الحسن وزیر آباد: یہ صاحبزادہ تھے والدہ کا نام شیخا دین تھا۔ اور دادا کا نام شیخ محمد تھی

میں ملک مرحوم کے ساتھ تھا۔ اُنہ صاحبزادہ کی خدمات پر مکر بارہوی عزت و احترام تھا
 واصل بابا پانی صاحبزادہ نے ایک زمانہ درگاہی میں رہا۔ اس کے بعد والدہ پر کشن لعل کا ساتھ دیا۔ خاتون محترمہ
 کی اٹھ بیاہنے کی غرض سے چترال آیا۔ اور بگڑات کی عمارت لکھنؤ کے شہر و خوارت ہش کی۔ مگر ان
 دنوں بگڑات کی فروزش کا معاملہ انہ بگڑات سرکاری سے تعلق تھا۔ اُنہ اس کا خاص طور پر رہی تھیں۔ اور
 میں رہا۔ وہ واپس چلے گئے۔ شہرہاؤں میں دوسری بار ایک انگریز، جنرل مسٹر بلگرٹ کے ہمراہ چترال
 میں ان کے اہل خانہ کی زیارت کی۔ انہ ان کے بعد مسکنات سزا سننے کو منجھ رہے تھے۔ مگر اس طرح
 کے عہد کے پانے کے لئے بھلائی حکومت کی اجازت اور منظوری ضروری تھی۔ حکومت کو لکھا گیا کہ

نے طویل کھینچا۔ اور شیخ صاحب مع الجہیز کو صحت کے دوا پس چلے گئے۔ حقیقت یہ مقلد اور غیور حضرت مرحوم نے
 جب جنگلات و مہذبیات سے غافلہ اٹھانے کے لئے درخواست پیش کی تو ایک انگریزی سٹریٹ لائیو
 کی طوائف کے لئے قائم ہوا۔ لاہور ڈسٹرکٹ ہاؤس نے باغیچہ کانسٹیبل یہ تجویز منظور کر کے انگریزی انجینئری کو پتہ لای
 ہم شروع کرنے کے لئے اجازت دیدی اور لاہور مارٹے وری ہند نے بھی منظوری فرمائی۔ اور کام شروع
 ہونے والا تھا کہ یکایک نامعلوم وجوہات سے معاملہ معطل ہوا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت مرحوم نے اس فرض
 سے مستغنیہ میں ہندوستان کا دورہ کیا اور اپنی ضروریات پیش کیں۔ مگر معاملہ حل نہ ہوا۔ شیخ صاحب کا
 یہ خلاص جاذب توجہ تھا۔ اور صلاحیت و استعداد کے علاوہ کائناتی ترقی کے مالک تھے۔ اور علامہ حضرت
 مرحوم مرحوم شناس تھے۔ جو براخلاصہ و صلاحیت کے نالہ گار کے فیما بین و صنداری قائم ہوئی۔ محاسن و
 ردالبط میں اضافہ ہوا۔ اور شیخ صاحب کو انگریزی کتب خانہ کا خطاب پیش کیا۔ اور انکی حوصلہ افزائی فرمائی۔
 اور جب اخبارات میں یہ خبر شائع کر دی گئی تو پنجاب کے اخباروں نے اعلیٰ حضرت کا شکریہ ادا کیا اور
 اس اعزاز پر انتہائی افتخار کا اظہار کیا۔ اس کے بعد کرنل شیخ احمد حسین کو وزیر خواست جمعیت ایڈیٹرانگ
 اور قائم مقام بہتر حیرال سک گرنا یہ خطابات سے اعزازات پر ناز کی گئی۔

کرنل موصوف ان ذمہ داروں کی حیثیت سے حیرال کے جنگلات اور مہذبیات کی آزادی اور انکی
 تمام برادری کے متعلق سلسلہ جذباتی کا آغاز کیا۔ اور ایک دفعہ اعلیٰ حضرت کے لکھا سے انگلستان بھی گئے
 اور وہاں اس طرح سے فرائض انجام دیئے اور ریاست کی نمائندگی کی۔ اور وہ اعلیٰ میں اصلاح پیدا ہوئی
 ان کی کوشش واقعی قابلِ تحسین و اعتراف تھی مگر یہ ایک علیحدہ سوال ہے کہ انگریزی حکومت کی غلط فہمی
 سے مہذبیات کو معاملہ ہوا اور نہ ہو سکے۔

جنگلات کے معاملات جب آواز ہوئے تو کرنل صاحب نے اس قیامت کو برائے کار لگانے کیلئے سر سامان
 پیدا کیا۔ چنانچہ اعلیٰ بارہنوں نے شیرازی اور کشادہ ستری حیرال میں بیٹھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اہل حیرال بجا کے خود اس
 حق سے ناہم ہو گئے۔ اور جنگلاتی مراعات کے خزانہ میں نیا ودانہ بھل گیا۔ مہذبیات کے تعلق شدہ ملک
 سے اور جنگلاتی کار و بار میں نالہ برکشن اصل سے تعلقات وابستہ ہوئے۔

اعلیٰ حضرت مرحوم کرنل احمد حسین کی ہوشیاری اور الشہیدی کا اعتراف فراموش تھے اور ان کی بڑی
 حرمت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ جب اعلیٰ حضرت پشاور یا ہندوستان تشریف لے جاتے تو آپ
 ان کے ہر کہاوت پرستے۔ اور جمعیت ایڈیٹرانگ اور وزیر ریاست کے ہم فرائض انجام دیتے۔

برائی نس سر محمد ناصر الملک مرحوم اور ہرنائی نس محمد ظفر الملک مرحوم کے عہد میں بھی ان کے اعزاز و
 مراتب منسلک تھے۔ جب برائی تکلیف سے وہ حیرال آئے کے قابلِ خدمت رہے تو باہمی اخلاص و جذبہ شوق و
 محبت کی یہ کیفیت تھی کہ سر محمد ناصر الملک مرحوم سفر حج کو جلتے ہوئے واپس آ کر تشریف لے گئے اور کرنل

صاحب سے ملاقات کی۔ اومان کے گھر موجود تمام اسٹاف جہانہ چند خیمیں شاہزادہ محمد ظفر علی شاہ
خانہ کی الدین خان و خان بہادر سردار علی خان و سردار محمد اعظم خان وغیرہ شامل تھے۔

۶۳ برس کی عمر پانچ روزہ راج ۱۹۵۶ء میں آپ انتقال کر گئے۔ آپ نے تیس برس متواتر بہت
پتھریال کی خدمات میں سرینہ کئے۔ وہ بہت احترام کے لوگوں نے مرحوم کے نام کو فراموش نہیں کیا اور
ابھی اکثر یاد کرتے ہیں۔ کوئٹہ صاحب کے چار صاحبزادے ہیں۔ ان میں ہر ایک تعلیم یافتہ اور لائق ہے
احمد ہر ایک ان میں تعلیم یافتہ اور لائق ہے۔

۱۱۔ مزاج احمد مشرقی سپاہی کنٹرولنگ ڈیپارٹمنٹ مالک ہٹل (۳) بشیر احمد کنٹرولنگ ڈیپارٹمنٹ
ریویو کنٹرولنگ ڈیپارٹمنٹ۔

۴۔ ۱۔ کیپٹن سید ام علی شاہ شاہی حبیب پتھریال حکیم سید ام علی شاہ بن بیدین شاہ، ام کوٹج چھوڑ
سے قلعہ داتا سے رکھتے تھے۔ چینی، انکی والدہ کی نہال بدوشہ خوشوقتہ خاندان کے راجہ سنگر خان سے
متصل تھا۔ یہ حکیم صاحب کے نانا کا نام سید حسن شاہ سکنہ خذرقہ تھا۔ چونکہ خاندان خوشوقتہ نسبین اور
اور ساہران کوٹہ پتھریال ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔ کچھ اس قرابت کی وجہ سے اور زیادہ تر
فنی اور طبی مہارت کبوجہ سے سید ام علی شاہ سے اعلیٰ حضرت سرخجام ملک مرحوم کا غارت حاصل کیا
اور اس خاندان سے علیا لوق و البستہ کئے۔ وہ کامیاب ہوئے۔ اعلیٰ حضرت مرحوم کی طرف سے حبیب
خاندان شاہی کے خلاف سے اعزاز پایا۔ ایک سال کے بعد ۱۹۴۲ء میں جب لارڈ برٹن لایمرٹس
اسلام کے شرف ہو کر سرحد ہلال الدین کے نام سے مہور ہوا اور اس نے پتھریال آئے کی جو بہتر کہا، انہیں کیا تو
ایک سرت مرحوم سے، یہ نام علی شاہ کی سرحد ان کو پتھریال آئے کی وجہ سے دی۔ اور وہ سران آئے
اور اب پتھریال سے واپس چھوئے۔ تو سید ام علی شاہ نے خاندان میں ایک مفصل خبر شائع کرانی جس کی سبب
اعلیٰ حضرت ہنگامی نش رائے پتھریال کا عہدہ اسلامی۔ اور ایسے لارڈ موصوف کے تمام حالات اور اعلیٰ حضرت
کی مہمان نوازی و عہدہ اسلامی اور فیاضی وغیرہ کا تذکرہ لکھا گیا تھا۔ سید صاحب اعلیٰ حضرت مرحوم کے وقت
ہوئے۔ جب ہندوستان تشریف لے جاتے تو سید ام علی شاہ محبت شاہی میں مودہ رہتے۔ اور خدمات بجا
لائے اور قرب پاتے تھے۔

بڑائی نسب و منظر الملک مرحوم کے بعد میں کچھ ایسی ہی خلوئی خدمات سے سرفراز ہوئے کہ شاہی باور گاہ
میں انہیں انگریزی کپتان کا عہدہ بھی مرحمت کیا گیا۔ شاہی طبیب اور انگریزی کپتان کی مندرست سے
بڑے باب کئے گئے۔ اور شاہی خاندان کی نوازشوں کے مستحق بھی رہے۔ مگر بڑائی نسب کی دولت کے بعد
سید ام علی شاہ کی خاندانی و عائلی حالات کی کوتاہی جب ریاست سے بد ہوئی تو انکو پڑنے اور کتب خانے و چاند

۱۰۵۔ محکمہ نصیر سہیلوں بی۔ الہ آباد میں۔ آپ لاہور کے باشندے اور قاضی شیعہ کے خاندان سے تعلق رکھتے

ہیں۔ پڑائی میں سر محمد ناصر الملک مرحوم بھی تھے۔ دوران تعلیم میں انہوں نے آپ کے فیض تعلیم و تربیت سے استفادہ حاصل کیا۔ پڑائی میں جب تخت نشین ہوئے تو آپ کو چرائی آلے کی دعوت دی۔ اور آپ پھر آل تشریف لائے۔ آپ کا بڑا احترام کیا گیا۔ علاوہ اس کے شاہی خاندان کے شہزادے جو کالج میں آپ کی تربیت سے مستفید ہوئے تھے آپ کو اب تک بڑے احترام سے یاد کرتے ہیں۔ پڑائی میں سر ناصر الملک مرحوم بھی تخت نشین ہوئے۔ یہ اپنی مدد کرتے آداب نصیحت و محبت و سکون کی تکمیل کر کے آپ کے انتقال میں تھے کہ آپ اسے طبع کرائیے وہ بھی آپ کی غویں میں دے دی گئی۔ اور آپ نے اسے زیور طبع سے آراستہ کر لیا۔ اور اب تک اس کی مرطوب غصہ کی پیاں آپ کے پاس موجود ہیں۔ جو خطبہ کرنے پر جہد خواہر شائقین کی خدمت میں بھیجے گا انتظام کرتے ہیں۔ لہذا یہ چند سطور آپ کے فیضی تعلق و خلاقی جذبات کی خاطر جو آپ کو سر محمد ناصر الملک مرحوم اور ان کے شاہی خاندان کے سادقہ و مستند تھے غزیر کر کے یادگار چھوڑنا ہوں آپ کے شاگردوں میں سر محمد کی پڑی پڑی نامور مستفیاں بھی تھیں جنہیں بیاں جعفر شاہ۔ و ایسی بی شاہ۔ و حیدر الحق چا نزیب خان و لی سوات و طارق اللہ خان و نواز اللہ علیہ اللہ خان و غیرہ قابل ذکر ہیں۔ جو آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، آپ تو محکمہ کتب خانہ لاہور اور قادیانہ تعمیر برادری کے نگران ہیں۔ اور اس روز نامہ اخبار کے ذریعہ ایک چٹان مسدود گھاٹ وراثت کی خدمت کر رہے ہیں جہاں اب دارالافتاء بن گیا ہے۔

ذکر سادات حیرال

حدود ریاست حیرال کے قفر سا قاسم ہی سادات ندو یا اسماعیل ماملی ہیں۔ ہاتھ آپ کو مولائی و اسماعیلی کہتے ہیں اور ہیرائی نس پر سید سلطان محمد شاہ آغا خان و اس کے چالیسویں کے پیر و میں کہ وہ الفت خرمائی کے ملاطین کی نسل سے متعلق تھے اور ان کے عادات حضرات تاجربن تاریک سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اہل اٹک پورا سادات توضیح مولانا حیرال ہیں شرح و بسط کے ساتھ مرقوم ہے۔

۱۰۶۔ خاندان سید شاہ بر قوی | سید شاہ بر قوی بہشتان علیہ زیبا کی کہ باشندہ خاندان کے گروہ

مولانا سید شاہ بر قوی کا دم دامید رہتا تھا اسے بہت طاقت حاصل تھی۔ اور چونکہ حیرال کی حدود میں بکثرت لوگ اسی کے معتقد و متفاد تھے اس لئے اس ملک میں بار بار آنا جاتا ہوتا تھا۔ اور وہیں اہتمام ایسا بھی ہوا کہ زبان روایات بہشتان لکے اس ملک میں بطور وقف کے بھی بھیجے رہے۔

جب علاوہ بہشتان حکومت کابل کے تسلط و تصرف میں ملا گیا۔ تو سید شاہ بر قوی کا بڑا رفاقتہ عبد الرحیم سنگ و ناموسی کی خاطر اپنے اہل و عیال آئے ایسا نمود کو سید شاہ ان اس ملک کے پاس چل آیا اور شاہ صاحبی۔ چنانچہ درگاہ اراکری میں ان کو حکومت و مغانوں کے لئے زمین مرحمت کی گئی۔

شاہ عبد الرحیم کے بھائی شاہزادہ میر و سادات شاہ ان سے پہلے ہی علاوہ مستونج میں قائم رہے۔ چونکہ تھے اندہ اسیں چند مقامات میں فریبیں بھی جہت ہوئی تھیں۔ انکا تیسرا بھائی سید صادق بر خندہ ہی میں خیر کی امید ملک بٹھا دیا کہ حکومت کابل آخر کبھی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں سید گرنہ و گر کے کابل حیدر باکشا و پیرای کا کوئی سراغ نہ ملا۔ کہا جاتا ہے کہ امیر میر و اصل خان میں پرموں کو چاہہ کیا۔ میں ڈالی دیا کہ تھے تھے دوسری حاملہ سید صاحبی کو بھی پیش کیا۔

چونکہ وہ انجیم کے آگے سید شاہ و دیش نے نہ کاری میں افسوس کہے ہوئے ہیرائی کو برا تمام ہوا کہ وہ اپنے باپ دادا سے کیا کم ہوتا بلکہ اسے ان پر فوقیت حاصل تھی۔ اس وجہ سے وہ لکھ اندر اہل انرازا سے تھا۔ اعلیٰ حضرت سر شجاع الملک و جم کے عہد میں ان کے منور میں بہت عزت و احترام تھا۔ طاقت میں بڑی ناموری حاصل کی۔ اور اٹک و شیر خزان ہوا کہ سرخ تھا۔ اور مدنی خود جوں سے ہی عزت تھے شاہ میں یکایک دنیا کے ناپائیدار سے رحمت کی۔ ان کا عاجز ولی ہیرائی سید مظہر الملک کے بعد واداج میں یہ ملک تھی۔ ان کے تینوں شہزادے سید ارغون، اسد ارغون اور عزیز ارغون بنیادہ کمرہ کے بلن سے ہیں۔

سید تہزادہ بیٹ کا پڑا لاکا جو شاہ امان الملک مرحوم کی صاحبزادی سے تھا۔ سید آغا جان خان ترکستان چلا گیا۔ کہنگہ سر آغا جان نے عاتقہ انی سر پر بھی لاکہ کر دیا۔ مولانا کی بیٹی کو انکے چچا نے جانی سید ابو المعالی کی تحویل میں دے دیا تھا۔ جب سید ابو المعالی مد پری و پیشانی پر شکن ہو گیا تو آغا جان مد سے غصے سے ترک وطن کر گیا۔ تھوڑے عرصہ بعد سید ابو المعالی بھی چترال سے نقل مکانی کر کے بدخشاں چلا گیا۔ اور چترال میں اس خاندان کی بیٹی ان ختم ہو گئی۔ سن ۱۹۴۰ء میں آغا جان خان کو لاکا پھر اس ملک میں واپس آیا اور ریاست سے ذریعہ تلاش کے لئے ادکاری میں زمین اور وظیفہ پایہ مگر میرانی کے دم داعیر سے برکنہ رہا۔

سید تہزادہ بیٹ کے بقیمین نہ صرف ریاست چترال میں بلکہ مرحدات بدخشاں، یامند، کاشغر، رنگ میں مڑی تھادیں تھے۔ اور ان سے بہت بڑی رقم اور مال گھوڑے وغیرہ وصول ہوتے تھے اور یہ لوگ بچے پیروں کا عظیم مقناور کہتے تھے۔

سید محمد کالاکا سید بیل شاہ مستوح میں رہتا تھا۔ اسکی والد تہتر بیلان خوشو قہر کی بہن تھیں اور علاقہ مستوح میں جیوانی رکھتا تھا۔ سن ۱۹۳۰ء میں جب عاتقہ مستوح کے لوگوں نے حکومت کے خلاف شور و برپا کی تو سید بیل شاہ جو شور و شایندوں کے بھڑے میں ایسے آئے کہ ان کے پیروں کے لئے۔ اور لوگوں نے ان کی بیاد کو کادی کے لئے جت خیال کیا۔ مگر شور و شایم ہوئی اور سید بیل شاہ معرہ فقاہ کے گرفتار ہو کر بید ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ترکستان کی طرف حبلہ وطن کر دیئے گئے۔ اس طرح علاقہ مستوح میں بھی اس خاندان کی سروری و بیانی ختم ہو گئی۔

شاہ عباس سید تہزادہ بیٹ کا بیٹا بیٹی چلا گیا تھا۔ اور اسی سے انگریزی کی تعلیم سے مستفید ہو کر جب چترال واپس آتا تو اعلیٰ قدرت کے حضور میں باریاب ہوا اور ان کو انگریزی میں تعلیم دینے لگا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اعلیٰ حضرت خطوط و اخبارات پڑھنے میں اتنی مہارت حاصل کر لی کہ بنیاد کے دوران پڑھتے تھے۔ وہ شاہ عباس کی کوشش تھی۔ مگر انگریزی حکومت نے شاہ عباس کو چترال سے بیٹھی واپس بھیج دیا کہ یہاں اسکی ضرورت تھی۔

کہا کہ عاتقہ ان سید غلام علی شاہ سید غلام علی شاہ حسن آباد شورو کے رہنے والے مقامی اہل وطن کے سادات بولائیہ سے اعتبار و اعزاز میں عاتقہ شخص نے چترال اور ہونہرہ کے بعض مولائیوں کی پڑائی ان سے متعلق تھی۔ شاہ امان الملک مرحوم کے عہد میں سید غلام علی شاہ پری اور میرانی کے لحاظ سے بڑا مقرب تھا۔ مگر صاحب مرحوم کے عہد میں انکا انتقال ہوا اور اس کی منہ بیٹائی پر اس کا فرزند سید شاہ عبدالحق شکن ہوا۔ یہ بھی بڑا معزز و مقرب شخص تھا۔ میر نکیم خان والی ہونہرہ کی ہمیشہ ان کا اہلیہ تھیں۔ اور انکی صاحبزادی کو اعلیٰ حضرت مرحوم نے اپنے چھوٹے فرزند شاہزادہ محمد علیہ الملک کے عہد ازدواج میں منسلک کیا اور مد بط قائم کیا۔ اس طرح اعلیٰ حضرت

مرحوم کے حضور میں انکو تقرب حاصل ہوا اور منزلت میں اہواز ہوا۔

جب شاہ عبدالعزیز کا انتقال ہوا تو اس کی مسجد پر اٹکا ہوا جنازہ سیدنا درشاہ پیشوائی پر امور ہوئے اور مہرزین کی صف میں آ گئے۔ مگر جب مستونج کے لوگوں نے دوسری بار ^{۱۹۲۹} مسند میں حکومت کے خلاف تحریک چلائی تو سیدنا درشاہ کو بھی اس میں شمولیت کی پاداش میں زبردستی لائے گئے۔ مگر جب معاملہ کا فیصلہ ہوا۔ تو سیدنا درشاہ بھی رہا ہوئے۔ جب ^{۱۹۲۹} مسند میں انتقال یہ جوڑ کا قیام رعایت کے نظم و نسق کے لئے عمل میں لایا گیا۔ تو سیدنا درشاہ میرپور ڈوبی گئے۔ صفت و حرمت و تجارت و آبکاری کے انتظامات انہی سے متعلق رہے۔ اور اپنے عہدہ کو بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ ^{۱۹۵۰} مسند میں یکایک و تکا انتقال ہوا۔ بڑے ایک اخلاق و مہرزین تھے۔ ان کے انتقال کے بعد جو جب خزان ہرنائی نس سرائی خان ان کا صاحبزادہ سید عبداللہ بن والد کی مسند پیری پر فائز ہوئے۔ اور اپنی جماعت کی قیادت سنبھالی۔ تعلیم یافتہ اور لائق شخص ہیں۔

سید افسر جان چیت مشنری جماعت اسکا علیہ خیرال

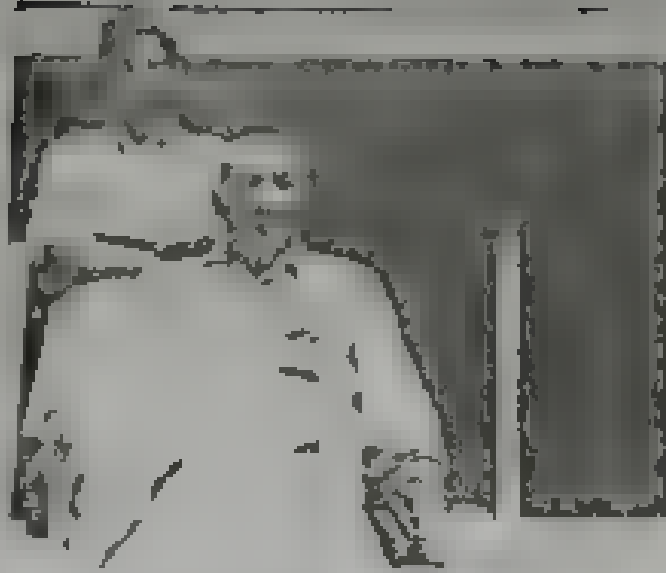
سیدنا درشاہ کے بھائی ہیں۔ سرمد خان عہد شاہ عامان کے ہیں بڑے عقیدت مند تھے ہیں۔ اور ان کے خزان سے مولانا اسکا علیہ جماعت خیرال میں تبلیغ کے لئے مشنری مقرر ہوئے ہیں جب شاہ عبدالعزیز کو نسل جہان کے لئے انتخاب ہوئے تو سید افسر خان ملا صاحب کا بیٹا ہوئے۔ درشاہ خانی کو نسل میں تین سال تک جمہوری سرکار کے امور کے خدشات انجام دیں۔ اس کے بعد مدلیہ کو نسل جہان میں ایسے صلاح کا نمائندہ ہو کر سر رہا تھا۔ لاکھ و شائستہ نوجوانوں کی چیت مشنری جماعت وہاں پیسید ہنرا ہیں۔ ان کی تعداد بہاں ست مل ہے۔

۱۰۸۔ سادات مستونج و مستونج | یہ عامان سید رمال اولاد عباد مستونج میں مہرزین ہے۔

ان کے مولد اعلیٰ سید رمال نے ان اطراف میں اسماعیل مولانا مذہب کی اشاعت و ترویج کی تھی۔ اور بعض حصوں کی پیشوائی بھی انہیں حاصل رہی ہے یا مہرزین مستونج اور سید میں انکی آبادیاں ہیں۔ وہ دس بات کے مدغم ہیں کہ انکی جد اعلیٰ نے یہاں مذہب اسماعیلیہ کی اشاعت کی اور ان سے قبل بن اطراف کے لوگ اہل سنت و الجماعت کے پابند تھے۔ وہ اس پر غور کرتے ہیں اور اتراتے ہیں۔

تاریخ میں لکھا ہے کہ علاقہ مستونج کے لوگوں میں مذہب مولانیہ کی ترویج ^{۱۹۲۶} مسند میں جامع سنی روایت کی تھی۔ جو بارگاہ سے باقیا اور یہاں سے گہلگت چلا گیا۔

شاہ امام الملک مرحوم کے عہد میں ان کے شاہ میر سے سید اولاد حسین اور شاہ صاحبزادہ سید عینی جہان



عبدالرشید شاہ صاحب لکچر - بی بی - عبدالملک صاحب لکچر بی بی چور
عبدالرشید شاہ صاحب لکچر - بی بی - عبدالملک صاحب لکچر بی بی چور



مہاراجہ صاحب لکچر - بی بی - عبدالملک صاحب لکچر بی بی چور

در پندرہ سالانہ حوثیہ کے ہاں سعید علیہ السلام کا قتل القرب تھا۔ اور شاہ امان الملک مرحوم کے حضور میں حوثیہ
 نے عہد کا درجہ بھی اسے حاصل تھا۔ سپاہیوں میں زندگی بسر کی۔ ۱۰۹۵ھ میں پندرہ شیر افغانی تارک کی
 جانب میں انگریز فوج کے ہاتھ لہسین میں ہار کیا۔ غار مدور کا بڑا پابند شخص تھا۔

۱۰۹۵ھ میں حضرت سرساج الملک مرحوم کے عہد میں اسکا لڑکا حسین مختار ہوا اور سادات کی کہنی میں سو بی بی
 حاصل کی۔ ریاست میں جو کچھ مستوجب اور ویران کے سادہ انداز سے کثرت نفوس کے مطابق ہوا۔ ڈیڑھ
 میں مال لے۔ اندیسوں وغیرہ سادات کی کہنی میں اولین سے بیدار شکوہ سعید تھا۔ اور اس کا عہد ار سعید
 نے بت شاہ با شہدہ مستوجب تھا۔ ان کے انتقال کے بعد حسین صہ بیدار اور اولاد میں عہد ار سعید
 ان کے بعد صوبہ یاری کا منصب سعید پادشاہ نے حاصل کیا۔ سعید پادشاہ فر پادشاہی سعید سرخوڑ کا بہان
 تھا۔ ان کے انتقال کے بعد سعید عبدالودود پادشاہ بنو فر نے عہد صوبہ یاری سنبھالا۔ جو عہد ار اولاد میں
 کا مختار ہے۔ صوبہ یاری اور عہد ار کے مناسب بھانڈا خاندان انیس شیم ہو کر اعتبار و عزت حاصل کی۔
 بھانڈا عزت مرحوم کے عہد میں سعید ثابت رحیم پادشاہ لاسپہ سعید پادشاہ سعید حسن علی ستا
 راکان مستوجب علی الترتیب کو نسل دلیہ کے عہدوں میں ملایا اور شاہی دربار میں رسوخ و اعتبار کے مالک
 بنے۔ سرخوڑ کی سادات میں پادشاہی سعید کی بڑا اعتبار تھا۔ اس کا لڑکا اولاد حسین اب بھی معتبر ہے اور بعض
 عہدوں کا پر ہے۔ سعید پادشاہ اپنی ذاتی یافت و اعتبار کی شہرت سے کو نسل دلیہ کی عہدوں پر
 دوبارہ تکرر ہوا۔

۱۰۹۵ھ سادات پنج علاقہ کو یہ کہو یہ خاندان نیر و ترمیچ خاص میں اور کچھ علاقہ مستوجب میں تھے۔
 مردانہ کے طور پر وایان ملک کے دربار میں نو ان کی شہرت تھی۔

اور در رسوخ کی وجہ سے۔ کچھ میں کرائی کا مویش اعلیٰ سعید صی محمد رحیم علیہ السلام کے عہد میں چتر لایا
 اور شاہ بابر رئیس کی بہن سے نکاح کیا۔ جو حسن بیگم کے نام سے موسوم تھی۔ شاہ بابر رئیس علاقہ کاکست کا گران
 تھا۔ چتر لائی کے رحیم علیہ السلام میں کسی کا نام نہیں پایا جاتا۔ العہد سعید صی محمد خاندان سے پہلا آیا اور
 قادت ڈال۔ وہ سنی مذہب اند صاحب خزانہ شخص تھا۔ وہ تین پشت گذر سے کے عہد اس کی
 مولائی مذہب و رسوم و عقائد کی پابند ہو گئی۔ ہر مائیس سر ناصر الملک مرحوم کے عہد میں جب تارخہ مواد
 کی حقیقت اس کا حکم ہوا۔ تو انہوں نے ظاہر کیا کہ ہم لوگ سلا کاظمی ہیں۔ چنانچہ نسب نامہ کا شجرہ بیان کیا جس
 میں سعید عبدالرحمن پادشاہ چتر سے یہ شجرہ شروع ہوا ہے۔

سعید عبدالرحمن بن سعید گئی خندہ شاہ ابن شاہ محمد الرحیم ابن مشہد اول شاہ ابن شاہ اکبر شاہ
 ابن سعید محمد رحیم ثانی ابن سعید مرزا شاہ ابن شاہ نرمل ابن شاہ نجی ابن شاہ وٹھی محمد ابن سعید محمد
 سعید علی ابن سعید مرزا۔ ابن سعید احمد شاہ ابن سعید احمد شاہ ابن سعید احمد شاہ ابن سعید احمد شاہ ابن

مید علی شاہ ابن ساد حادث بن شاہ محمد ابن شاہ شاہ شہزادہ ابن شاہ کیتن ابن شاہ فیاض بن شاہ
نور شاہ ابن شاہ قید اللہ ابن شاہ قید اللہ ابن شاہ قید اللہ ابن شاہ قید اللہ ابن شاہ قید اللہ
ابن شاہ قید اللہ ابن شاہ قید اللہ ابن شاہ قید اللہ ابن شاہ قید اللہ ابن شاہ قید اللہ ابن شاہ قید اللہ
نا حضرت امیر المومنین ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ بقیۃ راسخون سے۔ لوگ اپنا نسب نامہ لکھ کر
کالم تک پہنچاتے ہیں۔

سادات دیگ میں سے شاہ ابن الملک برہم کے جہ میں سید شاہ خلیفہ کو جس طرح اعتبار ہوا کہ
انکی سادہ زادی شاہ ابن الملک کے حیدر و دواج میں خلک علی۔ اور سید شاہ خلیفہ کا تون بادشاہ کے دربار
جواسیدہ نور واد کے تسمیہ سے مخاطب ہوتی تھی۔ بڑی صاحب دہادہ اور دنیا بینی میں تھا نہ تھیں۔ ان کے
بہن کے چھ شہزادے تولد ہوئے۔ جو شاہ ملک۔ وزیر ملک۔ ہرام ملک اور عبدالرحمن سان و عبدالکریم سان
وہل محمد سان سے موسوم اور بڑے اعزاز و مراتب کے حاملک شہزادے تھے۔ باوجود اس تعلق و اعتبار کے
سید شاہ خلیفہ اپنی وضع و لباس و درویشانہ پرتافح سے کسی بھی اس شہر سے عدالتی پر نہ آتا اس کے اور
شاہ کے حالات و اطوار میں سرخو تعمیر پیدا کیا۔ سید شاہ خلیفہ کا اوراد میں شکر و لا یلک بھی مقبرہ شخص تھا
پھر اس کا لڑکا یک نما فوج میں مجتہد ہوا۔

سید شاہ عبدالحسن ابن سید علی خندہ شاہ ہندو چرن علاقہ مسنون بھی اس خاندان کا مقبر
شخص ہے۔ جب کہ کبھی فوج میں داخل ہوا تو درجہ بدرجہ ترقی کر کے ایڈ جرنٹ صوبیدار کا مرتبہ
پا حاصل کیا۔ اور ۱۸۴۸ء میں مجاہدین کشمیر کے ساتھ لڑائی لڑی۔ تو اس مہم میں گوارڈ کمانڈری کا کام انجام
دیا۔ اور بہترین خدمات انجام دیئے کے صلہ میں فوج کا درجہ حاصل کیا۔ اور کرنیل شاہزادہ محمد علی
الملک کی ماتحتی میں عمارہ فوجی خدمات کے سادت سے تعلق پیدا کر کے رابطہ قائم کیا۔ وہاں کا پرورد
سید محمد علی شاہ جو خاندان سادات کا مقبرہ شخص تھا۔ اور وہاں کے تاجدار کا تعلق بھی تھا۔ سید عبدالحسن
کا بڑا معتقد تھا۔ وہاں کے لوگوں میں پناہ و سونچ بڑھایا اور احباب قائم کیا۔

۱۸۵۹ء میں سید علی محمد کو فوجی خدمت کے ارکین میں شامل ہوا۔ اور ۱۸۶۵ء میں جب ایڈ وائزر کی کونسل
کے انتخابات ہوئے تو بہتر بانفس سبب ارکین کے نامزد شدہ مجبوروں میں شاہ عبدالحسن بھی شامل تھے
ایڈ وائزر کی کونسل کے مجبور ہوئے۔ ۱۸۶۶ء میں دوبارہ ایڈ وائزر کی کونسل کے مجبوروں میں دو سال تک کام
کیا۔ ذاتی لحاظ سے ریاست کے مفاد و مصلحتات میں بڑی خدمات انجام دیں اور معزز ہوئے۔
ان کا لڑکا سید عبدالجبار ۱۸۵۹ء میں خاندان کا گوارڈ کمانڈر مقرر ہوا۔ اور پھر شاہزادہ ہوا۔ اس کے
دو لڑکے بھی لائسن اور شہلیم یافتہ تھے۔ اور ان کا خاندان آباد ہے۔

۱۸۵۹ء کا انکشاف | رائے پوری ہندوستان کے سادات سے سادات دیگ کا واسطہ بھی قائم ہے۔

کو کہ حضرت سید محمد شہید بریلوی کی زوجہ محترمہ خاتون سیدہ حبیب شاہ یا سیدہ دیک کی لڑکی تھی
 جس نے اپنے والدین کے ساتھ رہا۔ شاہ دیک کی بیوی نے اپنے والدین کے ساتھ رہا۔ شاہ دیک کی بیوی نے اپنے والدین کے ساتھ رہا۔
 بطور امیر شیش کی لڑکی تھی۔ پھر سلطان شاہ نے اس کی بہال صورت و کمالی سیرت پر منحصر ہو کر اس کو اپنے بیوی کے
 حضرت سید احمد بریلوی کی خدمت میں جو اس وقت سیاحت میں نزول کر رہے تھے روانہ کر دیا۔ سیدہ صاحبہ
 نے اس دن سے نکاح کیا۔ اور شاہی مسئلہ دریافتان میں مقیم رہے۔ جب بالاکوٹ میں سید صاحبہ
 کی خدمات ہوئی۔ ان کا خاندان ٹونگ ریاست میں قزاق دزدانوں کے پاس چلے گئے۔ جاگیردارانہ
 دلی ٹھٹ پائے۔ سیدہ خاتون کے بطن سے ایک صاحبزادی باجوہ کے نام سے ہوئی۔ سیدہ احمد بریلوی کے
 خاندان سے دیک بریلی میں اتنی اولاد پیدا کی کہ آج کل کے سادات ان کے احفاد میں اندازہ مر جوتہ سید
 محمد یوسف بریلوی کے مقدادہ و ادب میں تھی۔ اور وہ اپنی جدہ مرحومہ کی تحقیقات کے طلبگار۔ پورے خاندان
 حضرت سید غلام حسن شاہ صاحب کاظمی منظر آباد عالی افسر مملکت حیدرآباد کے تھے۔ ان کے تھے
 کے احوال و مولد و نسب کی تحقیقات حیرال کے وزیر اعظم محمد ہرام خان سے دریافت فرمایا۔ ان کے وزیر اعظم
 موصوف نے اس ناچیز مولف کو یخ حیرال کو اس کی تحقیق پر مامور فرمایا۔ کیونکہ اس خاندان کے
 خاندان اند مقام کا کسی کو علم نہیں تھا۔ دو سال کی متواتر تحقیقات کے بعد یہ چلا کہ وہ دیک کے سادات سے
 سید حبیب شاہ کی لڑکی تھی۔ سیدہ کا نام خاتون دیک کا نام سیدہ حبیب شاہ عورت
 قزاق شاہ تھا۔ چنانچہ یہ تحقیقات حضرت غلام حسن شاہ صاحب کاظمی منظر آباد کے پاس پہنچ گئی۔ چنانچہ
 ایک سو تیس سال پہلے کا واقعہ معلوم ہوا۔ اس تحقیقات کے مزید انکشاف بھی ہوا کہ سیدہ مرحومہ کا
 باب سید حبیب شاہ سید شاہ کے تھے۔ سادات دیک کے علاقے بڑے بڑے
 خاندانوں کے وابستہ تھے۔ سید شاہ عبدالحسن چونکہ اس خاندان میں عہد موجودہ میں ایک تھا۔ زینت
 کا مالک رہے۔ لہذا ان کے احوال سے مزید تفصیلات کا عنوان قائم ہوا۔ اور اس کی تصویر صدر کے
 رٹ کر یہ سیدہ الہیاتی کے ہمیں شامل ہے۔

ذکر قدیم علمائے حیرال

اس ملک میں اس انداز کا ایک عالم بھی نہیں ہوا کہ کوئی تصنیف اس کی یادگار ہو۔ البتہ چند ایک خاندان ہوئے
 کہ وہ علم سے نسبت رکھتے تھے۔ ان کا ذکر غیر یہاں کیا جاتا ہے۔
 باب اول: یہ بزرگوار اسلام آباد میں تھے۔ خاندان بریلی شاہ ناصر کے عہد میں اس ملک میں آئے اور حضرت د

نہ کی اور نہ کسی اور کو شرف ہے منصب نص پر نام ہو سکتا ہے۔ دوسرے پہلو میں نہیں ہوتا
 شہ محمد تین شہ کے جیب نرسٹ کے منہ کو بھی انہیں کے عزت میں بخشا یا۔ ان کو مستحق منسوب رکھا تب محمود
 داعی و مادم ملا بابا آدم کے خط جوں سے باورک جانا ہے۔ شریعت شہر میں تدریجاً خدائے مہر
 کے ان جوں سے ان کا نام یا ہے۔ یہ سندت اس کے خاندان میں بہت موجود ہیں۔

انہر نبی کا۔ خیر بر خدات بیزمن ملا۔ فلا پشاور اور ہور کے دفاتر میں مندا ایک اور حافظ کے
 بعد سے اس میں مسجد میں۔ سندت میں حکومت پاکستان کے ڈیڑھ لاکھ روپے کے اخروں کے خور
 میں آکر ایران کو طلب کیا اور پشاور لے گئے۔ اس کے تین سال بعد ہر ایک سندت کی تصویر نقل شہر کے
 داس میں بھیج دی۔ یہ نقل آٹھ سندت ہیں۔ اندان کی فتول سنڈل رکھا آفس پشاور میں محفوظ ہیں۔

بابا آدم کی اولاد سے قاضی منصور و محرم بیگ معتبر و گت تھے۔ قاضی منصور کی اولاد کوپور میں اور
 محرم بیگ کی اولاد چترال میں یہ حدیث ملای موجود ہے۔ گولہ در میرال کے امام خاندان اولاد کوپور میں
 قاضی منصور کے خاندان ان کی اولاد میں۔ مگر علم سے جاری رہے ہیں۔ معتبر عالم انہیں کوئی نہیں ہوایا ہے
 ان سندت پر شاہ مردان علی بیگ و شاہ محمد تین شہ و شاہ نواز خان و شاہ محمود و شاہ عبدالغفور
 کی مہر ہے شہ ہیں۔

قدیم قاضیان چترال | قاضیوں کا یہ خاندان ملا دشتیہ رستاقی کی اولاد سے ہے اپنے نسب کے تحت
 میں سیادت کے دعویدار ہیں۔ ملا دشتیہ رستاق بدشاہ نے جس عکرائوں
 کے عہد حکومت میں چترال آیا۔ اور اعزاز پایا اور خاص چترال کا منصب تھا اسکی تحری میں آیا۔ اس کا رٹا ملا
 محمد رفیق بن اور اسکا فرزند قاضی توکل اور قاضی توکل کے بیٹے کے عہد ام الدین سیف الدین بشارت الدین
 اور عہد البیاد تھے۔ قاضی شرف الدین کا رٹا قاضی شہاب الدین تھا اور قاضی سیف الدین کا بیٹا قاضی غلام الدین
 کی عہد حیثیت کی نسبت تھا معلوم نہیں کہ کس درجے کے عالم تھے۔ لیکن انہیں سے ہر ایک شہرت
 یافتہ اور اعزاز یافتہ تھے۔ اور عہدہ قضا میں مروت گذرے ہیں۔

بہت بڑا اور وقت ہوئے تو قاضی توکل اس وقت چترال میں قاضی تھا۔ وہ جب ماتم پوری کے لئے متوج
 ہا تو اس نے اس موقع پر خوشنیت خاندان کے بھراؤں کی طرف نگاہ ڈالی کہ کیا تھا اور اس عہد میں خبرا
 کے منہ کوئی اور تھا اور وہاں حکومت کا اہل نہیں ہے۔ بین واقعہ یہ تھا کہ خاندان کی والدہ عوام خاندان
 کے تھے اور اس کی اس خاندان کے خاندان ہونے کی توقع نہ کی جا سکتی تھی۔ جب ایک مدت کے بعد خاندان سے
 ملازمت کے اور الگ آئے اس وقت قاضی توکل زندہ موجود تھے مگر غایت درجہ بوڑھے تھے پھر خاندان کے منہ
 اور عہد میں۔ شہر ہوئے انکو سینے کے ساتھ بہادر ایک چہرے کے قاضی ہیں اور پھر ایک خاندان کی طرف ان کی طرف سے خبر
 کے عہد پر جب قاضی پشاور آیا۔ اور چترال میں عہدہ جوبہر بن کے زیر زمین بھی مروت کی۔ قاضی شہرت الدین

یہ دونوں مہذب تھیں کہ پھر خیر اللہ کے عہد میں بڑے اعزاز پائے گئے تھے۔ شاہ کٹورہ ثانی جب تک سن
ہوئے قاضی سرت مدین فرب جو چکا تھا۔ ان کے لڑکے تھے شہاب الدین کو منصب قضا پر مستعمل رکھ
دے دیے تھے حرام سے دیکھتے رہتے۔

قاضی صاحب الجہار کے پوتوں سے خواجہ احمد رضا صاحب علم شخص تھا۔ شاہ امان الملک مرحوم کے عہد
میں جنرل کا منصب قضا رکھتا تھا۔ درتالی اعتبار فقیر تھا۔

ایلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں قاضی احمد کا لڑکا عالم الرحمن ہندوستان سے علم فقہ کیلئے کر نیکی
عہد جب جنرل واپس آیا تو اس کے سرکار میں نامور ہوا۔ پھر بڑا تیس عہد مظفر الملک مرحوم کے عہد میں جنرل
کے ایک لڑکے کو قضا کا عہدہ پایا۔ لڑکوں کو منسلک عہد کے بھروسوں میں حاصل ہوا۔ قاضی سرت مدین کے پوتوں
سے قاضی ملا نظر رحمت جنرل کے قاضی نذرہ محمد میں اپنی علمی شہرت و فضیلت کا وجہ سے ایلیٰ حضرت مرحوم
کے عہد میں لکھنؤ آیا اور اس کے بہتران شرح میں شافعی ہوئے۔ بڑے معتبر عالم و فقیہ تھے۔ مسجد
قاضی نذرہ کی امامت اس کے خاندان کو ملنے لگی تھی۔ ان کی وفات کے بعد ان کا لڑکا صاحب الحمی اپنی
امامت پر قائم رہا۔ اسکا خاندان قدیم سے مرزا نا جا تانبے۔ قاضی خواجہ احمد رضا کے خاندان سے
جب خاندان احمد شرح میں قاضیوں کے نام سے آباد ہے۔ جس سے غلام دستگیر کا نام حرام میں جنرل
ہے۔ اسی سے عہد فقہ میں اصل کی اور جب جنرل میں آندا دی کی ترکیب بشرع ہوئی اس میں بحیثیت مدین
جماعت مسلم لیگ حزب خدمات انجام دیں۔ اور عوام میں مقبول ہوئے۔ انکا عرف تھڑا سا نذرہ ہے۔
اور قریہ جڈر میں سکونت پذیر ہیں۔ تعلیمی اعتبار سے جنرل اسکول میں اسکالر تعلیمات کا بہتر حاصل کیا
پھر متعدد مدارس میں سے سرکار لکھا۔ لائق شخص ہیں۔

عایان بارہ کہنہ میں ملکر ان کے عہد سے اس خاندان کے افراد بن علم ہوتے چلے گئے
ہیں۔ شاہ کٹورہ ثانی کے عہد میں ملا غلام رسول اس خاندان میں مقیم
دئے گئے۔ انہوں نے سو برس سے زیادہ عمر پائی تھی۔ انکا نذرہ حاجی ملا علی مردان بڑے حکیم اور
نذرہ صاحب دعا ہوتے۔ ۱۲۲۰ھ میں وفات پائی۔ انکا بھتیجا ملا رحمت ہندوستان سے
علوم دینہ کی تحصیل کے بعد حبیب وطن واپس آیا۔ تمام علوم میں وہ کامل تھے۔ اپنا نام کتب میں
ساتھ لائے۔ مگر اس ملک میں یقیناً دندریس کا رواج کم تھا۔ ان کی کتابیں غزل میں ہند کی ہند
بڑی ہیں۔ جسے رز کے قیام نے جنرل کے اسکول میں عروج کی تعلیم کر کے میٹرک پاس کیا اور ماسٹری پر
نامزد ہوا۔ مگر ساتھ ہی عائد قرآن بھی ہے۔ حاجی علی مردان کے لڑکے عبداللہ رحمت سے ہیں۔ باب سے
غلام دستگیر کی تعلیم حاصل کی اور باب کی مستقامت پر فائز ہوا۔ انکا بڑا کا عبداللہ رحمت ہندوستان
سے تحصیل علم کے عہد جنرل واپس آیا تو مستند ملا میں سکون ہوا۔ اور مفتی اعظم کے منصب پر فائز

ہوا اور بزرگانِ شرع کے علم میں بھی شامل رہا تھا۔ اس خاندان کی دوسری شاخ سے مولوی رحیم اللہ بھی قابلِ ذکر ہیں کہ وہ تحصیلِ علم کے بعد جب حیرال واپس آئے تو مفتی کا منصب پایا۔ اور جب عوامی مسلم لیگ حیرال کے مقابلہ میں ریاستی لیگ کی جماعتی تنظیم ہوئی تو اس جماعت کے ناظم رہے اور اس کے قیام و استقامت میں بہترین خدمات انجام دیں۔ سیاسی تحریک میں اپنی جماعت کے اعلیٰ لیڈر تسلیم ہوئے۔ اچھے مقرر بھی ہیں۔ شاہی خاندان میں انکا کافی رسوخ تھا۔ ہر مائینس سیف الرحمن کے عہد میں وہ بڑے اعتبار کے مالک تھے۔ بھیاک لیدر بھی۔

قاضیان بروز یہ خاندان بھی قدیم سے اصحابِ علم عیلا آ رہے ان کے جبر بزرگ اور ملا موسیٰ بخارا سے اس ملک میں تشریف لائے تھے۔ شاہ کوثر ثانی کے عہد حکومت سے بروز مقام کا عہدہ قضا مسلسل دن کی خوبی میں رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں قاضی خلیل الرحمن قاضی ولی الرحمن بروز کے عہدہ قضا پر مامور رہے ہیں اور کونسل عدلیہ کے ممبروں میں بھی شہرت مل گئی۔ دونوں علما جامعِ علوم تھے۔ اور ختم رہے۔ قاضی زادہ فتح الرحمن ابن قاضی ولی الرحمن اعلیٰ حضرت کے عہد میں شاہزادوں کے استاد تھے۔ قرآن مجید اور روایات کے معلم رہے تھے۔ قاضی عین القضاۃ بزرگانی قس علیہ منظر الملک کے عہد میں منبرِ علما میں شامل تھا۔ پھر دارالعلوم کا معلم تھا۔ وہ بھی اس خاندان سے ہیں اور معتبر فقیہ ہیں۔

ملا پان بازاریکنہ اور قاضیان بروز کے مابین قرابت اور رشتہ دار بھی ہیں۔ کیونکہ ملا موسیٰ جب بخارا سے یہاں آئے تو اپنی بیٹی کی شادی ملا پان بازار کے عبداللہ بن سے کیں۔ اور وہ کی کو حیرال کی زمین بخش دی۔ اور خود بروز چل گئے۔ اور وہاں زمین خرید کر کے سکونت پذیر ہو گیا۔ نسبتاً دونوں ملک میں صرف رشتہ داری کی قرابت ہے۔

قاضی خان علوم بروز یہ خاندان نسباً ریاستِ دیر کے پائیدہ خیل قبیلہ سے ہیں وہاں سے قاضی خان علوم بروز جب حیرال آئے تو علم کے طفیل عزت و شہرت پائی۔ قاضی عبداللہ و خان علوم دونوں بھائی علم و فضیلت میں کاغذ دستگاہ رکھتے تھے۔ اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں قاضی خان علوم بروز کا قاضی تھا۔ پھر کونسل عدلیہ میں ممبری پائی۔ اور بہت مدت تک ممبری پر فائز رہے۔ اعلیٰ حضرت کے صندوق میں بڑی عزت رکھتے تھے۔ اور بادشاہ سے مشغول وظائف پاتے تھے۔ بڑی جرات کے مالک اور اپنے ملک کی حفاظت کے قویٰ مزالتن سے آشنا تھے۔ قاضی عبداللہ کا لڑکا مولوی حضرت اللہ علی اسعد اسے معتبر ہیں۔

یہ بھی ایک رانا صاحبِ علم خاندان ہے اور اب تک دولتِ علم سے بہرہ ور ہے۔ **قاضیان قدیم ایوان** ہے۔ شاہ کوثر ثانی کے عہد میں قاضی محمد نظام اسی خاندان میں بڑے اعیانہ

وزارت کے مالک تھے۔ حسن اتفاق دیکھئے کہ بادشاہ اودہ قاضی دوفوں کی ولادت ایک ہی رات کو ہوئی تھی۔ اور ان کی آپس میں مزاج و دل ٹکی کی باتیں بہت کی مشہور تھیں۔
 قاضی دوفوں نے بہتر خیر اللہ کے عہد میں جب وہ شاہ کٹور کے خلاف ہاشنگل پر شکر کشی کر کے واپس آیا تو یہ بھی بہتر خیر اللہ کے ساتھ موجود تھا۔ اور ان کے خاص مشیروں میں شامل تھا۔ جب شاہ کٹور تخت حکومت پر دوبارہ ٹائز ہوئے تو یہ پھر ان کے دوبارہ میں معزز ہوئے۔

اس خاندان کے علماء میں ملا نصر الدین مسائل فقہ میں معتبر مانے جاتے تھے۔ اور قاضی عبدالوہاب کا دہرہ بھی بلند تھا۔ وہ طبعی ذکاوت مالک اور صاحب اعزاز تھے۔ پھر انکا وراثت کا ست حقا عبدالرحمن افغان حضرت مرحوم کے عہد میں معزز رہا۔ وہ طبعی دل ٹکی کی باتیں کر کے بادشاہ کو خوش کرتے تھے۔

آخوند زادہ قرار الدین اور ملا اسماعیل اس خاندان میں سرکردہ فضلا ہوئے تھے۔ علم میں نہیں کا مل دستگاہ حاصل تھی۔ آخوند زادہ قرار الدین اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد کے ناصر الملک مرحوم کے عہد تک بڑے محترم تھے۔ ۱۱۱۸ھ میں جب قصائے ایون کا عہدہ ان کو پیش کیا گیا تو انھوں نے مشکل قبول کرنے کے بعد پھر استعفیٰ دیدیا تھا ۱۱۲۰ھ میں قاضی القضاۃ چترال کے عہدہ سے پرہیز ہوئے۔ انہوں نے فقہ کے مسائل حردریہ کا ایک مجموعہ بھی تصنیف کیا تھا عللے تہ خیرین چترال میں انکی وجوہ غنیمت تھا۔

مولوی اجلال الدین ان کے نرنند میں جو کتب مستند العلوم دیوبند کے مستند عالم ہیں۔ اور انکی دارالعلوم چترال کے صدر مدرس ہیں۔ آپ بڑے فصیح مقرر بھی ہیں۔ اپنے خاندان اودہ والد کے علمی ذہنی وقادگی واحد یادگار ہیں۔ قاضی عبدالوہاب کے پوتوں سے قاضی اسم اعظم کے نرنند قاضی صاحب نظام موجودہ دور میں سیاسی سوچ و چوچھ کے مالک اور قمرنگ ارادگی کے مؤسس ہیں۔ جب یہاں میں سیاسی بیداری کا آغاز ہوا تو مولانا صاحب نظام آوٹے کی وساطت سے سیاست چترال میں نکل زمیندار اسکی حکومت کا مطالبہ کیا۔ اور جماعت مسلم لیگ میں نائب صدر منتخب ہوئے۔ ۱۱۵۹ھ میں ممبران مسلم لیگ کی صیت میں پتاور تحئے اور دوبارہ زمیندار حکومت کے مطالبہ کا ایوہ کیا۔ انکی عوامی شہرت نشیم شدہ ہے۔ زمانہ دسلاسل کی آزمائشوں کے باوجود سلطان علی میں سرگرم رہے عادتاً دفترا ان کی تقریر میں جوش و خروش کا اثر ہے طبیعت میں خرافت اور خوش طبعی کا جوہر و مائش بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ انکا جد امجد قاضی محمد نظام نصیب کے نرن میں شمار ہوتا تھا۔ قاضی صاحب نظام عوام کی مقبولیت سے کونسل عدلیہ میں چار برس تک ممبر رہا۔ اور ان کی مائشگی کرتے رہے۔ نرن منشی کو بڑی خوش دلوئی سے انجام دیا۔ بڑا بہت و حوصلہ کے مالک ہیں۔

صلۃ احباب بھی دیکھ رہے ہیں۔

علامہ محمد اسماعیل کے فرزند مولوی محمد قاضی آج کل ایون کے قضا میں مامور ہیں۔ برٹانیائی نسل کے
منظر الملک مرحوم کے عہد شاہی تھا جس میں رہے اور طبقہ علماء میں موثر و جید عالم ہیں مشرب بالعرفت
سے ہیں

یہ خاندان نسباً و اشتماً مولکوں سے ہیں۔ ان کے جدِ نذر گو اندلیز
اخوند زادگان مولدہ ایون علمت آراستہ تھے۔ شاہ سنیکن علی کے بیٹے جہانگیر سے
موضح کشت میں زمین لی۔ اور مولکوں سے وہاں اکٹا باد ہو گئے۔ اسکا لڑکا علامہ قاضی اخوند علی بن محمد
کا مالک خدہ بہتر سر بند خان سے موضح ایون میں زمین لیکر وہاں پر پود و باکشتیں اختیار کر بیٹھا تھا۔
اسکے بیٹے حافظ محمد کرار اور شرف الدین علم و تقویٰ کی دولت سے مالا مال تھے۔

مولانا محمد کرار کے فرزند آخوند زادہ کو لانا محمد عاقل سے جو قاضی اجل اور عالم با عمل ہے
پشاور سے علوم و فنون کی تکمیل کے بعد حرمین الشریفین کی زیارت سے مشرف ہو کر واپس
وطن میں آئے۔ انہوں نے سلسلہ طریقت میں حضرت عارف کامل شیخ عبدالوہاب عرف
پیر بانکی علیہ الرحمۃ سے اخذ فیض کیا۔ اور تمام عمر عبادت و ریاضات میں بسر کی۔ شاگردوں اور
معتابوں کی خدمت گذاری ہمہ وقت مصروف رہے۔ فخر جہاد کی سبقت میں سفر
آخرت فرمایا۔

ان کے بھائیوں سے اخوند زادہ شیر نیران و اخوند زادہ محمد قاضی علی عام باہل اور استوی
شمار تھے۔ حیرال میں عہدہ قاضی القضاۃ پر مولانا محمد قاضی علی بھی چند سال تک فائز رہے ان کی
وفات کے بعد یہ منصب اخوند زادہ علامہ اعجازی کو تنویر میں ہوا۔ اخوند زادہ علامہ اعجازی
و علامہ الصالحین و علامہ الذاکرین میں اخوند زادہ محمد علی قاضی مرحوم کے صاحبزادے تھے علامہ اعجازی
ان کے بھائیوں نے مرحوم دین کی تکمیل پسند کر کے حاصل کیا۔ تحصیل علوم کے بعد حجت الیس
آپا تو علم و معرفت مرحوم کے عہد میں علامہ اسماعیل بن ایون کے عہدہ قضا پر مامور ہوئے پھر حیرال میں
قاضی القضاۃ کا منصب حاصل کیا۔ علامہ اعجازی مرحوم کے عہد سے منظر الملک مرحوم کے عہد تک اپنے
عہدہ پر اعزاز سے رہے۔ علامہ الصالحین و علامہ الذاکرین میں علم سے آراستہ اور حافظ قرآن تھے
اور احترام سے یاد ہوتے ہیں۔ شاہانہ سے مولوی علامہ ذاکرین علی کے میزان شرع میں شامل ہونے میں
یہ خاندان اپنا سلسلہ نسب حضرت شیخ رحمہ اللہ کا

آخوند زادگان تھوڑے ہیں وہ ایون صاحب علیہ الرحمۃ سے متصل کرتے ہیں ان کے عہد سے
علامہ کبیرتہ کوثر ثانی کے عہد میں یہاں آئے۔ اور ایون میں سکونت اختیار کی۔ ان کا لڑکا

محمد حیدر علی میں کہاں رکھتا تھا۔ اور بہتر شاہ افضل ثانی کا استاذ تھا۔ چترال میں زمین پائی۔ اور سزا ہوئے
محمد حیدر کے صاحبزادے کا خزانہ زمین پوتہ قاضی عبدالرحمن نامہ عالم ہوئے شہر پور میں رہ کر انہوں نے
ادراج علوم میں استفادہ کیا۔ مسجد مہابت خان میں علماء و مہانتے تیار کی موجودگی میں علوم و فنون کا
امتحان پاس کیا۔ اور سند علم و دستار فضیلت حاصل کی پھر حج سے شریاب ہو کر مدینہ منورہ
وطن ہوئے۔ اعلیٰ حضرت سر شجاع الملک مرحوم کے عہد میں قاضی احمد کی وفات کے بعد تلمذ چترال
پر ترائے گئے۔ پھر قاضی الفضل کا عہدہ پائے۔ تمام ملک کے اہم شرعی فیصلے انہیں کے ذریعے سے
پاتے تھے۔ مین و بکت واسطے ہر گوار تھے۔ اعلیٰ حضرت مرحوم کے باب انکار بڑا اعزاز و احترام تھا
سنہ ۱۲۹۰ میں وفات پائی۔ انکا لعل حاجی عبدالغفار علی سے اسکا اولاد لائق شخص تھے۔ قاضی الفضل
کی نیابت میں چترال میں کام کرتے تھے۔ انہوں نے وہ دوا خزانہ جو سے سعادت اندوز ہوئے کچھ
مدت تک کونسل عدالت کے لبروں میں فائز رہے تھے۔ حاجی عبدالغفار کے لڑکے محبت غفار و
فضل غفار بھی فاضل ہوئے۔ محبت غفار کسی کسی سوچ بوجھ کا شخص ہے۔ عوام میں اختیار پایا۔ اور
نمائندگی کرتے ہوئے علامہ خزانہ کیپٹن سے کونسل عدلیہ کا نمبر سوا تھا۔ اور عقل و فہم سے
خاندان سے دانا داری رکھتے ہوئے شاہزادگان اور ان کے حلقہ اراکین خاندان میں وفت حد و است
رہے ہیں۔

قاضی الفضل مرحوم کے صاحبزادہ مولوی غلام احمد مدرسہ الہیہ دہلی میں تحصیل علم کے بعد جب
واپس وطن آئے تو علی گئے ہزان شرح میں شامی ہوئے شرعی فیصلوں کی نگارشی کی ذمہ داری انکی
پے دہرایا اور شریعہ بنی۔

علامہ اللہ جان ابن اسود جان اس خاندان سے تھے مگر عقلی سلاسل میں انھیں نزادہ صاحب
مولدہ کے تاجزادہ میں سے تھا۔ اور ان کے حلقہ اہل بیت میں منسلک تھا۔ اور اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد
میں انکا بڑا اعتبار ہوا۔ قاضی عسکر کا منصب پایا۔ جزئیاً یہ فقہ میں ان کی کمال استفادہ
انھار کا شاہزادہ جان نے اعلیٰ حضرت کے عہد میں مولانا سیر کے شاہزادہ کو اپنا کتاب سے قریب
دیا۔ مگر مولانا نے مرحوم کے اصلی نسخہ و تخطی کو واپس نہیں دیا۔ وہ کتب خانہ شاہی میں موجود نہیں ہے
مولانا مفتی اللہ جان کا دو سرا لڑکا چترال سیکرٹری ہونے سے ملافتہ اللہ جان کا باسب
انھار جان بھی بہتر شخص تھا۔ اور کثیر کے سفراء کے ساتھ کثیر بھی گیا تھا۔

مولوی غلام محمد قاضی الفضل مرحوم کے نواموں سے ہندوستان میں تعلیم حاصل کیے جب وطن
واپس آیا۔ سر محمد ناصر الملک مرحوم کے جہان کے انتخاب میں جامع علوم مانا گیا اور بہترین دانش
اور خوشی کام مقرر کیا گیا ہوئے۔ پھر قاضی عسکر نے ان کو بلیغ و ترویج شریعت کے لئے

حضرت اعلیٰ مرید اللہ نرسنگ کلاں سے یہاں آئے۔ اور دوسری ذات سے تھے۔ علم فوغہ ہی بتاؤ غیبی سے
حضرت یوں غم چمکنی حصار رحمت کی خدمت میں بار بار پائی پائی۔ اور بہت بلند تر مقام حاصل کیا۔ پھر
انکا پوتا ملا نور عین مسکن فقر میں کامیاب اور اہل کمالی میں شمار ہوتا تھا۔ اور ان کے بھائی نرسنگ
و صاحب فقر۔ حرمت میں بڑے با اثر و دلش تھے اور ان کے دوست کی زیادت ان کی دینی آرامگاہ
ہے۔ جہاں ذرائع کا راجہ بوتا رہتا ہے۔ ان کے مزید صفت ان کے خاندان والوں نے بتائے
غفلت کی کہ کس درجہ کے درویش تھے۔ ملا نور عین والیان ریاست کے نزدیک قدر و منزلت میں
ممتاز تھے۔ ان کے خاندان سے اخوندزادہ عبداللہ جان بڑے معزز اور علم و روح کیوہ سے بڑی
برکتوں والے بزرگوار تھے۔ انکا دسترخوان وسیع تھا جہاں پہاڑوں کا بڑا اہتمام ہوتا تھا۔ اور حضرت
مرتبہ کے عہد میں اخوندزادہ لکھنؤ بڑے احرام سے یاد ہوتے تھے۔ ان کے صاحبزادے مولوی محمد عظیم
خان اور سیف احمد می۔ والد کی وفات کے بعد مولوی محمد عظیم خان عہدہ قضا پر مقرر ہوئے۔ انھوں نے
مدرسہ امینیہ دہلی سے سند حاصل کی۔ بڑے محترم عالم ہیں۔ ہائی سکول درویش میں دینیات کے تدریس
بھی ہیں۔ سیف احمد نے نئی مزدبہ تعلیم میں قدم رکھا۔ مشرک پاس کرنے کے بعد جے۔ سی۔ وی کراچی
کا۔ پھر ہائی سکول درویش میں سیڈیکسٹر ہوئے ہیں انکا خاندان آباد ہے۔

قصبات درویش | درویش کے قاضیوں کے خاندان میں بڑے علماء و فاضلین گذرے ہیں اور
برکت و قوت خاندان سے یاد ہوتا ہے۔ قاضی زین العابدین اعلیٰ درجہ
کے فقیہ اور اچھی شہرت والے معزز تھے۔ ان کے بھائی مولوی شام الدین علوم دینی میں کمال مستغاث
حاصل کرنے میں کوتاہی تھے کہ اس اتن میں وفات پا گئے۔ قاضی زین العابدین کے لڑکے قاضی
الہام الدین بڑے ذکی البصیر عالم تھے تحقیق علم کے بعد وطن واپس آئے تو قضا کے منصب پر مامور
کئے گئے۔ پھر عہدہ سیرا نرسنگ پر آیا۔ اور عہدہ دے۔ اب اس خاندان میں مزید علم سے آراستہ
کوئی نہیں رہا۔

آخوندزادگان پروتہ | یہ اخوندزادے ملا عبدالغنی پشاور کے صاحبزادے ہیں ملا عبدالغنی
مستغاث شہر شاہ کشور شانی کے عہد میں حیرال آئے اور پروتہ کے سبب کلام
کلاں میں سکونت اختیار کی۔ بڑے محترم عالم تھے اس ملک کے اکثر علماء کو ہم ان کے تلامذہ تھے۔
ان کے صاحبزادے محمد ناجی اور محمد حاجی تھے۔ وہ بھی زکوہ علم سے آراستہ تھے۔ مولانا محمد ناجی کے
فرزندہ اخوندزادہ آخوند بابا تھے۔ ان کے وجود میں علم و عمل اکٹھے نظر آتے تھے۔ زہد و عبادت
میں معروف رہتے تھے۔ اب ان کی اولاد میں کوئی اہل علم نہ موجود ہیں۔
آخوندزادگان ارموچ | یہ ایک عالم کی اولاد ہیں کہ ان کا اسم گرامی مولوی حاجی خواجہ

کنوڑ ثانی کے مجدد ہیں، بخاندان بادشاہی کی حدود سے یہاں چلے گئے اور سکونت کی طرز ڈالنے لگا رہا
ملا خیر اللہ اور بوتا ملا علی، اللہ اہل علم میں شمار ہوتے تھے اور احترام کے مالک تھے۔

موصوفہ تاج نے اس کے خاندان کی چند کتابیں ملاحظہ کی تھیں۔ ان کی تعداد اور خوش فہم دیکھ کر
حیرت ہوئی۔ در یضیٰ مرآۃ کہ ان کے بزرگ علم میں بڑے ہی صاحب مراتب تھے۔ انور زادہ مطہر اللہ
کا نو ذراخون زادہ محمد حسن علم سے بہرہ یاب اور طریقت میں کامیاب تھا۔ زہد و تقویٰ کا حصہ دار اور
صالح شخص تھا۔ ابیہ حضرت مرحوم کے بعد میں اس خاندان کے مولوی کا نام زہدہ دیکھ کر اسے ایک ایسا
شخص یاد ہوا جس کا نام مولوی عبداللہ بن الفاریج تھا۔ انہوں نے مدرسہ احمدیہ المذہب سہروردی
تہ تحقیق قائم کیا اور جب وہیں واپس ہوئے تو اہل حضرت کے خطوط نظر ہوئے۔ اور اپنی علمی قابلیت کی وجہ
سے علمائے مولویہ کی صف میں امتیازی حیثیت کا درجہ حاصل کیا۔ کہوں نہ ہو بڑے غلام اور فصیح اللسان
مقرر تھے۔ مسیحا کی وجہ سے واقف اور قوتی معاملات میں خبردار تھے۔ چند سال تک کونسل عدلیہ
کی مجلس پرانہ بڑے پھر درجہ راجہ کا منصب مضافاً حاصل کیا۔ اور بڑی پائی فنی سر محمد نادر ملک مرحوم
کے خدیو میں مزید نو ذراخون سے سر فرزدادے مگر مرنے و فنانے کی کیفیت میں وفات پائی۔

ملا علی کس و ملا کمال شاہ یہ دونوں بھائی یا نندہر دیاب کے خاندان سادات کے تھے شاہ
کے دربار میں بار بار ہوا۔ اعتقاد حاصل کیا۔ علم میں بڑے کمال کے مالک تھے۔ خوشوہی میں پاکیزہ
و سلوک رکھتے تھے۔ شاہ کنوڑ ثانی کے فرزند شاہ کا پیش شاہ جو بہت بڑے علمی دار و درویش تھے وہ بھی
اس میں بڑے ترقی پزیر تھے۔ ملا علی نے بہرہ ور ہونے سے پہلے ہی سکونت کے ذمہ داریاں اخی اور
کمال شاہ کو دیکھ کر ان میں قابلیت نظر ہوئی۔ ملا علی کے خاندان سے اخذ اور محمد علی مرحوم
شخص تھا۔ تاجی میں وہ ایک جنگ و کشت میں محمد رحیم خان ساکھو خان کے متعلق ہیں۔ انہوں نے
شاہزادہ محمد شاہ کے سردار میں نمایاں بہادری دکھائی تھی۔ ان کی اولاد اخیرہ نواہوں کے نام سے بہار
میں آباد ہے اور انکا ہاؤس سندھوستان کے نام سے مشہور ہے۔

ملا کمال کی اولاد کے باوجود شیخو کوئی معروف شخص کو میں معلوم نہ ہوا۔

ملا حبیب اختر محمد کس یہ نو ذراخون مقام عمر کن کے باشندے تھے شاہ کنوڑ ثانی کے بعد میں
ملا علی کے اولاد علوم میں اور کمال رکھتے تھے۔ بادشاہ کے منور میں سرزد
تھے۔ یہ بادشاہ ملا کے بڑے قلمرواں تھے۔ اور ان کے بعد میں خدیو سنان۔ بدعتی اور بہار سے
ملا کے بڑے علم یاب آئے اور بڑی قلمروانی سے یہاں مقیم ہوئے۔ ملا حبیب اختر شاہ کنوڑ
کے دربار میں جو طریقت و لطافت سے اس طرح ممتاز رہے تھے۔ حکام کرتے ہیں کہ پسر خاں

کی وجہ حکومت میں ایک ہونی مذہب تہذیب کے لئے، اگر خلائی سنت (رضوان اللہ علیہم) پر مانے طبع وقت و ناشائستہ
 لفظ استعمال کئے اور دستنام طرازی کی۔ اگرچہ ملا حبیب آخوند غفر سے علی آغا۔ مگر سکوت کے بغیر کوئی چاہے کار
 نہ تھا۔ ایک روز ملا حبیب آخوند سے بہتر خیر اللہ کے قتل کی خبر جو بنی سنی تو اس گمراہ قلندر کی تلاش میں اٹھ کھڑا
 ہوا۔ لگاؤں میں حاکم کش کرتا ہوا آواز پڑی۔ کہ ملا تو کچھ میں پہنچو۔ قلندر نے جب اسے دیکھا تو اس
 کے بارہ کو بچپن گیا اور جاگ پڑ۔ ملا حبیب نے بڑی تیزی سے اس کا قبضہ کیا۔ اور گاؤں کے سامنے
 اسے جابجا۔ روہم آواز دہکاتا کہ اسے قلندر۔ دوزخ و دردناک کٹورہ دست۔ ماوہ پکشن ورتوار کے ایک ہی
 دور سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور دوسرے حیرال آئے۔ وہ میر نصرت خان ثانی، ان کے حوران علم سے
 پہرہ منہ لیتے اور ان کے سرگرد سے۔ ملا حبیب کے بونے پڑ پڑتے ملائی لپکس میں پھر کہیں میں رہتے ہیں۔
 اور آخوند۔ دسے کھاتے ہیں۔ ان کے خاندان میں قادیانی بھی موجود ہیں۔ جنہیں سے ایک صحیح عقلی
 کتاب لکھتا اور وہ مولف تاریخ کے ناظر آئی ہیں جو سنہ ۱۳۱۵ھ میں قادیانیوں کے ڈاکوؤں کے
 ہاں پھرنے یا دگا رہی تھی ہے۔ چنانچہ بری آثار قادیانی کی امدادی میں حیرال کی یادگار کے طور پر محفوظ
 ہے۔ بڑا خوشنود اور صحیح عقلی شخصیت ہے۔

ملا سعد الدین گجراتی پہلی اصل میں جامدہ پنجاب کے تھے۔ جو اپنے بھائی محمد حسن کے ساتھ شاہ کٹر
 آدی کے عہد حکومت میں حیرال آئے۔ اور شاہ کٹر کے دربار میں رونما پایا
 اور بعد میں جامع علوم اور حفاظت کرتے تھے۔ شاہ کٹر کے پیشوا امام مقرر ہوئے۔ بڑی عزت و شہرت
 رکھتے تھے۔ یہ وہی شخصیت صحیحہ ہے اور کچھ علاوہ کہ میں نہ میں پائی۔ ملا سعد الدین نے بادشاہ کی امانت پر
 بڑے اثر سے زندگی بسر کی۔ اور دونوں بھائیوں کی مدد و کج مقام میں دشمن نام سے موسوم ہوئے۔
 اور ان میں ہر ایک کا نام اور احمد حسن کا لڑکا خوار رحمت بھی علیت کے ساتھ اعتبار رکھتے تھے۔ تان محمد
 نامہ ان سے تھوڑی شہر محمد ابی نور احمد آجکل کے علماء میں سے شخصیت رکھتے تھے۔ تھانے کچھ پر مامور تھا۔ جس
 دار العلوم میں اس سے رسی ہوئے ہیں ان کا باب نور محمد قاسمی ہے۔ ان کا بیان ہے کہ شاہ کٹر ان کا
 بوجہ ملا سعد الدین مامور ہوا تو سندھ میں حاصل کی تھی جس پر سندھ لکھا ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے
 کہ وہ وہاں سے آیا تھا۔ نامہ میں شاہ کٹر کی علم پروردی کے سندھ میں سندھ کی نقل مرقوم ہے۔ یہی شیر محمد
 ملا سعد الدین ہے آگے مذکور ہوں جاتا ہے۔ کہ سعد الدین بن سیر محمد بن محمد بن حرمین بن حافظ احمد
 جہاں تھا۔ ہذا اور اپنے آپ کو حسین خلیفہ شمس کہتے ہیں۔

محمد حسن کی اودا دسہ خوار رحمت اور اسکا لڑکا شکور محمد اور اس کا لڑکا سید محمد اور اس کا لڑکا
 عزیز محمد اور اس کا لڑکا ابی۔ فضل احمد علی تان محمد کا دوسرا لڑکا تھا۔ جبکہ لڑکا عبدالحلیم آج کل شہرہ
 معاذ ربہ میں ال سکول کے مدرس ہیں۔ وہ بھی مامور ہے تان محمد کا خاندان پستور علیت سے روشن ہے

ہیتر نظام اسلک مرحوم کے عہد میں تاج محمد و خدامت ان کی ملازمت میں اس اعتبار سے تھے۔

مولوی محمد اسلم دکن و شہر قزم سے شاہ کٹور شانی کے عہد میں بڑے مشہور عالم تھے۔ علامتہ کوہ

برکس کے ایک ساتھ کچھ میں مفتی کا منصب بھی رکھتا تھا۔ مولوی غلام محمد اعظمی حضرت مرحوم کے عہد میں ایجوکیشن کی بنا پر اچھے فائز بنے جاتے تھے۔ وہ اس خاندان سے تھے۔ پھر دوسرے غلام محمد مولوی مدد ستر امینہ دینی سے تھے جو کر سکول میں میں مدد ستر رہا تھا۔ بعد میں وفات پائی۔

مولوی اخوند صاحب برکات شخص موضع موری کا باشندہ تھا۔ صاحب و زراہ تھا۔ عالم بھی تھا

خاصہ وہ ہے۔ جہاں دور دور سے زیارت کو آتے ہیں۔ ان کی قبر پر کتبہ لکھا گیا ہے جس میں ان کا سال وفات لکھا ہوا ہے۔ ۱۲۶۵ھ میں ان کا انتقال ہوا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت

و زمل ثانی کا عہد تھا۔ ان کے کوئی فرزند، ولادت نہ تھی۔ ایک بیٹا بھی جو ملا تاج محمد کی زوجہ بنتی۔ ملا تاج محمد

ملا سعد الدین صاحب موری کا فرزند تھا، سواد برہہ کو رہا ہے۔ چو کمرہ مولوی عبدالحمید کی دادی تھی۔

ابن انہوں نے ملا غوثی آخوند کی میراث نبھائی باوجود کہ استغاثہ کے۔ ملا غوثی آخوند کا سلسلہ

شاہ نوین بابا ایوب تک پہنچتا تھا۔

آخوند زادگان پیری مہرم سے آخوند زادگان کا گھرانہ ہے۔ اس خاندان سے علامہ کبیر علی

مستوفی تھے۔ موسوف نے بڑی بی بی مرزا کر ۱۳۳۵ھ میں وفات پائی۔

مولوی عبد اکریم اس خاندان سے مولوی عبدالکریم اعظمی حضرت مرحوم کے عہد میں علم و فضل

سے ممتاز تھے۔ بڑے باکمال شخص تھے۔ آج بھی کچھ منصب تھا۔ ان کے موصوف و شوقین ہیں بڑی

دلچسپی دیکھتے تھے۔ بادشاہ کے کتب خانہ سے بہت سی کتابیں حاصل کیں۔ پھر دوبارہ عیشی ہوئے۔ اعظمی

مرحوم نے بھی ان کی فہرہ دانی کا حق ادا کیا۔ اور ان کو مستعد کی جس بخشش۔ مولانا نے اول اول

استغاثہ اور پیر دانی سے دن بسر کئے۔ کتب بادشاہ کے اہلار سے معائنے آدیر کا منصب قبول کر دیا،

بہرہ بادشاہت گزارے تھے۔ اور عبادت میں بڑھ چکا تھا۔ استغاثہ تھے۔ اعظمی حضرت نے کئی بار کونسل کی

ممبری ان میں پیش کی۔ مگر انہوں نے ہر بار وسعت چاہی اور قبول کرنے سے اجتناب کیا۔ حالانکہ ان کی

تعلیم میں عداوت تھی بہت تھی۔ اس سے بعض مشکلات بھی ان میں پیش آتی رہیں۔ وہ صاحبزادہ

مولوی فضل کریم صاحب مستند عالم دین ہیں۔ اور ان دنوں دارالعلوم چترال کے مدیر ہیں۔ اور ان کا چچا

ملا عبداللطیف تھا کے آدیر پر فائز ہیں۔

ملا مراد علی را مگر یہ بزرگوار و سید خاندان کی نفس کی یادگار و در المگر علاقہ لوگہو کے قدیم باشندوں سے ہیں۔ جیسا کہ انفس ثانی کے عہد میں ملا مراد علی عالم دین و موزن شخص تھے۔ شہید مولائے چترال جو قدیم سے بالائی علاقوں میں مشائخ تھے۔ اسی کی ترویج و تہذیب پر ملا کے موصوفت ہوئے۔ مرگم علی رہے۔ ان کا صاحبزادہ ملا عبدالرحمن دایان ملک کے دربار میں اعرار سے رہا۔ اور ان کا ایک بھائی جو میاں ملا کے نام سے مشہور تھا۔ چترال میں مشاہی خاندان کا استقامت تھا اور اپنی استقامت کے سن و چترال میں تہذیب کے زمین حاصل کر کے سکونت پذیر تھے۔

ملا عبدالرحمن کی فرزندہ خود فر دہ دین العابدین عام تھا۔ اقدار عین حضرت مرحوم کے عہد رس میں منصب قضا پر قائم رہا تھا۔ اس کا خاندان قدیم سے محرم رہا ہے۔

دورانی کے علماء

مولانا حاجی فضل کریم یہ صوفی و فاضل علم علاقہ لوگہو کے باشندے ادا ایک بزرگوار فاضل تھے۔ پیشاد میں رہ کر انھوں نے علم دین کی تکمیل کی۔ اور پھر حرمین الشریفین کی زیارت کیے چلے گئے۔ حج سے فراغت کے بعد ملک مدنی ملک واد و دوسرے بلاد عرب میں قیام پزیر رہے۔ اور پھر مدین میں مراجعت کی۔ وہیں میں حضرت باب خلیل الرحمن شاہ علیہ الرحمۃ سے طریق سلوک میں صحبت کی اور فضل دکن کی ولایت پائی۔ جب چترال آئے تو اعلیٰ حضرت مرحوم سے کشم کی قضا کا منصب حاصل کیا۔ راہ سلوک میں صحبت، طریقت کے باعث مشغل و بیامی کے بھی نہ سمجھتے تھے۔ مگر بادشاہ کے اصرار پر مجبوراً کونسل عدلیہ کی ممبری پر فائز ہوئے۔ مگر فرائض و فرائض پر متوجہ ہونے کے بعد حردت بھی مساعی و عبادت بتجدد و فوغل میں فرق نہ کرنے دیا۔ موصوفت کا باب علم و فہم حدیث و فقہ میں بہت عہد تھا۔ ادبی ذوق بھی تھا چنانچہ فارسی اور عربی میں اشعار بھی کہتے تھے۔ مکران کی کوئی معتبر قضیہ یادگار نہ بن سکی۔ کونسل کی ممبری پر مدت تک قائم رہے اور قریب بیانات اعلیٰ حضرت مرحوم کے حضور میں نعیم رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کا راجہ خیرت کشم کی قضا کے منصب پر مامور ہوا۔

مولانا بکر الدین ملا صاحب امردن، رنگ ایوں کے باشندے ہیں۔ خود راہ صاحب مولدہ کے شاگردوں سے تھے۔ اور ان کے حلقہ امداد میں حاضر رہتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد اعلیٰ حضرت کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اقدار شریعہ امور کے علاوہ میں مسائل ہونے بڑے فقیہ تھے۔

اعلیٰ حضرت کے دربار میں سزائے ہوئے اور ملازمت کے طور پر سفر و حضر میں شامل رہے۔ علاحد صاحب
مکتبہ نسخ اور خراجہ نکات سے بھر پور تھے۔ اس طرح ہر ایک بات میں بادشاہ کو ہنسایا کرتے تھے
پھر کونسل میں جبری ہوتا تھا۔ جب انکا انتقال ہوا تو انکا بیٹا کا مولوی عبدالعزیز جو اجمالی تھی
اور علم فقہ میں کامیاب تھا اس نے اعلیٰ حضرت کے حضور میں اعتبار پایا۔ اور مفتی کا منصب حاصل کیا۔
پھر نذیب مفتی نظام کے بعد سے ہوتا ہوا ہے۔

ملا صاحب مرحوم کا دوسرا فرزند عبدالعزیز بنیائی نسبی محمدنا صمد ملک مرحوم کے عہد میں
مستبر ہوا۔ اور ریاستی پولیس میں سیرٹڈ خٹ کا عہدہ حاصل کیا۔ پھر بنیائی نسبی محمد صفا ملک
مرحوم کے عہد میں پولیس افسری کے پردہ میں بہت سے اختیارات کا مالک ہوا۔ اور اعتبار پایا۔
کسی خاندان کا عیسائے فرزند اسلئے خان ایک صوفی نقشب پاپ کا بیٹا اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد
میں وتری ملازمت رکھتے ہوئے توتہ خانہ کا منشی تھا۔ پھر مسلسل خدمات کی وجہ سے نئی تنظیم کے
بعد خزانہ کی دفتری ملازمت میں منتقلی ہوا۔ اور وہاں خزانہ کی عہدہ حاصل کیا۔ اب خزانہ میں
ان کے نمبر کے نقیبانہ ہیں اور سرکب فیس ملتا ہوتا ہے۔ وہ نہ رٹا رٹ کا مدام سرور پولیس کی سسی
ماس کر کے ہڈیاں شکر کی ہوتی ہیں۔ دوسرا کا قذم عمری۔ لے بی بی پاس کر کے ہڈیاں شکر کی ہوتی ہیں۔
بچے۔ تیسرا کا تمام اجزاء ہیں۔ اسے پاس کر کے بیٹا کل کا بیٹا ہیں ڈاکٹری تعلیم شروع کی ہے۔ انکی تصویریں
پہاں ثبت ہیں۔ ہڈیاں خان بڑے کفایت شمار کر رہی ہیں اور معتبر شخص ہیں۔

مولا صاحب کے بوسوں ابوں کے رہنے والے اور محمد خونت کے پوتے تھے۔ اور بہت
بڑے نقیبانہ ویرسلوک نقشبند ہیں بھیت تھے۔ اور اس سلسلہ کے اوراد و
ذاتی لفظ میں تا حین حیات بڑی مصروفی سے مل پڑتے تھے۔ جب اعلیٰ حضرت مرحوم کے دربار میں داخل ہوئے
تو ٹوکے اعزاز سے دن بسر کئے۔ اور سفر و حضر میں شہر پولیس رہے۔ بادشاہ کی جانب سے معقول وظیفہ
ملکاش کے لئے وترہ ہوتا تھا۔ ملا شکر میں شریک رہتے تھے۔

ان کی وفات کے بعد ان کا صاحبزادہ شہاب الدین جب قلیلم سے واپس آئے تو مستند عالم تھے۔
شہرت پائی۔ ان کی تقریر جو ذہب و قلوب تھی۔ اور ساتھ ہی کسبایات سے دلچسپی تھی۔ عوام میں مقبول ہوئے
۱۹۵۵ء میں جب کونسل عدلیہ کے لئے عوامی ٹیکہ ڈراما کی ایک کے عہدوں کا انتخاب ہوا تو مولانا
شہاب الدین بخاری ٹیکہ کے خاندانہ ہو کر کونسل عدلیہ کے ممبر ہوئے۔ چار سال تک کونسل عدلیہ
میں کام کیا۔ اور اپنے خزانہ شخصی کو گروہ بندی کے تعصبات سے بالاتر ہو کر سراج نام دیا۔ حلیت کے
ساتھ باغ قسم کا ذہن شور بھی رکھتے تھے۔ ۱۹۵۶ء میں عثمانی میزان سراج پر مامور ہوا۔ اور اس
عہدہ پر عوام کے شکوک و شبہات سے بالاتر رہے۔



میرزا اسلم خان خزانہ دار و صاحب بیگم ہریدوار کے

مولوی محمد فضل کریم مولوی فضل کریم مونی دین کے باشندے ہیں۔ لکھنؤ اور حاضر کے علماء میں تسلیم شدہ ہیں۔ فقیر میں سن ۱۲۱۹ھ میں ملائے ملک سے کونسل عدلیہ کے لئے ممبروں کا انتخاب کیا۔

ملا۔ تو مولانا اس میں شامل تھے۔ دو سال تک کونسل میں ممبر رہے۔ پھر جب مادی وہ دست میں کھول کھولے گئے۔ تو دست پریش میں وہ معلوم ہوئے۔ مابعد جب وہاں سے واپس آئے تو شاہی خاندان کے شاہزادوں کے ساتھ بنائے گئے۔ پھر چترال سکول میں معلم و خیانت رہے مابعد میزان شرع کے علماء میں شامل ہوئے۔ اب چترال خاص کے ایک حصہ پر دین کے ساتھ قاضی مقرر ہوئے۔ جامع مسجد میں ہر ہفتہ ایک گھنٹہ جو کہ محلہ کوٹہ تھے۔ ریاست میں جب مسلم لیگ کی غریب کا دور شروع ہوا۔ اور اس کے مقابلہ میں بخاری لیگ کا قیام ہوا۔ تو مولانا اتحادی لیگ کے حامیوں میں تھے۔ اور اس سلسلہ میں آپ ریاست کے خبر خواہوں کی صف میں رہے۔

مولانا محمد فضل کریم کے آباد اجداد کا شجر کلاں سے چترال میں آئے۔ اور یہاں مستقل سکونت اختیار کی۔ انکا جد کلاں محمد ناضی لیگ کا شجر سے ہجرت کر کے مستوح آئے۔ اور وہاں مہتران الملک بن یادناہ خوشوقت کے ہاں رہے۔ انکا استاد سوا۔ فقیر بڑھائی۔ مہتران الملک نے ان کو ریس میں زمین دی۔ وہاں قیام کیا۔ اور ادھر ہی وفات پائی۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے لڑکے عبدالشکور لیگ نے قیام ریس کو بند نہ کیا۔ اور دین چھوڑ آیا۔ یہاں پر زمین خرید کر طرح سکونت ڈال۔ ایک مسجد تعمیر کی۔ وہ بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ وہاں امامت قائم کی۔ ان کے والد محمد ناضی لیگ اور ان کے دادا عبدالسہام دونوں بڑے جید عالم دین تھے۔ عبدالشکور لیگ کے لڑکے ملا عبدالرحمن۔ ملا عبدالعلیم اور ملا محمد رحیم ہیں۔ مولوی فضل کریم۔ ملا عبدالعلیم کے فرزند ہیں۔ ملا عبدالعلیم مہتر شاہ الملک مرحوم کے عبد میں شہزادہ بہرام ملک کے استاد تھے۔ اند برقی مقام میں شہزادہ موسون کے گھر جاتے پھر واپس آتے۔ ملا عبدالرحمن و ملا محمد رحیم گہرنگ انداس کے فوج میں مسجدوں کے امام ہیں۔ مولوی عبدالعزیز آبی سکول چترال میں و خیانت کے معلم ہیں۔ جو اس کے بھائی کے فرزند ہیں۔ انکا خاندان علم سے آراستہ ہے۔ ایک سو ستر سال ہوئے کہ یہ خاندان کا شجر سے یہاں آکر آباد ہوا۔ مولوی فضل کریم کا لڑکہ بھی فقیہ ہے۔

ملا نرین شاہ بھی قدیم علماء سے ہیں۔ مونی خورشادہ چترال میں رہتے تھے۔ بڑے مہتران اور فقیہ تھے۔ اور حضرت باجا صاحب کٹر علیہ الرحمۃ سے بیوی اور

بنی یا فتنہ تھے۔ گوشہ نشینی اور پرہیزگاری کا شیوہ رکھتے تھے۔ اند بادشاہ وقت کے بے رابط اور دربار شاہی سے الگ تعلق رکھتے تھے۔ شرعی امور میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔ جب ملک کے اندر کچھ مسائل شرعیہ میں اختلاف پیدا ہوتا تو آخری فیصلہ کے لئے انہی کی جانب رجوع

کیا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اوقات شرعی فیصلہ کے وقت وہ قاضی القضاۃ کے پاس موجود رہتے تھے۔ انکا ایک فرزند مولوی عبداللہ حبیب ہندوستان سے تحصیل علم کے بعد واپس چترال آیا تو چترال سکول میں معلم و نیات مقرر کیا گیا تھا۔ اس خاندان سے مولوی محمد اسماعیل بڑے مشہور عالم اور فقیہ تھے۔ مہر ان شرع کے علماء میں مامور رہے۔ اور خاص چترال کے عہدہ قضا پر فائز رہے۔ اور سکول کے سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک تھے۔ سلسلہ میں وفات پائی۔ اور انکا بڑا اثر کا باب کی مندر قضا پر مامور ہوئے۔

اس عہد کے سید اور محققین علمائے دین

اعلیٰ حضرت مہر شجاع الملک مرحوم علماء کے صدر دان تھے۔ اعدان کے عہد میں ریاست کے مولوی و عرض میں متعدد علماء رہے۔ جو شاہی دربار میں اپنے علمی مدارج کی بنا پر اعتبار رکھتے تھے۔ اور بعض دن میں قضا کے منصب پر فائز رہے۔ اور بعض مدرس میں معلم ہوئے تھے۔

حاجی مبارک شاہ۔ انھوں نے لاہور و کشمیر میں قضا کے منصب پر فائز رہے۔ مہر فقیہ تھے۔ پھر ان کا تڑکا مولوی رحمت شاہ عہدہ قضا پر مامور رہا۔

مولوی محمد شاہ و ملا بہرام شاہ۔ یہ دونوں علاقہ استند میں اصحاب علم و ادب نبوتی تھے۔ اور اپنے علمی نفاذ کی بنا پر اعلیٰ حضرت کے حضور میں اعتبار رکھتے تھے۔

مسنجی محمد ولی اللہ و ملا محمد علی جان بروتر۔ یہ علماء بھی اصحاب علم و نبوتی اور شریعت کے علماء رہے۔ اور مختلف مدارج کے نقشبانیہ مشیرانہ عیادتے تھے۔

مولوی حبیب اللہ بروتر۔ بعد کے زمانہ سے تھے۔ ہندوستان میں ہا کر تحصیل علم کیا۔ جب وطن واپس ہوئے۔ چترال کے سکول میں معلم و نیات مقرر ہوئے۔ فصاحت کلام و قرأت قرآن مجید کے اچھے قاری تھے۔

مولوی حبیب اللہ حضرت وندش۔ اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں جب چترال آئے۔ علم کے ساتھ طبابت کی حیثیت سے حکیم کے نام سے مجتہد ہوئے۔ چترال میں انہیں پائی اور کئی برادریات کیلئے

و ظیفہ مقرر ہوا۔ انہوں نے ہندوستان کے دیوبندی علماء و سب سے عقیدہ علم کیا تھا۔ بعض مسائل میں مذہبوں کے قدیم علماء سے اختلاف دیکھتے تھے۔ بعضہ الوداع کی قضا نمازوں اور تہجد کے بعد ادا کرتے تھے۔ ظہر کے

نماز کے بعد۔ اس کے دیوبندی عالمی کہتے تھے۔ طبابت میں وہ شاہی خاندان کے طبیب قرار پائے۔ بیک اور برادری عالم تھے۔ بسا اعلیٰ حضرت کے حضور میں سوز ہوئے۔ چترال میں انتقال کیا اور یہی دفن ہوئے۔

مولوی محمد اسلم موریکو بہ خاص کشم کا باشندہ تھی۔ تحصیل علم کے بعد جب وہ ایس وٹن آیا تو وہ اس عاقلہ
موریکو کے سکول میں مسلم وشیاب مقرر ہوا۔ پھر علاؤ موریکو کے منصب تھا براہور کیا گیا۔
علا میر حمزہ کو ریکو۔ علا صاحب تو ریکو کے باشندہ سے اور مستر عالم تھے۔ تحصیل علم کے بعد جب
وٹن آئے تو وہ ریکو سکول میں مدرس مقرر ہوئے۔ بالآخر جب کونسل عدلیہ میں علماء کا انتخاب ہوا تو وہ
علاؤ تو ریکو سے کونسل کے ممبروں میں شامل ہوئے۔ بڑے عمدہ نقیبہ تھے۔

مولوی عبدالرحمان کاری خانہ ان سے تھے۔ ہندوستان سے تھیں علم کر کے جب وٹن وٹس
آئے تو انحضرت مرحوم کے دیار میں حاضر ہوئے۔ اور وہاں کے علماء سے چند مسائل پر اختلاف کیا۔
نشد جمنہ الوداع کی نذر قضا کے عمری اللہ خانہ جمنہ کو واسطے فرض اضیاء کو یہ حالت قرار دیا۔ بڑے
عصر سے ان نمازوں کا یہاں رواج تھا۔ اور مدت سے لوگ ان پر عمل پیرا تھے۔ مولوی عبدالرحمان نے
جب ان کو مسجد بہ نات و نعتات قرار دیا تو اختلاف رونما ہوا۔

علمائے سابقین کو یہ بات گوارا نہ تھی۔ کہ ان کے وزیر خیل کا اعتراف کریں۔ اور ان کو اس قابل
دجانا کہ علمائے حیرال کے خلاف اظہار حق میں گھٹک کر دیں۔ کہ وہ ان کی علمی شہرت کے خلاف ہو۔ اتفاق
سے یہ معاملہ پیش آیا کہ اس اختلاف کے دوران میں افغانستان اللہ حیرال تھے۔ جن جنگ واقع ہوئی
چنانچہ علاؤ پر کڑی پابندی عائد کر دی گئی کہ وہ اس معاملہ میں اظہار خیالات سے اجتناب کریں۔ چنانچہ
مولوی صاحب کے خلاف اذراء نقیب الزامات لگائے گئے۔ اور ان کے بارے میں کئی جیلے پیانے
تراشے گئے۔ اور بادشاہ کو ان سے بہ ظن اور تاحض کی گیا۔ اس طرح ان کو غیر مقدمہ اللہ والی قرار دیا
گیا۔ پھر انکو گھر بھیج دیا گیا اور حکم ہوا کہ بہ سلام بادشاہ حاضر شدم۔ یعنی خانہ نشینی و نظر بندی کی زندگی
پر مجبور کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ کچھ مدت تک نظر بند رہے۔ پھر ایسے لمحات آئے کہ حقیقت حال آشکار ہو
گئی۔ اور ان کے علمی کارنامے کی حیثیت واضح ہوئی۔ چنانچہ انحضرت مرحوم نے انہیں واپس طلب کیا اور انہیں
میزان شریع کے عمار میں شمولیت بخشی انکا احترام قائم کیا۔ اور شہزادوں کی تعلیم پر مامور کیا گیا۔ اور ان
کی حیثیت کے مطابق ولیفہ بھی متین کیا گیا۔ اللہ اس طرح بہ سزا و محترم ہوئے۔
دیاست کے علاوہ بادشاہ کے نعتات کے محتاج تھے۔ جب بادشاہ کسی پر نعتات کرتے تھے۔
کسی کو مہل نہ تھا کہ پھر اس کے خلاف جان و مال کرتے۔

سر محمد نادر الملک مرحوم کا عہد چونکہ علمی ذوق کا زمانہ تھا۔ اور ہر بائیس خرد میں ان علمائے دیوبند
کی صف میں سورہ طعن و بائیت سے متبرک تھے مولوی عبدالرحمان کا قول بالاجزا اللہ ہر بائیس مرحوم کی مجلس
میں مزید تعریف پایا۔ اور قضا کے کوہ کے منصب پر فائز کئے گئے وہی کے علاوہ انہی کاری میں زمین خرید کر

بخندہ گئی۔ ہزاری نس محمد مظفر الملک مرحوم کے جہد میں علی نے ملک کی تحریکات کا زمانہ آیا اور مولوی عبدالحمید چو کہ علاقے سیاسی کے حلقہ میں منسلک تھے باوجود اس کے وہ ان تحریکات سے بخت بخت کیونکہ ان کو ہزاریئیس سے ایک وہ تعلق بھی تھا جو رعایت سے وابستہ تھا۔ اور ہزاریئیس جب تخت نشین ہوئے تو علاقہ کوہ کے دورہ کے سونے پر ان کی دعوت پر ان کے گھر گئے تھے۔ اس زمانہ میں تعلق کی خاطر ہزاریئیس کو ان پر امتیاز تھا۔ ان کے جہد میں وہ معزز رہے ۱۹۲۹ء کے ادائگی میں مولوی صاحب کا انتقال ہوا۔ مرحوم علم حدیث میں بڑی دستگاہ کے مالک تھے اور بے ریا عالم تھے۔

ان کے لڑکے عبدالودود نے پٹنہ میں علم دین کے ساتھ مردہ تعلیم بھی حاصل کی ہے۔ لائق ہے انکا جیسما مولوی عبدالحمید بھی آج کل میں پٹنہ سے تحصیل قلم کر کے حیرال آبا سے اور بڑا اچھا واعظ اور مقررہ خانہ جاتا ہے۔ دیگر صدقوں میں جاگرد غلط مستجابہ اور سائین اسکے نفع کے مستفید ہوتے ہیں۔

مولوی فضل الرحمن | مولوی صاحب موضع کلام علاقہ مدکش کے رہنے والے ہیں اعلیٰ حضرت مرحوم کے جہد میں تحصیل علم کے بعد جب حیرال آبا سے آئے تو یہ بھی پکڑے ہوئے تھے کے نقب سے شہر رہوئے۔ کیونکہ دستہ نقب اب سر کی تھی۔ یہاں بھی انکا احترام ہوا اور میزان شرع کے علماء میں شامل ہوئے۔ کچھ مدت کے بعد ادا العلوم میں ریٹس مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں جن دورہ مش میں حیرال سیٹ سکالرش قائم ہوا اور ان ایک بڑے عالم کی فرصت ہوئی جو خطیب کی حیثیت میں فرجیوں کی اہمیت کرے ان کو وہاں مقرر کیا گیا۔ چھ ماہ کی سجدہ میں خطیب میں۔ اور دیانت کے علمائے کاموں کے شرعی فیصلے بھی ان کے تعلق میں ملے پاتے ہیں۔ مستند و مظہر عالم ہیں۔

مولوی غلام نبی | یہ علاقہ کوہ بالا خاص سردی کے باشندے ہیں۔ ملا غلام خان کے فرزند ہیں۔ ان کے والد القہریم علیہ السلام میں بہتر تعلیمی اور اہل طریقت تھے۔ اور صاحب مرد تھے اعلیٰ حضرت مرحوم کے جہد میں جب تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس حیرال آبا سے تو ان کی علمی شہرت بلند ہوئی۔ اور علاقے میزان شرع میں شامل ہوئے۔ ہزاریئیس محمد ناصر الملک مرحوم کے جہد میں چونکہ ان کو علی سے جہد و تہذیب سے خصوصیت کے ساتھ مجلسی تھی۔ مولانا غلام نبی نے مزید تقرب پایا۔ اور بعض اوقات پیش امام بھی رہے۔ علاقہ کوہ بالا کے منصب قضا پر فائز ہوئے اور پٹنہ میں زمین حاصل کر کے وہاں مستقل قیام کی طرح ڈال دی۔ ہزاریئیس محمد مظفر الملک مرحوم کے جہد پرستور علی میں مستقر تھے۔ اس کے بعد جب ریاست میں نیا انتظام شروع ہوا۔ مولوی صاحب علاقہ مستوح میں ذریعہ اور شرعی کے جہد پرانور کئے گئے۔ اور ڈپٹی کمشنر کی حیثیت میں رہے۔ علم دین کے ساتھ سیاسی شعور بھی رکھتے ہیں۔ بڑے اچھے مقرر ہیں اور علاقہ کوہ بالا کے قاضی ہیں۔

مولوی حضرت الدین | مولوی علاقہ تو ریکوہ ایستادہ کے باشندے تھے۔ اعلیٰ حضرت مرحوم کے

جہد میں جب ہندوستان سے تحصیل علم کے بعد وہیں چترال آئے معتبر علماء میں شامل ہوئے اور غزوات میں زمین حاصل کی۔ اور وہاں مستقل سکونت پذیر ہو گئے۔ اور علاقہ مستونج میں، جسے منصب تقاضا حاصل تھا، نشستہ ہیں چترال مانے گئے۔ وہاں قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز کئے گئے۔ لیکن ایک سال بعد بعض اور شرعی اختلاف کے باعث اس منصب سے معزول کئے گئے اور بعد ازاں مستونج پر چلے گئے۔ بڑے فصیح و بلیغ کلام سے رونق لاتے ہیں۔ اور ان کے وقت میں بڑا اثر ہے۔

مولوی محمد قاضی | وہ ایک علاقہ تورکھو کے باشندے تھے۔ اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں جب تکمیل علم کے بعد واپس چترال آئے تو اپنی علمی و اخلاقی برتری کی وجہ سے ان کے حضور میں مستقر ہوئے پیراج کے لئے ارادہ کیا۔ تو حج کے سفر مبارک کو شاہی معارف سے اور ایک نام نہاد حیثیت سے رہے۔ گواہ و اس کے وقار کی سیاسی تحریکات میں انکا مدد و معاونت کے حالات میں کچھ غلط برداشت چترال میں رونق پائی۔

مولوی محمد وزیر | یہ بھی مولوی حضرت الدین کے بھائی اصل استوار علاقہ تورکھو کے باشندے ہیں۔ جب چترال میں واپس آئے تو اپنے علمی فضائل کی وجہ سے معتبر علماء میں شامل ہوئے۔ بڑائی نس میں منظر الملک مرحوم کے عہد میں انکا بڑا اعتبار ہوا۔ جب پاکستان کا قیام مل میں آیا تو بڑائی نس نے سب سے پہلے الحاق کا اعلان کر کے مولوی محمد وزیر کو اپنے فائز کے حیثیت سے قائد اعظم کے پاس بھیجا اور انہوں نے بڑائی نس کا پیغام و وفاداری ان کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کے بعد مولوی محمد وزیر بڑائی نس کے حضور میں مزید معزز ہوئے۔ علاقہ خندہ کا منصب تقاضا ان کی تحریک میں دیا گیا۔ جب چترال میں مسلم لیگ قائم ہوئی تو اس کے نقاب میں، تھوڑی دیر تک کام کیا۔ اہم کام تھا۔ جس کو عملی صورت میں لانے کیلئے چارہ ساز میزبانی خیر خیر اہل کے ذرائع مہیا کیے۔ اپنی میں مولوی محمد وزیر بھی شامل تھا جس نے ذہنی اور عملی طور پر اس کام کو انجام دیا اور اس کے اراکین میں شامل رہے۔

مولوی محمد وزیر مکر آباد | مولوی محمد وزیر مکر آبادی شہر خٹک علیہ قوم سے اور علاقہ کشم کے باشندے ہیں۔ ان کے والد کشم سے مکر آباد آئے۔ وہ زمین حاصل کر کے سکونت اختیار کی۔ تعلیم کے بعد جب واپس چترال آئے تو مستر علاقہ کے طبقہ میں شہرہ ہوئے اور اعلیٰ حضرت مرحوم کے دربار میں معتبر ہوئے۔ میزان شریعہ کے علماء میں شامل ہوئے۔ بڑائی نس میں منظر الملک مرحوم نے ان کو صبر کونسل صدر میں نامہ فرمایا۔ بڑے فصیح و بلیغ داعی ہیں۔ ہر مسجد کو جامع مسجد کے منبر پر خطا کرتے ہیں خوش کلام و بہترین داعی ہیں۔ انکا دوسرا بھائی معروف بہ گریب مذہب ہیں اور وہ خطا بھی کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں ریاست اور حکومت کے خیر خواہ ہیں۔ اور خود عرفانہ تحریکات سے الگ تھلک رہتے ہیں۔

ملا غلام محمد چیمبر کھن | اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں جب ملا غلام محمد چیمبر کھن قیسم سے واپس آئے تو معلوم

جو کہ بڑے نقیبہ ہیں ان کو چرکمن کے منصب تقاریر مقرر فرمایا گیا۔ پرائیوٹ ٹیچر کی شان، طرز و رہنمائی
 ائمہ اعلیٰ حضرت کے دربار میں مستبر نے۔ ائمہ ذہبیہ و حنفیہ کی ملازمتوں سے بہرہ مند تھے۔ شرفیہ میں
 دیانت پائی۔

مولوی محمد یوسف | انکا خاندان خیرال میں شاہی خاندان کی امامت و استاذی کی بنا پر قدم سے معزز
 تھے۔ اور اخوندزادہ سے کہلاتے تھے۔ یہ خاندان زبور علم سے اور اسناد و مصحف

حافظ قرآن ہیں۔ ان کے خاندان میں کوہی صاحب باب سے پہلے شاہی مسجد قسہ کے اہل علم اور نبات
 طبعہ آوازہ صحیفہ قرأت کا ملکہ رکھتے تھے۔ انکا علم بڑا نادر اور سوتا تھا۔ قدیم سے شاہی مسجد قسہ کے دور
 حصہ میں مسجد تھی۔ جو قسہ کے حصہ کے اندر تھی۔ جب غلامی میں قلم خیرال کی ان سرور فقیر کی لکھی تو سابقہ مسجد
 کو بھلا رکھ کر بڑی جامع مسجد کو قسہ کے باہر تعمیر کیا گیا۔ ان دونوں مساجد کے مابین ان اخوندزادہ کے

میں مولوی محمد یوسف اخوندزادہ و حمیداد کے فرزند ہیں۔ پندہ و نشان سے مستند ہو کر جب واپس آئے تو
 پائی سکول خیرال میں دیہات کے مدرسہ مقرب ہوئے۔ انکا بھائی مولوی محمد علی خیرال پھیلاؤنی میں
 خوجیوں کا امام ہے۔ بڑی تعلیم کے ساتھ حافظ قرآن ہیں۔ ان کے والد بڑا نادر دربار شاہی کے معلم تھے۔

حافظ سراج الدین صاحب مسجد کے اچھ میں اور اصیحت مرحوم کے مجدد تھے۔ اب تک اپنی امامت پر قائم
 ہیں۔ انھوں نے علی حضرت مرحوم کی اسناد ذی یمن کی تھی۔ قرآن شریف پڑھاتے ہیں۔ بڑی برکت والے
 شخص ہیں۔ اور دونوں قسہ میں جو مسجد خاص ہے ابھی حافظ محمد عظیم جان امامت کرتے ہیں وہ بھی شاہی و مبارکی
 مسلم رہتے ہیں اور کائنات کا صاحب کے فرزند ہیں۔

ملا خوشنوار | یہ اصل کوہی کے باشندے ہیں۔ شاہان اسلام مرحوم کے مجدد سے شاہی بیگمات کے
 استاد اور ہے۔ مجدد یقینہ تھے۔ علی حضرت مرحوم نے یمن میں ان سے کلام مجید اور

دبی کتاب میں پڑھی تھیں۔ اسیلہ کے ساتھ ہے کہ میں احکامات گروہوں۔ جب تخت پر بیٹھے تو ملا خوشنوار کو مستبر
 کیا۔ چترلی میں بسراوقات کے لئے زمین پائی تھی اور ذہبیہ بھی ملتا تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کا لڑکا
 ملا عبد المجید شہید ہی مسجد کا مؤذن تھا۔ ائمہ پیرا کی وفات کے بعد ان کا لڑکا ملا عبد المجید شہید ہی مسجد کا
 مؤذن ہے۔ علی حضرت مرحوم کے عہد میں عبد الرشید ہندستان کے سفروں تک ساتھ رہتا تھا۔ اور اپنے
 عہدہ کی بجا آوری میں سفروں میں مشغول تھا۔

مولوی خدادست جامع مسجد قسہ کا مؤذن تھا۔ ائمہ اس بڑی مسجد میں تمام فرض اور کتب میں ان کی ترویج
 میں تھیں۔ ان کے انتقال کے بعد انکو لڑکا حاجی سراج الدین ان تمام ذمہ داریوں کو سرانجام دیتے ہیں۔

حافظ شہد نوش | یہ ملکایون کے باشندے تھے علی حضرت مرحوم کے عہد میں رمضان المبارک کے فتم
 قرآن شریف سفرہ حضرت وہ سرانجام دیتے تھے بلکہ خیرال میں کوہی اور حافظ

خاندان کے وجود کو غنیمت جانتے تھے۔ رفتہ رفتہ عفا کی قلت دور ہوئی۔ اب ہر گھرانہ کی کثرت ہے۔ حافظ صاحب علی حضرت کی امامت کے سبب بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ۱۲۲۱ھ میں حج کو چلے گئے۔ اور ادھر ہی وفات پائی۔ ان کا فرزند حافظ شہزاد گل جب تکمیل علم کے بعد ہندوستان سے واپس آیا تو اپنے والد کے دربار میں مقیم رہا۔ مستفید ہوا۔ نئے عہدہ تنظیم کے بعد اپنی سلفی مفتی اعظم کا منصب حاصل کیا۔ دیوبند کے تعلیم پائی اور مستند ہوئے۔ وہ دربار حجاز کے سپاہی کی اسول سے بھی باخبر ہیں۔ بلکہ اس سلسلہ میں قید و بند کی آزمائشوں سے بھی شناسا ہیں۔

حضرت مولانا عیدن شاہ ان بزرگوار کا نمبر سب سے اول تھا مگر زمانہ کی پیگیری کا تقاضا یہ ہوا کہ حضرت مولانا حاجی عیدن شاہ کا شمار اب پیش ہوتا ہے۔ آپ جنور کے پائندہ تھے۔ تعلیم کے بعد ذہانت و حیرت شریعت کی مساوت سے پہرہ اندوز ہو کر وطن واپس آئے ۱۲۹۲ھ میں حیرالہ میں سکون کی بنیاد رکھی گئی تو آپ ہمیں مدرسہ مامور ہوئے۔ شاہی خاندان کے شہزادہ سے اور مقامی روسا کے بڑے سبب سے تعلیم پاتے تھے۔ عوام تعلیم سے بہرہ فرماتے۔ جب تعلیم کا معیار بلند ہوا تو ہندوستان سے ماسٹر بلا پا گیا جو ماسٹر کرم الدین تھے۔ انہوں نے مدلل تک پڑھایا اور سکول کے طلباء اس سے ملنے کے تعلیم حاصل کرنے کے لئے پشاور لا جو راولپنڈی کے چھوٹے ماسٹر بھی تھے۔ ان کو رخصت ہوا اور مولوی عیدن شاہ و بیات کے لئے بیچ تشریف لے گئے۔ جہاں انکا انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کے ایک فرزند صلاح الدین نے شہزادگان کے ساتھ پہلے تعلیم حاصل کی۔ پھر ہندوستان چلے گئے اور درویشی اختیار کی۔ مفتی دگرہوں کے قبضہ پر آئے ہوئے سلسلہ جیشید کے منسلک ہوئے۔ بڑا عہدہ تقام پایا اور اس وقت کراچی کے علاوہ دیگر صوبوں میں صلاح الدین کے نام سے رشتہ پذیر ہیں۔ اور روحانی برکات سے مالا مال ہیں۔ مخلوق خدا ان کے فیوض مبارک سے مستفید ہو رہی ہے۔

انکا عزیز ادبیاتی عبدالقادر لاہور سے اسٹریٹس تک تعلیم حاصل کر کے جب حیرالہ آیا تو گورنام کا منشی بنا۔ پھر وہاں سے تدریس ہو کر موجودہ سکول حیرالہ میں ماسٹر مقرر ہوا۔ اور اس کے بعد انتقال کر گیا۔ ان کا خاندان مسلسل تعلیمی خدمات کی وجہ سے اسٹاد کے نام سے معروف ہے۔

شیخ محمد امین یہ اصل میں گھنڈال ضلع گجرات کے باشندے ہیں۔ امدیہ سلسلہ کا روایت تجارت ۱۸۹۵ء میں رہائش آئے اور مستقل سکونت اختیار کی۔ اس خاندان کے پہلے شخص مولوی

شیخ رسول بخش تھے۔ جنہوں نے درویشی کے لوگوں میں تعلیم کا چرچا کیا۔ اندیہ بندوبست کیا کہ بچے گھر میں ہی مکتب کھولا جائے۔ چنانچہ اپنی استعداد کے مطابق درویش کے بیشمار بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ چنانچہ اس خاندان کی تبلیغی خدمات کا نمونہ یہ ہو کہ ۱۳۳۵ھ میں اس خاندان کے ایک دوسرے فرزند شیخ محمد امین نے تعلیمی سلسلہ کو آگے بڑھانے کا بیڑا اٹھا اور مدرسہ و تدریس کا معیار اس قدر بڑھا دیا کہ جب ریاستی سکول کھولا گیا تو

لٹکے ٹل کس کرنے کے بعد ہائی سکول میں داخل ہو گئے۔ اور ان کی تعلیمی استعداد اس قابل ہو گئی کہ وہ باسانی ترقی کے مدارج طے کرنے لگے۔

شیخ محمد امین اور اس کے خاندان کی تعلیمی خدمات ہمارا در ثابت ہوئیں۔ اور ان کی بے موصوف اور خالص تعلیمی خدمات سے فرزندان وطن ان کو آجکل استاد کے نام سے یاد کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ابتدا میں فنِ حلالی کا رواج درکش میں بالکل نہیں تھا۔ جو اس پیشہ سے کاروبار زندگی میں آسودہ حاکم بنیں۔ چنانچہ شیخ رسول بخش کے لعلائی شیخ علی بخش نے یہ کام کیا۔ کہ ہمارے بچوں کو فنِ خیاطی سے کامیاب کیا۔ اور وہ اس فن کی بدولت درمہ گار ہو گئے۔ پھر ان کے لڑکے شیخ تقی کریم نے بیٹ سے شاگرد پیدا کئے۔ جو اپنے فن سے روزی کمانے لگے۔ اور آسودہ حال ہیں۔ اس خاندان کی علمی تعلیمی و درسی خدمات و درمہ موجودہ کی ترقی کے لئے شعل راہ بن گئیں۔ اور باشندگان درویش کو ان کی خدمات کا احترام ہوتا کہ تار پتے میں یادگار رہے گا۔

سنہ طبعہ کے علماء و عہد حاضر میں ۱۹۵۸ء سے

یہ نئے عہد کے سند یافتہ علماء ہیں جو طالبین کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں اور ریاست کے تمام مدارس میں درس دے رہے ہیں۔ اور ان علماء کی طرح مقبر میں جو علمی استعداد و فضیلت کی وجہ سے قذوق کے منصب پر فائز رہے ہیں یا اسباب تہذیبی ہیں۔ یا دارالعلوم یا میزان شریعت سے رابطہ رکھتے ہیں۔ پس ان کی علمی صلاحیتیں مسلم و فضیلت کے لحاظ سے معتبر ہیں۔ ~~۱۹۵۸~~ میں ان کی فہرست چترال کے ہائی سکول کے دفتر سے منسلک کر رکھی گئی تھی۔ امید ہے کہ جن علماء کے نام اس میں شامل نہیں ہیں وہ عوامت فرما ہوں گے جن علماء کے نام و چند خاندانوں میں یاد ہوتے ہیں وہ اس میں شامل نہیں ہیں۔

۱) مولوی عبداللہ درویش	۹) مولوی عبدالرحمن کوثری	دریس
۲) مولوی محمد ولی خان درویشی	۱۰) مولوی عبدالحمید مولوی	"
۳) مولوی عبدالشکور کیسرو	۱۱) مولوی محمد مراد کوٹ	"
۴) مولوی غلام جیلانی بہونہ	۱۲) مولوی نور محمد شاہ	قائم کوٹ
۵) مولوی شہزادہ خان بون	۱۳) مولوی فیض الرحمن بونی	دریس
۶) مولوی محمد طیب چمرکون	۱۴) مولوی جمال الدین دیپکون	"
۷) مولوی محمد حیات شاہ	۱۵) مولوی شمس الحق	"
۸) مولوی عزیز اللہ کامی	۱۶) مولوی عبداللہ دیان نشکو	دریس و ترقی

۱۷۔ مولوی پیرا دین تریچ	درس	۲۳۔ مولوی غلام حبیب شکرانہ غلام محمد	درس
۱۸۔ مولوی مجتہد الدین تریچ	۶	۲۴۔ مولوی عبدالحمد مفتی	۶
۱۹۔ مولانا ابوالکلام	۸	۲۵۔ مولوی فیض محمد تریچ	۶
۲۰۔ مولوی فیض اللہ دیکھپ	۵	۲۶۔ مولوی عبد اللہ شکرانہ غلام محمد	۶
۲۱۔ مولوی جمال احمد دستار	۷	۲۷۔ مولوی امین الحق مولانا مفتی	۶
۲۲۔ مولوی فضل الرحمن شکرانہ	۷	۲۸۔ مولوی محمد شمس	۷

مولوی محمد شاہ قاضی سب سے اچھے مقرر و دانشور تھے۔ اور تفصیل مولانا شکرانہ کے امور شرعی سے مخصوص تعلق رکھتے ہیں اور سن ۱۹۵۵ء تک مولوی مسلم ملک کے سربراہوں میں شامل تھے۔ مولوی امین الحق مولانا شکرانہ کے تدریس کے ۱۹۶۰ء سے دو سال تک میزان امور شرعیہ چترال میں سربراہ رہے ہیں۔ اور بعد مفتی بن گئے۔

علامہ اکرم مسلم ملک ۱۹۴۹ء سے

یہ چند مخصوص علماء ہیں جن پر کچھوں کے سواچ مولوی نور شاہ دین۔ دین کے مولوی محمد عظیم۔ ایون کے مولانا صاحب نظام۔ مولوی نبروز بکیرت کے مولوی ذوالعین چترال کے مولوی عسبہ اللہ۔ مولوی عبدالحکیم درویش کے مولوی عبدالشرف دین۔

علمائے دین ہونے کے ساتھ خصوصی طور پر مسلم ملک کے اقتدار و حساب قیادت میں عوام کی نادی کی تحریک میں ذمہ داری کے ساتھ اصرار سے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ اور تکالیف برداشت کی ہیں۔ خصوصاً مولانا نور شاہ دین نے ریاست کے اندر سب سے اول میدان عمل میں قدم رکھا تھا۔ اندر توں کے مسلسل اپنی کوشش جاری رکھی تھیں اور اس سلسلے میں کافی مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھانے پڑیں۔ چنانچہ علیحدت و عزم کے جہد میں اپنے مواعظ میں حکومت کے خلاف اظہار خیالات کرتے تھے۔ سارا اندر سب سب اس میں مداخلت کیا کرتے تھے۔ لہذا دو اندر حکومت میں مقرب رہا۔ اور وطن عزیز کو خیر باد کہہ کر جلا وطنی بھی اختیار کی۔ مگر اپنی سعی جاری رکھی۔ اور یہ عزت پسند ترک نہ کیا۔ حق گوئی و مہیا کی میں ثابت قدم رہا۔

حتیٰ کہ حبیب ہزاری نے مولانا مظفر الملک مرحوم کے جہد میں آزاد مملکت اسلامی کے قیام کی توقعات کو وقت قریب آ پہنچا اور عوام میں آئندہ کے لئے فرسہ بند ہوئے، سو وقت ہزاری نے خود بیاہ لئے۔ حکومت کے خلاف ملک کے اندر سیاسی شورش کو آغاز ہوا۔ درویش سے چترال تک عوام نے نظام کے طور پر مولوی تریچ سے۔ ان علماء نے عوامی تحریک میں شریک اور ہمراہ ہو کر انصاف کے لئے آواز کیا اور بار بار مطالبات

اصحاب فقرو و اہل سنت کے منشی

شاہ پوریائی ولی علیہ الرحمۃ و الرحمتہ ^{۱۱۵۴ھ} کے دوران خاندان رئیس کے عہد میں ایک صاحب محل درویش شاہ پوریائی ولی علیہ الرحمۃ و الرحمتہ جتال میں گذرے ہیں جن کا تذکرہ تاریخ جتال میں بھی آیا ہے۔ چنانچہ مزید حالات بزرگان اصحاب فقر کے سلسلہ میں یہاں درج کرتے لازم معلوم ہوتے ہیں۔

شاہ صاحب غازیاباہر سے اس ملک میں آئے تھے۔ وہیں نے جتال میں درویشانہ طریق پر دنیا گزاری اور بہت سی کرامات ان سے مشہور ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ جب آپ کا انتقال ہوا تو اس کے ایک مہفتہ بعد آپ وہ گراہ ناہن جتال وید خشاں کی گھاٹی پر ایک ایسے شخص سے ملائی ہوئے جو جتال کا رہنے والا تھا اور وہ خشاں سے جتال واپس رہا تھا۔ اس درویش کے ہاتھ میں دو سبب تھے۔ انہوں نے وہ سبب اس مہاجر کو دیر سے اُتار دیا کہ ایک سبب شاہ نادر رئیس کو دے دینا جو اس وقت یہاں حکمران تھا اور دوسرا سنگین غلی کو۔ جب وہ شخص جتال میں پہنچا تو اس نے شاہ صاحب کی وفات کی خبر سنی تو وہ میرت زدہ ہو گیا پھر محل صاحب ارشاد اس نے ایک سبب شاہ نادر رئیس کو اور دوسرا سنگین غلی کی خدمت میں پیش کیا۔ اور واقعہ بیان کیا۔ شاہ رئیس اس شخص کے بیان پر متعجب ہوئے اور قبر کھودنے کا حکم دیا جب قبر کھودی گئی تو انہیں سو اے کفن کے کچھ نہ پایا۔

سنگین غلی نے جو موجودہ خاندان شاہی کا مورث اعلیٰ تھا اپنے حصہ کو سالم سبب کھایا۔ اور شاہ نادر رئیس نے نصف کھایا اور نصف کو شاہ صاحب کی قبر کے پاس پو دیا گیا۔ عین وقت پر اس ایک پو دا اگا۔ اور بڑے سستے بڑے درخت بن گیا۔ وہ درخت اب تک موجود ہے اور جس دھول دیتا ہے۔ یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ عام طور پر سبب کے درخت کی عمر میں برس سے زیادہ نہیں ہوتی مگر یہ درخت چھ سو سال سے قائم و دائم ہے اور اس کے میوہ سے لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ ان کی زیارت بار بار کہنے کی حاجت مسجد کے قریب واقع ہے اور اس پر گنبد تعمیر کیا گیا ہے۔

شاہ ^{۱۱۵۴ھ} میں باباجی صاحب کشف علی کرامات اور برہمنہ بنو من و برکات بزرگوار گذرے باباجی علیہ الرحمۃ و الرحمتہ ہیں۔ صاحب زادگان خیرآباد کے خاندان میں باباجی صاحب کا ذکر ہو چکا ہے بہتر شاہ افضل اول کے عہد میں۔

۱۲۵۴ھ میں بہتر شاہ افضل ثانی کے عہد میں یہ حضرت سدا پاکالامت کے درویش تھے ملا صاحب برگرہ ابھی علم میں مصروف ہی تھے کہ حضرت محمد شعیب علیہ الرحمۃ موضع قد و جبریل پند

کے سک ارادت میں منسلک ہو گئے۔ حضرت محمد شعب نے بڑی پابندیوں کی بغیر اور حضرت آدم بنوری طبرانی علیہ کی اولاد سے تھے۔ ان کی تعریف میں صرف اس قدر کہا ہی کافی ہے کہ حضرت اخوند عبد الغفور غوث سوات نامی بزرگ گرامی شخصیت ان کے دین تربیت میں تربیت میں پورا ان چڑھے۔ اور میرا یہ دروان ہوئے ملا صاحب برگہ دینی شہرت کی طرف ہرگز مائل نہ ہوئے۔ مسجد میں صرف فرض نماز ادا کرتے اور از پھر جنگل کی راہ لیتے۔ اور ذکر فکر اپنی کی مرستیوں میں کھو جاتے۔ علیہ کو سائل فقہ کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ ان کی توجہ سے لوگوں کی مشکلات حل ہو جاتی تھیں۔ اور بھی ان کا مزار عجیب تاثیر رکھتا ہے۔ اور مزاج خاص ہے انکا صاحبزادہ بھی درویش اور نیک مرد تھا۔

علاء صاحب اشرف ۱۲۹۵ ع۔ بڑے کمال والے بزرگ تھے۔ تمام دینی علوم میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے۔ حضرت اخوند عبد الغفور صوات رحمہ اللہ علیہ سے رشتہ ارادت رکھتے تھے عبادات میں مشغول رہتے۔ بڑی ریاضتیں کیں۔ عبادات کو جانگئے اور دن کو روزہ رکھتے تھے۔ زندگی پھر خانہ آبادی کی طرف طبیعت نے انھیں نہ کیا۔ علانی و غوی سے حتماً اجتناب کرتے تھے۔ انھاری کا اہتمام بیوب کا فرستان سے کرتے تھے۔ اس ملک کے علم کو مشتبہ جہتے تھے۔ شامی درباروں سے بڑا احترام کرتے تھے۔

سال میں ایک دفعہ اخوند صاحب صوات کے مزار کی زیارت کے لئے شگے پاؤں اور پایہ آیا جابا کرنے لگے۔ اگرچہ لاوری میں پہاڑ برف سے ڈھکا پڑ ہوتا تھا لیکن آپ شگے پاؤں سے عبور کرتے تھے۔

ابن حضرت مرشد شجاع الملک مرحوم کے عہد میں وفات پائی۔ انکا مزار مسجد شرف کے صحن میں ہے۔ ان کے تلمیذ یہ ہیں یوں کی اولاد و مورخہ جسے جنیس سے مولوی محمد الکریم لے، علی حضرت مرحوم کے عہد میں اعتبار حاصل کیا۔ ورنہ ان کے اشرف کے صاحب مرقا تہ ہوئے۔ ریاستی اسٹا بسٹا مور بھی ان سے متعلق رہے۔ انکا زادہ لاکھ شخص تھے۔ وہ اشرف میں ایک شخص کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ چنانچہ محمد ناصر الملک مرحوم کے عہد میں انکا قتل متحجہ قتل میں آیا۔

انکے بعد ان کے خاندان سے مولوی سید محمد حبیب تحصیل علم کے بعد واپس وطن آئے و تہہ علی و میں نشا تہ ہوئے۔ اور موضع اشرف کا منصب قضا اسے تفویض کیا گیا۔ ہر ماہ میں محمد شرف الملک مرحوم کے عہد میں کونسل عدلیہ کے ممبروں میں شامل ہوئے۔ پھر میران شریف کے عہد میں شریک رہے پھر علما اس شہر میں تھے۔ علم کے ساتھ سیاست کا دانشمندی سے بھی پوری طرح آگاہ تھے۔ ہر ماہ میں سید سعید الرحمن مرحوم کے عہد میں معتبر اور ان کے ساتھ خاص خلوص رکھتے تھے۔

صوفی نظام الدین | صوفی صاحب جنور کے رہنے والے اور بڑے عجب شخص تھے پشاور ہندوستان

میں رہ کر خفیہ علوم کی تعلیم۔ علم کے کئی شیعوں میں بہادت رکھتے تھے۔ ان کی ذکاوت و مدہن کی رسائی
بظہر حق۔ موصوف کے بڑے بھائی ملا سلطان ابن حضرت اخوند صاحب صحوات رحمت اللہ علیہ
علم تفسیر کا اکتساب کر رہے تھے۔ اوتارن کے حضور میں انہیں بڑی منزلت اور تقرب حاصل تھا۔
صوفی نظام ادب میں بھی حضرت مجدد رحمت میں شامل ہو گئے۔ اور میدان سلوک میں قدم اگائے بڑے
اور وہ پختہ شریعت رکھیں۔ اور اسے منظور و نظر ہو گئے۔ کہ حضرت اخوند صاحب بذات خود انہیں
دیکھ دیا کرتے تھے۔ صوفی صاحب بڑے خوش آواز تھے۔ اسی لئے مجلس اوقات انہیں کو خطہ ہمد کے لئے
مجلس کرتے اور ان کی امامت میں نماز بھی ادا ہوتی۔ بڑی اثر انگیز قدرت کرتے تھے۔ جب زراعت
کرتے تو سامعین گریہ نہ روک سکتے تھے۔ فراغت نماز تک لوگوں کی آنکھیں مسکینا رہتیں۔ جب وطن
دیکھتے تو اسی۔ دور وطن پر تھے۔ شاہزادہ سے ان کے دیدار کے لئے ضرر ہوتے اور وہ جسہ کی
خواہش کرتے۔ لیکن جب اخوند صاحب نے انتقال فرمایا تو صوفی صاحب کے حوالہ و اطہار سے بدل گئے
عزت گزشتہ کی کا طریقہ ترک کر دیا۔ امیروں اور رئیسوں سے اختلاف پیدا کر دیا۔ اس ملک کے دیہات میں
جہاں گیس دل چاہتا تھا جوتے، دروہیں مٹھ جاتے۔ لیکن ایک ہی جگہ نہ بیٹھتے۔ آتے یہاں تو وہاں۔
بھی اور مٹھ بھی، ڈھیر۔ موصوف کبھی وہاں نہ جوتے۔ خوبصورت خورن اور بے پاک غورنوں سے نہیں
کے انداز میں نہ تیار کرتے۔ ان کے جانی ملا سلطان الدین سے جغور کے ایک اوباش شخص کی باخون
مرتبہ شہادت پایا۔ قاتل ملک۔ بھونکر کر دیا گیا۔ صوفی نظام ادب میں نہ غلبہ شریعت و حرم کے عہد میں
وفا پائی۔ ورنہ جانی مسجد جغور کے پاس ہی مدینہ میں۔ اندھک کے لوگ صوفی صاحب کے مصلحت
دوگرہ جوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ یعنی ان کو صاحب ولایت و کرامت ہوتے تھے۔ وہ دوسرا سردار ان کو
نسب سے طاقت کر کے۔ واللہ اعلم عند اللہ۔

صوفی صاحب کے شاگردوں کا اسم گرامی۔ تراجم اور قوم داغمن ہے ان کے اجداد و لکھنؤ سے یہاں آئے
فرائد امامت دہلی۔ زبدہ نقوی کی طبیعت ہی مدحت سے پیلے ہی مدح
ما۔ شریعت جوانی میں خفیہ علم کی ترغیب سے شاد ہو گئے۔ نفس سے بیہ مبادیہ کرتے۔ گدہ کی مدد کی، کسی
ایک حزیق کے اگر نفس خواہش کرے جو بیشتر دن نہ لے آپ کو غور کر دیتے۔ اور اگر اوقات روزہ سے
رہتے۔ اور ان کو عبادت کیلئے روزہ و بیدار رہنے۔ بھرا نہیں بیت اور شریف کے حج اور مدینہ منورہ
کی زیارت کا شوق، اسٹائیر ہو۔ وہی کے سفر کے بہرہ چل سفر شریعت۔ عرب کی راہوں۔ جب مدینہ میں پہنچی
جب سے اترے تو وہاں کے نگار و نگار۔ رہتے تھے۔ پابند سفر۔ ان کو بیت عند حکم و زیارت
روزہ منورہ سے مشرف اندوز ہوئے۔ جب مراجعت برائے وطن ہوئے تو تہہ بند و تان کا سفر پیادہ ہی
کئے۔ جب وطن پہنچے تو یہاں سے بادشاہ صاحب کفر و کفر کے پاس گئے۔ اور ان کے حکم و رازت

میں منسلک ہو گئے۔ اور معیت کر لی۔ اور مزید بڑا دور اختیار کیا۔ بڑے ہی فیض و برکت و ست
بزرگ تھے۔ عابد و زاہد اور متوکل تھے۔ اعلیٰ حضرت سر شجاع الملک مرحوم ان کے خلی میں بڑا اعلیٰ اور
حقیقت رکھتے تھے۔ اور وفات کے قریب ان کے سر ٹٹنے جا کھڑے ہوئے اور وہی حاصل کی۔
ان کے پانچ صاحبزادے ہیں جن میں بڑے صاحبزادے عبدالباقی نے شاہد میں تحصیل علم حاصل کی۔
جب وطن واپس آئے تو سنگوڑ کے منصب قضا پر فائز ہوئے۔ اور اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں
محرم رہے۔ پھر کونسل عدلیہ کے عہدوں میں شامل ہوئے۔ مابعد میزان شریعت کے علما میں داخل ہو گئے
گئے۔ شاہی دربار میں اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں موزر رہا۔ مابعد سر محمد ناہر الملک مرحوم کے عہد کے
ہزار تالیف فیض الرحمن مرحوم کے عہد تک یہ ان علما میں شامل تھے جو ریاست کے خیر خواہ رہے کیونکہ
علما کا طبقہ سرناہر الملک مرحوم کے عہد تک ایک دہشتہ نظم و ضبط میں منسلک اور اپنے بادشاہ کے
تابع فرمان تھے۔ حکومت شخصی تھی۔ جب پاکستان کا قیام وجود میں آیا تو جمہوری حکومت کے نام لیوا
ہوئے۔ ائمہ علماء و درویشوں و حصوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک جماعت مسلم لیگ تھی۔ اور دوسری رہا سنی
لیگ۔ اور ان پر ایک کے اغراض و مقاصد عینہ تھے۔ مذکورہ علم کے ریاست میں اکثر علما مسلم لیگ
کے وابستہ تھے۔ تالیف علماء جو ریاست کے خیر خواہ رہے ان میں قاضی صاحب سنگوڑ اور ان کے تلمیذین
بھی شامل تھے۔

حاجی صاحب جعفری **انشین تھے۔** دنیا اور اس کے علانی کے چنداں خواہشمند نہ تھے۔ اس لئے
ان کا ذکر رویشوں کے زمرہ میں موزوں نظر آیا ہے۔ موصوف بڑے عبادت گزار اور متوکل تھے تھے
صوفی عبداللہ **اصلاً کاشم کے باشندے ہیں۔** میرا بادشاہ جنوری زمین یابی اور قیام کیا۔
طریقہ نقشبندیہ میں حضرت صاحب بہادر کلی پٹ ودر کے شاگرد اور مرید تھے۔
کوشی بزرگ صاحب تھے۔ اعلیٰ حضرت مرحوم کے عہد میں ان کے دربار میں آئے اور غریبوں کے لئے سفارشات
کا سدا جاری رکھا۔ اعلیٰ حضرت مرحوم کو ان کے اعتبار پیدا ہوا۔ اور ان کو اپنے قریب میں اعزاز سے رکھا اپنے
مرید گرامی جناب حضرت صاحب بہادر کلی کے حضور میں بھی خصوصیت کے ساتھ یاد دہتے تھے۔ ۱۹۳۳ء میں
عبدالغفر کے دن ان کا انتقال ہوا۔ اعلیٰ حضرت مرحوم کے حکم سے تمام شاہزادے اور خواہی ان کی تدفین پر حجاز
ہوئے۔ اور حرم سے ان کو دفن کیا گیا۔ مرحوم نے حج بھی کیا تھا۔ اور اندکات میں کبھی نا غریبیں کیا تھا۔
موصوف اصل مدک کے رہنے والے تھے۔ تحصیل و تکمیل علم کے بعد واپس
للا صاحب مدک **چترال آئے** جو میرت کے مقام بروزین خرید کی اور وہیں سکونت پذیر ہو
گئے۔ علم و فضل کے بادشاہ صاحب سلسلہ نقشبندیہ کے قدوة الابرار لیکن حضرت عبدالرحمن علیہ الرحمۃ

بادر کلاپٹ در سے بہت رکھتے تھے۔ ٹیپے میں در در کتوں والے بزرگوار تھے۔ صاحب جب عیوضت مرحوم کے دربار میں آئے تھے تو غریبوں اور مظلوموں کے لئے سفارتت کے اٹار لاتے تھے۔ ان کی سفارتیں اکثر کباب بھی مونی تھیں ان کے واسطے و نصائح کا بڑا اثر ہوتا تھا۔ علم و عارف تھے سلسلہ میں جب حاجی بیت اللہ شریف سے واپس پشاور پہنچے تو وفات ہوئی بڑا ینس سرناظر الملک مرحوم نے اپنے اہرام سے انکا جہزہ چترال پہنچی بادور بھیرت میں دفن کر دیا

مولانا صاحب ادیبیہ شاعر و مؤلف کا اسم گرامی محمد سنجاب ہے آدیہ کے ہاتھ سے اور قوم کوں در در جو مکاشفہ محفوظ کے آسے پر رہتے ہیں۔ انکا سلسلہ جنت و طریقت بھی خاندانہ عقیدہ سے مرفوعا ہے شیر علیا سے ہیں۔ دنیاوی تعلقات کے ہرگز خواہ سنگار نہیں ہیں علم و عمل و زہد و تقویٰ اخلاص و محبت ان کے وجود میں ممکن نہیں۔ درس و تدریس کا شوق بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے بڑا ینس محمد مظفر الملک مرحوم کے عہد میں شاہی کتب خانہ سے انکی کتب کے خواہ سنگار موسے افد بڑا ینس نے مسیح ستمہ کے تمام مجلدات ان کو بخش دیئے۔ موصوف نے مسودہ ج بھی کئے چترال کے علاقوں میں ان کے مرادین بھی ہیں اور وعظ و نصائح کے لئے علاقوں میں بھی ماباکہ تھے ہیں۔ اور سلسلہ شد و ہدایت جاری ہے جو بڑی فصاحت و بلاغت سے باریاں کرتے ہیں۔

حضرت صاحب بہادر گانی پشاور چترال میں موصوف مذکورہ عارفین الحاج محمد عبد الرحمن صاحب مرحوم سجاد نشین خانقاہ بہادر کلی کے صاحبزادے ہیں اور انکا اسم گرامی محمد عزیز الرحمن صاحب ہے۔ دو تین سال سے چترال میں مسجد خاندان قیام پذیر ہیں۔ اہلورے ایسے والد بزرگوار مسند ارشاد سمجھالا۔ اور ان کے خلیفہ و مجاز مطلق جانشین میں کتب تصوف و سلوک کے باوصف مسند و علمائے علوم ظاہری کی تکمیل کی اور سرکردہ فضلا و سے ہیں۔ اور چند۔ بد بزرگوں کے موصفات و توہمات غالب سے ہر مقام پر مستفید ہیں۔ عیوضت مرحوم سر سبز الملک کو آپ کے مد حضرت مفسر سے سلسلہ میں پشاور کے سفر کے موقع پر ملاقات کے دوران میں روحانی اخلاص و محبت کا واسطہ پیدا ہوا تھا۔ جس کی تکمیل کے لئے عیوضت مرحوم نے انکی خدمت میں ایک خط لکھا کہ پشاور میں آپ کا نیند خاطر خواہ میسر نہ ہوا تھا اس کی کو کسی دوسرے موقعہ پر پور کو سکی نو آہش رکھا ہوں۔ چنانچہ سلسلہ میں مسٹر عبد الکریم طہر کیانی باسٹندہ فقور چترال آیا جس کو چترال آئے کی ترغیب حضرت ممدوح نے دی تھی۔ اور طاہری کی حضرت ممدوح کے اساتذہ میں سے تھا۔ اعلا حضرت مرحوم نے ان کے چترال آنے کے لئے پور حضرت ممدوح کا شکریہ ادا کیا اور لکھ کر

یہی ان کے دُعا کو رہا سب کے لئے غنیمت بہشتیوں اور نیک نگر کی تجزیہ کاری اور نیک سنی سے ریاست کو
بہت زیادہ فوائد کے حاصل ہونے کا مکان ہے۔ یہی طرح سلسلہ خط و کتابت جاری رکھتے ہوئے شہر
میں اعلیٰ حضرت کی دعوت پر حضرت مجددِ مائے مرشد زادہ حافظ محمد ابراہیم سجادہ نشین موسیٰ زئی اور
مخدوم طریقت کی صحبت میں جنرل تشریف لائے۔ اور تریا یک ماہ انہوں نے جنرل میں قیام فرمایا۔
ابھی دُعا کا واقعہ ہے کہ وارڈ برٹن سرٹی جلال الدین نو مسلم جنرل آئے اور حضرت صاحبِ مجدد کے
ملقات کر کے سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک ہوئے اور حضرت مجدد و س کی بہت کر کے مرید ہوئے۔

جنرل کے روضہ و علم بھی حضرت مجدد کے سلسلہ اور وہ میں منسلک تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی
تو ان کے فرزند رشید و مہستق مروجہ حضرت صاحبِ جنرل تشریف لائے اور زمین و ہدایت
جاری رکھتے ہوئے پیر اور سہی خاندان کے ساتھ ساتھ نو جنات کا طریقہ جاری فرمایا۔ موجودہ
حضرت صاحب کا ایک بے نظیر عجوبہ روزگارِ حقہ کتاب تاریخِ عالم حبیب الدین شاہی کتب خانہ میں
موجود ہے جو بہت خوشخط و مضامین بھی ہے۔ یہی طرح جب دوسری دنیا آپ ہر جنرل تشریف
لائے تو بحال و اطفال جنرل کے ایک گوشہ میں ریاست پذیر ہوئے۔ آپ کے تحفہ کا کوئی انتظام رہا
سے جاری نہیں بلکہ چہر بھی آپ کسی کے محتاج نہیں فقط الجنب سے روزی کا سامان موجود ہے حلقہ
ارادہ مند ان مقامی کے علاوہ لشکر کے فہرستوں کا گروہ بھی آمد و رفت جاری رکھتے ہوئے آپ
کے نفوس مبارک سے فیض باب ہو رہا ہے۔ جنرل کے علی وجہ آپ سے ملنے میں زعلی فضائل
کے مباحث سے اعتراض کرتے ہیں کہ آپ کے علمی کمال و بلند وسیع ہیں اور آپ کا سلسلہ کلام
بہت مؤثر و جاذبِ قلوب ہوتا ہے۔

صاحبِ شکوہ حاجی فضل رحیم شکوہ فقر و قناعت کے شائع ہوئے۔ اور جیل حضرت مرحوم
کے عہد میں حرم تھے۔ انہوں نے اپنے ذاتی سرمایہ سے سات و تہذیب کیا تھا
طریقِ سلوک میں جیت یافتہ تھے۔ ان کے جبر علی آخوند صاحبِ شکوہ آپ۔ پرشے اہل کثیف اور کرات
کے بزرگوار تھے جن کی زیادت شکوہ میں مریج غلطی ہے۔ ان کے پرشے ہا جزا سے حاجی فضل رحیم
مستند عالم ہیں۔ میزان شرح کے علی و میں شامل ہے۔ دوسرے ہا جزا سے فضل اللہ جی ہندوستان
سے قیام حاصل کر کے داس اکر نہ بد قناعت میں شمول ہیں۔ یہ بزرگوار آخوند شکوہ علی مہرورنگ کے
نام سے شہور ہوتے۔ اور ان کا ایک کپا دس دس عہد کے کفار سے تھا۔ کیا یہ نام سے یہ مفہوم معلوم ہوتا
ہے کہ وہ ایزد نام تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مذکرہ ششماہی کے کھوسٹان

شعروشعرعی اور فصاحت کا فن علم ہی کی ایک شاخ ہے اور اکثر و بیشتر شعراء کا گروہ بھی اہل علم و کمالات سے ہی ہوا ہے۔ اس لئے مناسب جان کر اس ملک کے ادبا اور نصیحا کا ذکر علماء و صلحاء کے تذکرہ کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ ان کے فضائل و کمالات کے ذکر سے معلوم ہوگا کہ اس ملک کے فرمانروا کس درجہ علم و دست اور ہنر پرور تھے۔ اور ان کی مجلس میں کس بابا کے اہل فضل و کمال باریاب رہا کرتے تھے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اس ملک کے فرمانروا اگر علم پرور نہ ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ اس قسم کے اہل کمال خاک چڑال سے جہنم لیتے۔ اور اس سے تپاکس کیا جاسکتا ہے کہ گذشتہ دور کے تمام علم، فکر بھی کسی درجہ کے اہل کمال تھے۔ لیکن انوس ہے کہ عصرِ رن میں کوئی بھی اپنے ملک کے اہل کمال کا قدر دان نہیں ہے۔ مولانا محمد شبر، آفاق محمد شکور، شاہزادہ مختل شاہ، وزیرزادہ معظم خان، نصاحت کلام اخترزادہ معنی میں رنگین میں مرزا صاحب، مرزا ہیدل، شوکت بخاری اور ناصر علی سرسیدی سے کم نہ تھے۔ بلکہ مولانا محمد سیر تو اس فن میں ان پر بہرہاثر بھی رکھتے تھے۔ لیکن چڑال میں قدر شناس معنی کون ہے؟ کہ ابھی تاقل کرے اور وزن کر کے دیکھ لے کہ حسن و جوہر کون سے پڑے ہیں جاری ہے۔ ملک تپاکس کو خواہ کتنا ہی نفیس کیوں نہ ہو۔ کوڑیوں کے چاڈ بھی نہیں پوچھتے۔ اور اصل یہ ہے کہ اپنے ملک کے افتخار و اعزاز کو سمجھاتے ہی نہیں۔ نہ سال کوئی مشاعرہ ہے نہ کوئی اپنے ملک کے شہر کے نام لیا ہیں، نہ ان شعرائے کلام کو نشر و اشاعت سے ترویج دینے کی ہمت رکھتے ہیں۔ بس ان کے قلمی مسودات بھی آج کل کے جہان میں۔ دستبردِ روزگار سے کف ہونے کے بہانہ میں لہذا اس مختصر تذکرہ میں ان کے نام سے تعارف کرنے پر اکتفا کیا گیا۔ تاکہ حضرات قارئین کے لئے ملالی خاطر کا موجب نہ ہو۔

محمد مصباح بن قزل بیگ نام محمد مصباح نے تجلّص صفا نقیضہ سخی میں فرود اور فصاحت طرزدوں
میں حوالہ دیا ہے۔ مصباح ایک قزل سرغت کی نسل سے گزری ہستی۔

اس کے مضامین کی شیرینی اپنے ساتھ فردوس پریم کی رنگینی رکھتی تھی۔ بیاض مٹھ سے چلی گئی۔ ہزار چائے
نگہ پھر مٹھ نہ آئی۔ لیکن ہے کہ ان کے خاندان میں کہیں نہ کہیں ان کی کوئی ہمارے موجود ہوگی۔ سنگھ
قد رشتہاں میں نہیں۔

شاہ سنگین علی | شہ کٹر راول کے فرزند و حمید تھے۔ راجہ سجن کو خوب جانتے تھے۔ شہر بچنے کو ابدلہ

روٹی کھیرتے۔ شاہ سنگین علی جیب ہندوستان میں تھے۔ وطن کی یاد آئی تو غزلی کہی جیسا صرت مطہر معلوم ہے۔
 ایک سخن تماشہ شخص اس ایک بیت سے بھی قیاس کر سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے
 گنن کشر پیش لچکان داغ است و داغ : لالہ اور کوہ و سحر اجماعی باغ است باغ
 ریاست چترائی کے درہ لشکوہ کو اس عہد میں انجکان کہتے تھے۔ اور سنگین علی کو شکار کی وجہ سے
 اس مقام سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ انہوں نے جب یہ مطلع کہا۔ وہ ان دنوں شاہنشاہ ہندوستان
 کی معیت میں تھا۔

مرزا اطہر شخص شاہ سنگین علی کے عہد میں فیض آبادی تھا۔ اس نے بہت طریق قصیدہ سنگین علی کی
 مدح میں کہا تھا۔ مولانا محمد کبیر کا دستخطی مولف کی نظر سے گزر گیا تھا۔ اس قصیدہ کی ترغیث
 سے زبان و قلم حاضر میں۔ انشاء تھے کہ موتوں کی ٹڑیاں اور جو اہرات کے انبار قصیدہ جتنا کہ طویل تھا
 اتنی ہی کہیں ملاحضت و محلات تھی۔ لیکن انتہائی طبع کے باوجود پھر وہ کتاب ناقص نہ آئی۔
زمانی زمانہ کی ترغیث مولانا محمد کبیر نے اپنی غزلیات میں کی ہے۔ اور جس شخص کی سخن گوئی کے باب
 میں مولانا کبیر ایسی شخصیت معترف و مصدق ہوں ہر پہ کہ وہ شخص کس وجہ طبع پارہ ہونگا
 صحت ایک ہی صریح دماغ میں محفوظ ہے۔ زمانہ ہر زمانہ اور دورانی چیز امنی گریہ
 بس اسے ملتے نونہ از خرد اسے گھٹے۔ اسکی کتاب بھی اب دستیاب نہیں ہے۔

محمد شکور تالیف محمد شکور کا کٹھن غریب تھا۔ شاہ سنگین علی شاہ افضل اول شاہ نضی
 کے ایام حکومت میں فضائل و کمالات میں بہرہ یاب تھا۔ شہر شاہری میں بڑا
 بہت مرتبہ رکھتا تھا۔ اس کا دلیران شاعری موجود ہے اس کی شہزادیاں رموز سلوک کی کلید اور یقین کی
 دلاویز شاخص ہفتس اسکی غزلیں بڑی ہی دلکش اور رنگین ہیں اس کی چند غزلیں بطور نمونہ یہاں
 پیش کی جاتی ہیں۔

<p>بعین وصل گل مرغ چیں ہو سستہ نالوں است وفاداری نہ باران جہاں تصور مت لئے بندہ جمع آوردن دنیا جزا کو شش کند عاقل نہ ز دکام را حاصل کیسے ہرگز وریں دنیا ز اموال جہاں غراں ز کفن چیزی نخواہد بود غریب از اہل دنیا کام دل ہرگز نہ میخوانم</p>	<p>ہلی بر عاشق دل خستہ قرب بعد کیاں است امید از اہل دنیا پر کہ کرد و خرد پشیمان است کہ کل جمعیت اسباب این عالم پریشان است اگرچہ کہ نظام اہلک عصر و خان دہ رن است بدیناگر کہے نہ حال اند تا دردن فراوان است ازین دہن ہستان ہر کس کہ جو بد کام نہ دان است</p>
--	--

دلہ لہینا

لیک سے آید گوشتش عشق آواز جزری
جید عالمگاہ متن مشوق است لبس
طاقت سوز و گداز شمع کے دار و نگین
پاک باشد دامن بکھڑا حسن آواز خوش

وہ ایضاً

کار عین شام و سحر فریاد است
دور پر زشت کہ بینی بجان آزاد است
ہر کجائی کہ بود پل خرونا شاد است
وہ روزہ زدم آرد نداشت دامت
تو یہ این ز جفا دستم عیا دامت
زار غیہ لہجہ در این باغ جہان آزاد است

مزل مشوق عالم را زبیرہ پیچ کس
بر کجیا جہنم حماں یا ز آید در نظر
سوختن مخصوص جان خستہ بردہ است
بدلی جان عزیز خستہ میخواید مدام

عمر گل چو نگہ دریں باغ جہان بر باد است
یوسف از خفا خود گشت بہ زندان مصر
در جہان بہ خیر ان جملہ بہ عیش اند و سرور
بنہد در باغ سلامت ز قد زشت خود دست
شیراز بہریت خود بستہ زنجیر شود
در نفس بدلی دل حسد غریب ز وطن است

مولانا محمد سعید (س کی کسر اوی) کی فنیج کے ساتھ مولانا کا نام محمد سعید ہے انہوں نے اپنا
تخلص سعید قرار دیا ہے۔ مولانا بدلی میں شاخسار سکھو دی کے۔ آواز گداز اور
نصاحب گسری کے عزیز ہیں۔ طرز استعارات و تشبیہات میں ان کے خیالات بلند اور جدت
و اختراع کا شاہکار ہوتے ہیں ان کے کلام کے جوہر نہ صرف ہندی کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ لیکن اردو ان
کو چاہئے کہ فیروز مراد سے دیکھے۔ مولانا سعید شاہ کٹورانی کے جہد میں تھے۔ انہوں نے ہی جہد کے بعض
دفاع کو پیش بنانہ کے طور پر تسلیم ہیں برویا۔ ان کا دیوان معنی مستعاروں کی آئینہ کا ترجمہ ہے یہ دیوان
۱۲۲۶ء میں انعام کو پہنچا تھا۔ اسی سے چند غزلیات مولود کے طور پر پیش کی جاتی ہیں تاکہ معنی مستعار
اور نکتہ بیخ حضرات کے کلام کا اندازہ کر سکیں۔

نہ خون عالم بر ناخن انگشت فریاد است
در آغوش خود پس بگر فکر من خدا داد است
ازای روح صرف غم در نہ میں بوی شاد است
عمر زنجیرین ز دامن شمشیر حسد است
بے شاگرد قابل ہر کجیا بہتر خداست داد است
کہ تب و رنگ ایں گلشن ز بوی تیغ بیداد است

شب چراں ز جوش گریہ زلم نہایت آباد است
در من کشیدہ دل باوہ طبعم ریزاد است
ہر امید سے کہ مدد سے آشتیا بارفتاد گرد
دام از حلقہ بزم جنونم بوی آفتاد است
بہریت صحت جوں فکر واپور دگر ہر شد
زین عاشقان ہر جا سلامت از خطر دارد

اگر نام بلند از عشق میجوئے ز سسر بگذر
ندارد طبع رکش اے سبیر قدرے دیں گکش

بکود بے سستوں این حوت نقش نام زبا و است
کہ بر مرشت خاکستر نہ تری سرہ آزاد است

ولہ ایضاً

بچشم دل بہاں روزی کہ برودیش نظر کردم
نہ خود رفتن پیام را بہ جانان بند لاف آورد
منی پر سہ چہ آں بیوقا از حال زار من
فرستادم بسویش نامہ از سوزش یا بجزاں
گذشت از نہ سپر تائے فلک تر دعا تے من
چنان اندیشہ صفت تائے مرگان کرد بے تابم

بستم اندوہ عالم ویدہ خود را بے خبر کردم
بہ سویش روح دا از شوق مدعی نامہ بہ کردم
بیادش پیچہ مرگاں پر از خون جگر کردم
زدود آتش دل مرغ جان را بال و پر کردم
جو بہ یاد قد با تائے دو آہ سحر کردم
نہ بے تابی دو عالم تبسیر نہ یہ و نہ بہ کردم

ولہ ایضاً

خیال چشم شوش بروہ منقلب از سر ز دل پر شدم
منی یا پیدرا غسل و کفن بعد از فنا گشتن
بباد قامت خوش جلوه سرد گل اندامی
چہ ہاشد کز نگاہ صفت بنوازد غریباں را
یہ بزمی تائے صفت بزم دل مارا کتم روشن
نہ سستی و امن ہالا بندگی بہ کف آوردم
شدم آزادانہ و نہ سبیر فارغ نہ بختی ہم

بدست بخودی تا بادم آہو ہم آغوش شدم
تنبید خنجر آں کا فہ چشم سبب پوشم
یہ سان طوق تری شد مرا یا عقد آغوش شدم
غریبم بے کم بے خانی غم خانہ پرود شدم
زبان ز تشیں دارم دے چون شیخ خواہ شدم
یہ رنگ سایہ بالکل قدراہ دوش پرود شدم
کہ روزی تا بان و بہر علام حلقہ در گوش شدم

ولہ ایضاً

زیم لشکر نہ لہ سہاہ عنبرین موئے
چہ حاجت تیغ بہ کف بہر قسم ان جاجورا
بہ نو و یک لبش خالی یہ را دیم و گفتیم
سبیرا ہم لبہ از گریہ تائے دل نزل باشد

شدہ متک حقن نہاں و درون فانی آہوئے
جداسانہ دسرم از تن بیک ایائے اہوئے
کہ جز عمل ماہر جا خریدار است بندوئے
سر از است غد کمر جا بہ لب جوئے

شہزادہ بختل شاہ | ان کا تخلص محوی تھا۔ شاہزادہ و صوف شاہ کٹورانی کے فرزند اور

اور علمی حیثیت سے سراہا و فخر فرمائیے۔ ان کی بہترین تصنیف تصبیۃ اللہ کی شرح ہے۔ جو علم کلام میں منظم تصنیف ہے۔ اس سے ان کے علم کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہ کس پایہ کا تھا۔ مسئلہ سلوک و معرفت میں انکا بیت بڑا مقام تھا۔ وہ سلسلہ آفتاب بندہ میں بیعت فرمے۔ ان کے مرشد گرامی ترکستان کے شیخ حرم الدین نور محمدی تھے۔ ائمہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے۔ شاہزادہ مرحوم شرح قصیدہ انالی کے آغاز میں یوں فرمے تو حید پھر بیٹے ہیں۔

ابن غنچہ امید کبشائی لکھی اور مدد منہ تحقیق بنائی
نعت میں کہتے ہیں۔

محمد سرور دنیا و دین است و ہدایت رحمتہ للعالمین است
نفس آئینہ اقدار و قدرت قدمش سرور گلستان سعادت
جنتش آفتاب عالم قدس حرق ویزہ حیا جام جم قدس
دو اہدوئے غمش عراب قدیق دو گیشیش کند دست تحقیق
شاہزادہ تخیل شہ کی غزلیات بہت زیبن اور محققانہ ہیں۔ انکا مجموعہ کلام ان کے اپنے علم سے موجود ہے مصنف کو ان کی اولاد نے کتاب دینے میں بخل سے کام لیا۔ ورنہ ان کی غزلیات ہی کتاب میں نقل کی جاتیں اور یادگار رہ جاتیں۔

انے وطن کی یاد میں کہتے ہیں

ہر چہ گوہر شائے چترار است ہر وہ عالم فدا ہے چترار است
آنچہ مفتاح غیجہ دل با است نفس آں دل کشائے چترار است
ہر جوئے او است چشمہ خضر جیلانی دل جوئے چترار است
آنچہ دل راحت سے بخشد ملکیت جانفزا ہے چترار است
روئی افزائے شوق زندہ دیاں فیض باد صبا ہے چترار است
خونہ دی خاکہ کسمتہ او است عیش فرح افزائے چترار است

گر غیاثی بدوح جوم شتافت

محوئی اندر شنائے چترار است

اصل جیبہ و جبین اصل جیبہ و جبین بیباپ اور جبین بیباپ وہاں ان پر ہوتے۔ اور چتراری زبان میں وہاں حناوت و عداوت سے بھر پور مشورہ کرتے تھے۔ بدھہ گوئی میں ان کی کوئی ذیل نہ تھی۔ بغیر کسی تائیل کے اشعار آج اردن کی زبان سے نکلتے اور عیس کو دشمنان زارہ بنا ڈالتے۔ اصل جیبہ ہونا ناسیر کا معاصر تھا۔ مگر ناسیر کا اس کی نسبت یہ واسطے تھی کہ اگر اصل جیبہ

علم داشتے ملک الشعراء وہ ہے : یعنی اگر کس جیسے ذرا ایسی قسم نہ تھا تو وہ ملک الشعراء ہوتا۔

علاوہ پہلے نام معلوم نہیں۔ صرف تخلص ہیج تھا۔ وہ درجہ یا رخن کا رہنے والا تھا بڑی بلند طبیعت کا مالک تھا۔ اس کے اشعار میں صلاحیت کی آہنرش اور معانی کا انبار تھا۔ فارسی اور ہندی زبانوں میں شکرگوئی کا خوب حکم تھا۔ اگرچہ اس کے اشعار کا مجموعہ ہے لیکن پس حصہ کی ترتیب کے وقت نہ غور و ملاحظہ آیا اور نہ کوئی شعر حافظہ سے حوالہ دیا گیا۔

وزیر زادہ مظفر خان ان کا تخلص مظفر اور وزیر سعادت خان کے رشتہ کے تھے۔ فہرستہ رکھتے تھے

اکوٹکی واقعات کو نظم میں روکتے ہیں۔ ان کی غزلیات کا دیوان موجود ہے۔ ان کی تعلیم گھر میں ہوئی لیکن بڑے فضلاء کا درجہ رکھتے تھے۔ ان کی تحریر و فن پر میں اشعار پیوازی کے کمالات تھے۔ اور شاہ آمان الملک مرحوم کے اوائل حکومت میں خط و کتابت کے دبیر اور شیردہی تھے۔ یہاں تک ایک غزل براکتھا کیا جاتا ہے جو درجہ سلوک کا آئینہ ہے۔

صبا چاکر بیاں زد پید بند قبا بندیم
عدم تعمیر ما آمد و رہی آفتابم تا بودی
اگر من نفس سرکش را نہ دھرم و آندہ نہ ایم
اگر بالی و بر خو و را نہ آلاش فر و شویم
و باغ جان شود تازہ نہ مصون نغان من
خیالی تیز گرد من نہ در گاہش بود عا جز
چو آہ از خاطر بچو غم بیرون آرم ہو زول
بود سودا سے یہودہ دل آشفتم مارا
شاہد امید اسے یاران کہ بعد از دھنم نہینجی

کہہ کن ان کا تخلص تھا۔ منتر شاہ افضل ثانی کے فرزند ہیں۔

شاعر ہے۔

جان شد کردن نباشد کہہ کن آسان اند
تا کہ ابروئے دو تا چون رخ مریان کردہ است
مذہبہ ذیل شعر انہوں نے شاہ آمان الملک کے نقش نگین کے لئے کہا تھا۔
امانی کہ ملکش آمان یافت و خفت
گل غنچہ از باغ افضل شکفت
شاہزادہ کوہ کن بیگ اور وزیر زادہ مظفر خان کے مابین سوال و جواب اور مشاعرے رہا

کرتے تھے۔

وزیر زادہ معظم خان

نام معظم خان اور نام تخلص معما۔ وزیر معظم خان غفر کے بیٹے وزیر
 معظمت خان کے پوتے۔ گویا تین پشت سے وزیر ابن وزیر رہے۔
 بوش بیانی میں حافظ تائی۔ معن گوئی میں سدا ہمار اور لغتہ بھی میں عدلیہ گشتی تھے۔ معظم خان گلزار
 فصاحت کے عیال۔ شاخ بہ نراکت کے مندریب۔ حدود بیان میں ستارہ اور ملاحیت کلام کے
 اعصار سے تخیل مقام پر سرور رہے۔ ان کی طبع بلند رسائی میں عجیب مقلی۔ لیکن انکا کون چویند
 ذہن صفائی میں اور بھی عجیب تھا۔ ان کی غریبات کا یہ انداز تھا کہ حضرت سعدی شیرازی کی طرز پر
 قریب العظم اور یا شکل سادہ ادا۔ ان کی مشغولوں کا یہ رنگ تھا۔ کہ فردوس کے پہچے میں پر جوش
 وزیر دل کا جیتی۔ ان کے قصائد تھے کہ قصائد انوری کے ساتھ میزان میں دیکھے جاسکتے تھے۔ اور
 ان کی مسدسات اور محضات میں اس کی ل کی فصاحت گسری تھی کہ خواجہ جامی شیرازی کے
 نعمات کے ہم تہ ہر لائق کے قابل دستر اور تھے۔ ان کے اعجاز اور خطبات قدر بیان میں وہ
 تاخیر ہے کہ انکوں سے انہوں کی کوئی ٹک جاتی ہے۔ اور ان کے مطالبات میں وہ قوت ہے۔
 کہ پوس اور اسکر چہرے کھل کھلا کر پیش پڑتے ہیں۔ وزیر زادہ معظم خان کے لڑکے فرحت خان
 سے ان کی عزالت فراموش کر کے وہ ان کی شکل میں مرتب کر لی تھی اور کچھ اس کے متفرق اشعار جو حضرت
 سر تاج الملک مرحوم کے حکم سے کتابی صورت میں ترتیب دیئے گئے تھے۔ وہ سبھی کتب خانہ میں
 موجود ہیں۔ بادشاہ کی طرف اسے ملک شعر کا خطاب دیا جا۔ معظم غرض تھا۔
 عذریہ کہ ان کے حامد ان میں فرحت خان کے لڑکے میر اللہ خان کو شعر گوئی کا ملکہ وراثت ملا
 وہ جو بھی شعر کہتا ہے وہ وہاں ہوتا ہے۔ مگر پتراں میں نہ رہیں رہی۔ معظم خان کے اشعار کا مجموعہ
 فلسی میر مطبوعہ پراشہ ہے اور طبع و انتاجت کے مجموعہ ہے۔
 دہلی میں اس کے اشعار کے مجموعہ سے چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں۔ سب سے اول وہ قصیدہ ہے
 حافظ ہو جو بادشاہ کے حق میں ہے۔

اتن ددوت و شرف مستدام باد
 رخسار مراد ز بر تو زہریں مستدام باد
 ہو رہ فیض وجود تو ہر خان مستدام باد
 ہے روئے تو یہ محفل گیتی حرام باد
 پر کار و بار ملک تو در امتحان باد
 منشور فتح و سکندر دولت بنام باد

تلا یافت جا و عدوت دوام باد
 تیشہ رخ باد بہت تو آبدار باد
 ہر گز مباد بے گرفت و دور بودگار باد
 ملک و دن و در باب نرسد رخ نگار باد
 حکم تو کو بحر بد ان باد در جہان باد
 از مطالت کردگار جہان آفرین ترا

کرتے تھے۔

وزیر زادہ معظم خان

نام معظم خان وزیر معظم تخلص تھا۔ وزیر مظفر خان نعر کے بیٹے وزیر
سفوت خان کے پوتے تھے۔ گویا تین پشت سے وزیر ابن وزیر ہے۔
جوش بیانی میں حافظ قافی۔ سخن گوئی میں سدا بہار اور نعرہ سنجی میں عند لب گھنٹن تھے۔ معظم خان گلزار
فصاحت کے بیل، شادخیز تراکت کے مندریب۔ حلاوت بیان میں نثار اور ملاحیت کلام کے
اعتبار سے نمایاں مقام برسر فرزند تھے۔ ان کی جلیق چند رسائی میں عجیب تھی۔ لیکن انکا سامان پرہیز
ذہن صفائی میں اور بھی عجیب تھا۔ ان کی عزایت کا باعث انداز تھا کہ حضرت سعدی شیرازی کی طرز پر
ترسب الغنم اور باشکل سایہ ادا۔ ان کی شہودیوں کا یہ رنگ تھا کہ فردہ سر کے پہچے میں پر جوش
اور دل کش تھیں۔ ان کے قصائد تھے کہ قصائد انوری کے ساتھ میزان میں رکھے جاسکتے تھے۔ اور
ان کی مسدسات اور غزلیات میں اس کی ان کی فصاحت گسری تھی کہ خواجہ حافظ شیرازی کے
تغیثات کے ہم قدر ہر ان کے قابل و سزاوار تھے۔ ان کے خطبات اور خطبائے نور بیان میں وہ
تاثیر ہے کہ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے۔ اور ان کے مطالبات میں وہ قوت ہے۔
کہ بالکس اور اشکبار چہرے کھلی کھلا کر منہں بڑھتے ہیں۔ وزیر زادہ معظم خان کے لڑکے فرحت خان
نے ان کی غزلیت راہم کر کے دیوان کی شکل میں ترتیب کر لی تھی اور کچھ اس کے متفرق اشعار چھپرت
سر سمجاع الملک مرحوم کے حکم سے کنز صورت میں ترتیب دیئے گئے تھے۔ وہ شاہی کتب خانہ میں
موجود ہے بادشاہ کی طرف سے منسلک اشرا کا خطاب پایا تھا۔ معظم تخلص تھا۔
مرذیہ کہ ان کے خاندان میں فرحت خان کے لڑکے امیر افشار خان کہ شہر گوئی کا سکندر وراثت ملا
وہ جو بھی شہر کہتا ہے ہونہ دی ہو باہرے۔ مگر چتر میں نہ رہیں رہی۔ معظم خان کے اشعار کا مجموعہ
قلبی غیر مطبوعہ پڑا ہے۔ اور طبع و اشاعت سے محروم ہے۔
ذیل میں اس کے اشعار کے مجموعہ سے چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں۔ سب سے اول وہ نصیحت دی
ملاحظہ ہو جو بادشاہ کے حلق میں چنے۔

اقبال دولت و شرف مستند باد
رخش مراد وزیر تو زریں کسند باد
ہوارہ فیض وجود تو ہر غامض باد
بے روئے تو بہ محفل گیتی حرام باد
پر کارہ باد ملک تو در انتقام باد
منشور فتح و سکندر دولت بنام باد

شاہا بقائے جاہ و عدالت و دام باد
نیشہ تیج باد پرست ہوا بدام باد
ہر تہ سب باد بے کہمت و دور مددگار
حک و دین و باب شرب و رخ نگار
حکم تو بھو بحر مدان باد در جہان
از لطف کردگار جہان آفرین ترا

بخت و نظر ہمیشہ تراز ہیری کنا د
 ناپختہ کہ با تو زندگانی است ہمیری
 ما خود ز بار گاہ تو ناکام رفته نیم
 دریا کے پنج ہم یہ زبانم نمی رسد
 بے صد شعر پاک تو ششم برائے شاہ
 اقبال بر دور تو مکینہ ششام باد
 آد سوختہ در آتش سودا کے خام باد
 تا بہت چرخ دور جہانت بکام باد
 حد آفرین بوجہت من تا تمام باد
 گاہے بیزم بادہ زیادم بجمام باد

دلہ ایضاً

رہا نہیں رخ تو، وہ درخشاں شد است
 روز اول کہ تو کردی ہوس سیر چمن
 خبر دیان جہان بارکش تازہ تو داند
 بہر من چند کشتی خفت پیہودہ طیب
 قاتل سر دہشت صل بخشاں شد است
 دیو گاہے است گل اند بہر تو خداں شد است
 ترا کتھن تو خردی اند بہر خواباں شد است
 درد مندی من از چہرہ تو درلان شد است

دلہ ایضاً

اسے دل جفا کے چرخ برین نیز بگذرد
 درویش بپنوا کہ نہ حسرت مرد و بچاک
 گرچہ جہان بکلام و تلک برادر است
 از مغلی منال کہ آخر بچند روز
 عظم ز عمر تو کہ یابند است اینقدر
 غافل مشو کہ کا در زمین نیز بگذرد
 ایام عیش تخت نشیں نیز بگذرد
 غافل مشو کہ عاقبت این نیز بگذرد
 خاقان چین و دولت چین نیز بگذرد
 بشناس قدر این کہ ہمیں نیز بگذرد

دلہ ایضاً

رسوائے چہ نم بکسی کار ندارم
 دور تلک خار و خس خاک زمین کرد
 بجز خوں جگر رنگ می جو کفایت
 درکش دنیا گلے خار نباشد
 ہم صحبت خود غیر دل نزار ندارم
 ہر سفلہ کہ پا مال کند عسار ندارم
 دل مست اندی ساعز خار ندارم
 زبان مرد ہوس سیر بہ گلزار ندارم

عظم مشو از نغمہ تو از بکلیں تو حید

نادر در جہان خیر خدا یار ندارم

دلہ

آخر تک از تو ہر کار بجا شد
من یہ دل خستہ من از تو بدہ شد
یک روز ندیدم ز تو ہر وقت
ہے ظالم بیفائدہ از من پر خطا شد
پسست از جفا سے تو بزدلان مژدہ چو کسی
نایدن لعل شیب ہم از جو رہا شد
یو ب ز آسیب تو تن دادن بکرمان
در بطن سربک بولس زرخندہ چہا شد

دلہ

چو خواہی عاشق دیوانہ باشی
ز مستی در چہائی افشاں باشی
نبودہ ز عالم دایم آشتا شد
گئی بلی گئی پر دودہ باشی
بکن لغت ز آبادی علم
چو چندہ ان سب کن دیوانہ باشی
علم سود و زمان ز دل بد کن
ہم از عقل و خرد بیگناہ باشی
نما ز زید کار عاشقان نیست
ز مسہر رفتہ در میانی باشی
چو خودی تار ز نقش بر کف آری
جگر مد چاک مثل شائہ باشی
یہ بحر خون و زین غوطہ آں
وزان پس طالب دردانہ باشی
دل خود صاف کن اعظم بہر حال
اگر دیوانہ یا نسر زانہ باشی
شہزادہ کوہ کن بیگ کے بیٹے تھے۔ انکا تخلص قاضی تھا۔ چال صورت کے
محمد افضل بیگ [ساتھ کمال مستجابی حاصل تھا۔ اور جو ہر شجاعت کے ساتھ و خور و پس و دلا
موجود تھا۔ اشارہ بنا رہتے کہ دہائے شاہوار پر وہ اور موہیل کے اشارہ لگا دیتے۔ انکا دیوان بہت
مغزل تھا کئی جہے۔ اسی سے تین اشعار بہا نقل کئے جاتے ہیں۔

آہ درینج بر سر من روز گاہ تنگ
دل تنگ دست تنگ و اختیار تنگ
دارم بوسے بہ سوئے بیاباں سفر لغت
جان حرمیں شدہ یہ اختیار تنگ
نہتا نہ بار خویش ز ملک وہ حق جڈ
بجزون صفت بہرست شرم بے نگا تنگ
ملک الشعراء اعظم کی وفات پر مرثیہ کہا تھا۔
درینج آنکس مارم از بیاں رفت
شما سا مجلس آرا حکمتہ دال رفت
بسا ایل و حیا و کشم پریشہ
گرامی زعم و صاحب زمان رفت
بمانا رفتی مجلس غراب ست
ز جہا انجمن چوں آن جواں رفت
ز باغ و بوستان ملک چزار
مجاک بلی شیریں ز باں رفت

عظم با صنعت صاحب نظر بود کون نام محبت در نبای رفت
یعنی اعظم بن مظفر خان بن صنعت خان بن محبت ملک کاسسد یاد کیا ہے جو ان کی
شا عرائز بلاغت کا کمال ہے۔

مرزا محمد غفران | فارغ تخلص تھا۔ تاریخ پیرالی کے صنعت ہیں اردہ خود کہتے ہیں کہ میں کھوزان
کے کوچہ کا دروازہ گرہوں افواں کے خودی نسبت کا ریزہ چین۔ جلیں خست
میں دیکر عجز و انکار ان کی عظمت و وقار کا آئینہ دار ہے۔ (تاریخ پیرالی میں رزمیہ نظمیں موزوں
مقامات پر بھی مرزا محمد غفران کے نظم افکار ہیں۔ انہوں نے اگرچہ اپنی بعض غزلیات جمع کر لی تھیں مگر
تلافی سے پھر وہ ناکام آسکیں۔ ان کے چند اشعار یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

ہوا در آتش لہر وہ گروہ اسے دل مارا
دہری وادی کہ از غولانی نہ بر سو شوری خیزو
دہری دریا سے تیرہ پشت کہ دریش صد خط واد
تار عالم غائی سرانی شد مسا و کش
نگار مست مہ روی سپید چشتی چہا پیشہ
سکار تیر خٹکاشی شد مرغ دلی زایم
نہ و دایم شدم فارغ بر سوئے خیال اد
یا وج صرفت بنا مقام و منزل مارا
ازین صحرایکشی برود سلامت محل مارا
سلامت گاہ خوشی بنا زمین ساحل مارا
نلال رختے زبا سبک کن مشکل مارا
یہ میا برد از عشقہ تن و چون دل مارا
بجائ زرد من بردا شاد شد قافل مارا
بیانی بردش رنگین تو خون بسمل مارا

دلہ

باکس و قاباستد دنبا سے ہے بقارا
سبب ار ناز نبیال ایضا بیاد دستہ
باید کہ دل نہ بندی رہاں اس ہوا
بگنہ نہ از و بنشین قانع بگوہ منت
رفت یہ کوئی چستی است پردانہ کبر نگار
ناضی بگوئے غاری مائل بہ ادراج عزت
فارغ بگوئے عشقت گدائی مینوائی

حافظ شیرازی کی ایک غزل کی شرح مختص کے چرایہ میں کی ہے۔

و وطن کین جلوہ در محراب و منبر میکنند
و مظلما بے صدق دل از یاد واذر میکنند
حبیب جوئی بہر حافظ ہم با بر میکنند
شاید در نرانی گدائی بنوا را

چون بخت می رسد و داند خود کار دیگر میکند
 آه آه از دست مرا قاتل ناگه بر شناس
 عیب جوئی کارستان عالم بود بجانے پاس
 بر نهان خرمی پنهان یاد بر برابر میکند
 مشکلی دارم در دانشمند مجلس با تیر پس
 من نمیدانم آن در سر بسته این دراز پس
 گوشتها با در تمیدارند روز داور کی
 کاند را بخوابیچ پشته شیوه اند نگر می
 کبیر همه قلب و عقل در کار واد میکند
 صبحدم از سرکش شده آمد سر دشتی عقل گفت
 گروهک و اشتباه از چهره خاطر بر رفت
 تدسیس گوی که شر حافض از بر میکند
 ملک انشرا در بر رود منظم خدای که دانات بر ذیل که مرشد بر نام کیا گفت .

دولت

بر دنیا بل باغ و فصاحت
 پرنت از دانه غانی با دل ریش
 در دنیا آل سخن سخن شکریه بند
 به دلکش نکته و نازک جذبی
 جانا بود یکناهی کبستان
 سطر زده و دماغ ابل معنی
 در دنیا یاد کار منفعت جان
 در دنیا از محبت و ز منتظر
 بوقت تنگی مرگش گفت آنف
 خداوند را که با نشن میبخشای
 اگر چه در جوانی داشتی پیش
 کو منی اعظم فرخنده گفت در
 چه جلیل از چمن یا گل ز گلزار
 بگرد و حساب را محروم و دیار
 بر رنگ نغمه گفتاری و اختار
 به بنیم بزرگوئی با گهر بار
 چه صحرای غنم از شکفتن تار
 گذشت و کردار از آمد انگار
 نشانی نیک بود و رفت زین دار
 فرشاغل خفا تا ریخ بر دار
 که نفس تو بود از آزاره بسیار
 چه پیری اندر نهاده چه آزار

لفظ شاعری سے ان کی دنیا کا سب سے بڑا کتاب تھا مطابق جمادی ۱۹۱۲ء
 مولانا فضل کریم کشمیری صاحب کشمیر کی طبع شاعرانہ تھی ان کی ایک مثنوی یہاں منتخب

عبدتو بگویم درصفت تو آبرویم
 در ذات تو است حیرت در صفت تو است قدرت
 بے مثل و بیہ مکانی یحییٰ و بیہ نشانی
 ذکر تو بدم دل منکر تو مریم دل
 خود و حمد خود و سراوی خود و وصف خود و معانی
 در صفت تو گرامی چوں بیکندہ مستی
 ذات تو چہ جویم فی شان بی نشانی
 دارا کے تو عام رحمت فی شان بی نشانی
 دانائے ہر بنائی فی شان بی نشانی
 نام تو محرم دل فی شان بی نشانی
 دل ما بخود گرامی فی شان بی نشانی
 اوصاف تو عطا می فی شان بی نشانی

مولانا صاحب المصنفات
 بڑائی نسیم حرم کے فارسی میں دو ہزار اشعار ان کی شہرہ آفاق منظوم تصنیف
 فیض اللہ اللہ کوں میں گرامی بھروسہ ہے جیسی جدید یورپین فلسفہ اور سائنس
 علوم و اختراعات کے ساتھ رموز حکمت اور اسرار قرآنی کی تطبیق پیش کی ہے اور پھر اسلوب بیان میں
 اس قدر حیرت و امتیاز کا پلو غالب رہا ہے کہ کہیں جی جاوے اعتدال سے انحراف کیا ہو۔ اور علوم و مذہب
 پرستی کا انہدام ہو گیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ علم و نصیحت کے مدقول میں ان کی مشہرت میں عظیم اضافہ ہوا
 تفسیر الہیہ و مشرق الانوار بھی ان کی منظوم تصانیف میں اور ان میں بھی مرحوم کی لہجہ سنی اور خوش
 بیان کی فراوانی ہے۔ بلند طبیعت کے باوصف عالم فہم اور زبان کی سادگی کی مرتع ہیں

ذیل کی چند منظومہ اشعار ہیں جو عین اس حالت میں جبکہ ان پر فارج کا حملہ ہوا شدت مرض
 کے عالم اضطراب و بے چارگی میں دل سے اچھیں اور زبان پر قلم سے ٹپک پڑیں۔ پیش کی جاتی ہیں جو
 "خیر حصہ کا تمہ ہیں۔"

خداوند ابدات کبریایت	خداوند ابدات کبریایت
خداوند بحق مصطفایت	حق آل رسول باصفایت
حق وحدت ذات قدسیت	حق ربوبیت عرش عظمت
حق این کلام پیر حیات	حق این کلام بے زوالیت
حق حمد آیات کلامت	حق حمد احکام عظمت
حق کعبہ بیت الحرامت	حق رتبت ماہ صیامت
حق حدیث مدین معزز	حق رتبت فادوق اکبر
حق ناصر قرآن عثمان	حق دفعنا بحرب سبحان

بخت اہل بیت پاک اظہر بخت جملہ اصحاب پیغمبر
بخت جملہ خاصان بیگانہ ز دنت مصطفیٰ تا ایں زمانہ
مین وہ صحت گم کردہ من بدہ جانم بحسب مردہ من
خداوند اعطاکن تندرستی بخاتم وہ زربرج و منفعتی
مرادہ باز آں تاب و توانم پیور نقص در فلق لسانم
اگرچہ پیر گناہ و دیوانم چہ رعایت خدایا وادخوام

توضیح: الا برار و شرفی الا لوالد سے چند اشعار بطور نمونہ از خردار سے یہاں درج کئے جاتے ہیں۔
کیونکہ چند دفعہ کچھ میں نمبر و مساحت کلام کے اعتبار سے پڑجوش اذہ قابل فہم و سادہ ادراک کی شکل
میں نوشتہ بیانی کے شاہکار ہیں۔

خطاب پیشرفتگان مغرب

اسے کہ نور باطن تو تیرہ مشد از ضیائے غرب چشت خیرہ شد
از طریق پاک خود بیگانہ نیک بین دیوانہ یا غرہ اند
شیوہ است تعلیل مغرب است دلبر مغرب و ملت را بدب است
تو ہنس سزل پوشی بر تن دل خدای بجز ایشان و درہن
برکہ دم از عشق تو دمجذبی نیست مغربیت بستہ با پتون نیست
مغربی ہر یک فرے قوم خود تو تہذیب کردی تراش غم خود
سزائی دار و بدل حد سوز ساز و تہذیبے فعل تو ترکہ نماز
سزائی پائید وقت است و حصول شد احوالت بی اصول ایے حصول
مغربی جان عبدہ و حبیبو چہ اندر روشنی جز شکست و شو
اپنی مغرب و را موز و دینوی کردہ اند تعلیل اصحاب نبی
و عدل۔ رکارٹا با یک دیگر تند خود با غیر نیوں کشیر نہ
دلت خورشان تو ہر دم میکنی پیش بیگانہ سرت خم میکنی
علم حقیقت چہ قرآن است کجا برہم قوم ہمہ عالم گواہ است
دیں نماز و زکوٰۃ و حج و زکوٰۃ مدد و عالم بافت نشو حیات
از سرت بیرون خیال خام کن عود بر آغا زہ ہر انجام کن
و مساعی و غریبان را بین لادیشان باش لے مرد عزین

خود مسلمان باش پس بر سر شوی چو عمر تو بیکس چون خیده شوی

دله خطاب به سرایه داران اُمت

مال دنیا جمع کردن لازم است	جمع تو شده کار مرد عازم است
در جهان بے مال و دولت زندگی	این زمان شرم است پس شرمندگی
دلت ما این زمان از عسرت است	از تبهیستی پستی است
تو مگر بے مال و بے دولت بود	در جهان کے صاحب صدمت بود
از اصول زندگی آگاہ باش	در دنیا نشین مال خرد چاه کاش
نیک راه صرفت آن نیز دان	مگر بخوابی نام نیک جاودان
آں بیا موزی را اصحاب بر شول	یا ز ابل غریب بر خزان این اصول
بچند اهل بدعت و دور بھن	مال بر رسم عبت ضائع حکم
صرف کن از بے مکتسم و مند	تا کنی پیدا بے ابل بر منتر
بہر تقسیم خرمیان و وطن	انفکاسے کرو باید جا وطن
تعب شان از علم دین پر تو کن	مغز شان از طرز تو پر شور کن
مال تو مگر بذل بیکراست است	بر تو اند خالق فراوان حجت است
بے قتالے تو مجاہد سے شوی	بہ نہ جا بدید نہ ذابہ سے شوی
جمع کن ہم صرفت کن در راه حق	بالغیر و رائے عزیز بیکراستی
مال خود را ملک جملہ قوم دان	تا کہ بخشد از دولت بارغ جنان

دله تتمہ بر تصالح قرآنی

اے کہ میدانی کلام پاک را	گفته ام سے خالق و فلاک را
خلق خود را کن تو چون خلق نبی	تا بہ عالم صاحب شوکت شوی
جامہ ہر رنگے کہ خواہی کن بدوش	یک بر جان جامہ تقویٰ پروش
حاکمان خویش را کن انقیاد	بست این خرمودہ رب العباد
عہد رسول است در روز جزا	عہد شکن باش از ابل و دغا
گفت جنت را عذابم اخی	تو بخور لحم اخی اسے مستحق
از خیانت در امانت کن حذر	تا امین قوم باشی اسے سپر

نرک کن بجٹ مزید دفع ید	صل سنت ترک لعین امت و حمد
بر کہ پیش ادیکون اور سلام	سبت ای حکم خدا اندر کلام
نکر بی شے کسودی لے نیکے ٹی	بردوت اتاده باش دامن خوگی
نیز سرگوشی به لبس شد حرام	ایں مکن نزد خدا شو لیکن نام
خنده بر دیگر بے ترمی بود	به ازان فحاشش و نرمی بود
ان تکبر خویش را رسوا مکن	بر بدن نگاه بستن را مکن
چون برادر بر مسلمان را بدان	گر چه راست را و زشت را توان
بہکام او خود صاحب یکان بود	بر جماعت جان او قربان بود
درین نزد روزہ خود را استقام	و از لے نیکو سپرد والا تبار
ہم ز کتہ و حج بود فرعن خدا	بندہ ہستی فرض علی ہا کن ادا
در چہاں خود را تو چون بہاں چنان	فرض بر خود خدمت انسان بدان
قلب خود را از خود محروم دان	از نداد حق خود را دور دامن
دوزخ و جنت اگر بد جانانی ہست	یا کہ نادر و گشتن جمعی است
نیست ہودی زنی مبادت مرزا	کارہ مطلب کرد با ید مرو را
آن یکی خوف و گزند شد تہ است	پہراں یک کوش زین دیگر بست
نکستہ خویش گوشت ز مٹوی	با ید اند گشتش دل این با شتری
از مکانات عمل غی فل مشہ	گندم از گندم بردہ چون جہ
باس اندر کار حق ہر صبح شام	نیست جہ تیغ بر باد بسلام

دعا بر اسے بادشاہ

خدا یا شاہ مادر زندہ و می	بو تخت شاپیش پائیدہ دای
برائے فیض بخشی بر رعایا	تو اورا بچہ خویش تا پندہ دای
بدہ خدام اور بہ جاہ و عزت	عدو را دائما شرمندہ داری
خداوند ار فضل خویش ما را	بحکم شاہ خود پویندہ داری
صدای نامہا داری درین دلہ	رہصائے شاہ ما چویندہ داری
ستانی جانن و خدمت و	بر صالیش رہ مرا تا زندہ داری

حبيب اللہ مددگار کول پرش | اسکا کاتھیں خدا ہے علم و نصیحت کے ساتھ شاہانہ ذوق کے مالک

ہیں۔ انکے مجموعہ شمار سے صرف ایک خزل پر اکتفا کیا گیا ہے۔ تاکہ یادگار رہے۔

در شکایت روزگار و خطاب شیفتہ گان زمانہ حال

اموس کو آن مجلسی شمار نماندہ
افسوس کہ شد غفلت خریدار و غفلت کم
در سوق بزاز شک تر حصن پرستی
در مہک نہ خاطر و در عیان عقیدت
شد بر سر کمال تر مسلمان و جهان آہ
ز دیہ غفلتی شد عمل خلق بجهان نوز
بازار خبثی صف جہل شد گرم
تبلیغ عذاب زید قلب مردان
از بیخ و زویر و شہر و صہم بی محتاج
از قاضی و مفتی ز پی بخرم شرعی
وردہ پر بجهان رقبہ پر سفوف و من شد
آن شب شب خیز و زویر بدست کوس ہم
قدہ ہر دہر و صہم و حد و حد شد کم
مغنی کہ ہر خون دنیا در زبانی بود
بہر چہ بہ آسای گہرا ز گنج خدای

دان بد غمی و عالج مستانہ غمانہ
در داکہ کنور قیمت و روانہ غمانہ
بگرمی و سود گر و پیاہ غمانہ
در داکہ می حشوق ز جانانہ غمانہ
ساقی و می در ساقی و بجاہ غمانہ
کار شرف و مردی بشارتہ غمانہ
اموس نگریست مردانہ غمانہ
دند و بہ پیران سر پیرانہ غمانہ
آواز ز الطاف بزرگانہ غمانہ
فرمان شہان و جہر پانہ غمانہ
تہرہ سرور مردی و زرشانہ غمانہ
صداکہ کشش در دل پرانہ غمانہ
رحم و کرم و ہیبت پانہ غمانہ
صداکہ بان تقسم بیک غانہ غمانہ
دلی کہ کند قدر گہر و دانا غمانہ

دولہ

سوی میدارد زمان و اکم چو در اندام من
ز دابل و طس کتر نہ حدی ایست شک
کو چمن عین دگل چینی کو با شوق دلی
بلی شیریں سزا نکتہ دس جہد کا پنج
بچنان باغ دست خوش ناخاطر نیست
چونکہ معنی و حقیقت از ماہانہ طن
کاش گر یک نکتہ من علامہ علی ملک من

ہیں چہ سال گرمی دید خود را زوی بارین
تہرہ جہد غیبت شد و شکرت گفتم
گاہ گراہ بر بڑے میر و گلن بر من
بہر ہم ہذا بر گلستان فقیر و بار من
پس چشم ناخالی باقی باقی من گفتم من
خود گران از کوہ ہم در پشت دل شد بار من
گاہ گر پران شد نہ حالت بجا من

برخلاف گریہ عالم شود یک سو خدا
دشمن ہم کلم نیار و گرواثر انبار من

غلام جعفر خان کے بھی مالک ہیں۔ مگر اس وقت باوجود تکاشف ان کا کوئی رخ غلام کلام دستیاب نہ ہوا صرف
ایک نظم جو فرمائی تھی بسف الرحمن مرحوم کی تحت فشتی کے مکتع پر شمسہ میں پیش کی تھی یہاں مدح کی جاتی ہے

مبارک خسر داد الاحشتم این بخت فیروزی مبارک فاتح تربیں باد مبارک تخت فیروزی
مبارک تیر ذوال دوستد در جہاں رویش مبارک عالم فروزی مبارک جشن فیروزی
مبارک صد مبارک و دہی ایام فرخندہ زمام حکمرانی جہشکرانی بزم فیروزی

خوشا مرد چوں سلطان ماسیعت الہی شد

شہ شمشیر حق خلق خدا را بدست یاسد

عظمتی لطف حق بر ما بھی طلی الہی شد

حصار عاقبت این زمان پشت و پناہی شد

مکرم آفتاب بخت تو درختان دنیا باقی باد قہر دل پادشہ ہی ہونہاں دہم درختان باد
ترا قبل و در باد و تا مبدست بر تابی طرز سلطنت حکمی و ز سعیت رحمان باد
وہ ہر سدم و حق و تو ہمیشہ در جہنم باکشی عدد سے تیرہ سلطنت ہمیشہ تیرہ سامان باد

خوشا مرد چوں سلطان ماسیعت الہی شد

شہ شمشیر حق خلق خدا را بدست یاسد

عظمتی لطف حق بر ما بھی طلی الہی شد

حصار عاقبت این زمان پشت و پناہی شد

غزلیاتِ نزاری چیراوی

چیراوی زبان میں غزلیات مختلف مردوں اور ایک ایک اوزان میں بکثرت ہیں کہ جن سے عشقِ نزار اور زبانِ غم نکل کر نئے اور دل کی شادمانی کے لئے جھٹکتے اور جھٹکتے رہتے ہیں لیکن یہ عربی زبان پر جاری ہے۔ اور
تصنیفِ نزاری میں نہیں ہے۔

چونکہ کسی زبان میں ابھی تک کسی نے چیراوی زبان میں کوئی کتاب نہیں لکھی تھی اور اس کے لئے کوئی رسم و قاعدہ بھی قرار پایا ہے اور اس پر بھی جو بات ہے اور چیراوی نے اس میں نظم و نساق بھی کیا ہے ان کی اصلاح میں بہت لحاظ اور توجہ بھی برآفتاب نہیں ہے۔ اور نہ صرف اس پر اور مرزا محمد غفران مرحوم نے شاعری میں زبانِ نزاری کے اوجہ کے لئے باہم ملکر خدمت کی اور ذکر کرتی تھی۔ اور حرزِ نزاری اور اندازِ بیان شروع کیا اور نزاری کی تخیل تک پہنچ گئی۔
مسلک میں ہیں ابھی ابھی نزاری دہلی صر مشکوٰۃ کی کا پیڑ اور سر نوٹانے کی کوشش شاہراہ اور جہاد اور ایک
مرد اور کسی نے نزاری اور دہلی میں ایک انجمن قائم کی۔ اور اس کا مقصد یہ ہوا کہ نزاری زبان کی ترویج و ترقی اور
بڑھانے کا رسم و رواج قائم ہو جائے۔ اور یہی سب سے کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک اس کے لئے کوئی رسم و رواج
کی نشاندہی نہ کی گئی۔ اور اس ملک کا قومی ولسانی تقاریر اور اخبارات۔ اور مصدوم و غیر مصدوم ہوجانے کے امکانات غم
پر جو ہیں گئے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے حدوت اور ان کی شکلیں اور آوازوں کی تنظیم اور طرزِ ترویج کا معاہدہ سب
اور ضرور اختراع و ایجاد کے اصلاح طلبانے۔ جب وہ پائیدار تخیل کو نیچے تو غنیمت اور صاحب کی متاثر کر تھیں
کا مایاب ہوئیں۔ اور یہ نزاری زبان قلمی تصانیف میں مقامی زبان کی حیثیت سے داخل و سرحد ہوئی۔

حرزِ نزاری خود صاحبِ تذکرہ کی حامل ہے اور اس سے ایک حرکت بھی ایک نہیں ہے۔ اور نزاری زبان میں
بہت کثیر حرکات اور شاعری میں آتی ہیں۔ اور بڑے ہی خوبصورت الفاظ ہیں کہ جن میں ہوش۔ و زبرد اور ہوشیار ہیں
بھی آتے۔ لیکن چیراوی زبان میں اکثر حرکات اور الفاظ ہیں۔ ایک حرکت ہے کہ وہ زبانی کا محتاج و زبرد
کا دست نگاہ نہ زیر کا طلبگار ہے۔ مگر ہر دور اپنے ذہن کے ہر گوشے میں لکھ لکھ و طرزِ تحریر اور حرکات کی
شکلیں اور آواز کی تنظیم نہایت تفصیل کے ساتھ ترتیب دی ہے۔

اس نزاری چیراوی زبان میں اور کسی تخیل کے غیر نزاری زبان میں مسجع کہنے کی قدیم دیکھنے میں جیسا کہ
ایک انگریز صاحبِ سحر و جادو لکھتے ہیں کہ اس سے چیراوی میں آج بھی جو اس سے پہلے کوئی نہیں دیکھا تھا
ریاست کے وزیر خلیفہ خان نے اسے دیکھا تھا کہ ہے

مہرِ تماشہ یک نرنگی مسہر سلطان آمد نہ دعت و نور حیات و شاہ سلطان آمد نہ

مہرِ تماشہ کے دردمند اور مستوح کے نور حیات و شاہ سلطان اس کے برابر ہو کر چیراوی آئے تھے اور

اسکی حفاظت دہسری پر مامور کئے گئے تھے۔ اصل یہ ہے کہ وزیر منظر خان کی طبع رہائے ان معروضوں میں کئی باتیں
میں کردی تھیں۔

اس صاحب کے شاہ پیر اہل طراقت حضرات ان باتوں میں حیرت انگیز انداز میں دہنے والے ایک ایسے فاضل ظریف
شخص تھے کہ جو شاہ کوثر ثانی کے حضور میں بار بار دہتے انداز میں طبع کے لطافت و طراقت سے بات کرتے
کہ بادشاہ بے اختیار ہنس پڑتے۔ اسی طرح ملا جلیٹے چرکین کے دہنے والے میں جن کے مزاجی انداز کا بھی ملاکف
بست سے مستولی اور روانہ خاص و عام تھی۔ اور یہی حال میرا خان جو شوقیت کا تھا وہ بھی شاہواز طراف کے
شخص تھے۔ اند شاہان اس ملک کے حضور میں مقرب انداز میں لطافت میں مقبول تھا۔ پھر بادشاہ مرحوم
کے دور میں بھی فی مہمون بیگ بھی بذریعہ کوئی اور طریقہ کشتی کے معدن تھے۔ اور ہر بات میں بے اختیار ہنسی
لا تے تھے۔ اور یہ ملک وقت انہی کا خدادادی کامیاب تھا۔ اور یہ بڑے عزت لوگ تھے۔

صوفی نظام الدین اپنی مادی زبان چتراری میں بڑے طبع اشعار کہتے تھے۔ گوان کے
شعرا کے چتراری | کلام کو کسی تھے جن کی کیا۔ کسی وقت صوفی صاحب سفر میں تھے کہ سورتج کی تمیز
سے بڑھ کر ہوسے تو چتراری زبان میں فی البدیہہ یہ کہا۔

ہائے دریا کو گرا چھاغ بیسیر
صوفی تمکین بتیرا چھاغ بیسیر
چتراری میں چھاغ کے سننے سابر اور چھاغ کے سننے زمین پر گر پڑنے کے ہیں۔
ان کے فارسی کلام کا نمونہ پہلے گزرا چکا ہے۔ مولانا چتراری میں بڑے طبع اشعار
مولانا محمد سبیر | اشعار کہتے تھے۔ صنعت کتاب کو ان کی یہ مشہور غزل یاد آتی کہ جسے ایک شاعر
مزانج نوجوان بڑے جوش سے پڑھتے تھے۔ موضح دلشیں میں مولانا سیر کا محبوب تھا فراتے ہیں۔

ہستو تو دم رنگ کشیرم خوشیادوت شمار
کہ گرو بڑان کیا اندر جملہ گلستان یہ روشن

وَلَا يَضَا

رَدْمُو سَوْدِي دُودِي كُو رَشْتُو كَرُو بُرُونِ شِيُونِي
گَمِيه كَرُو بُرُونِ كِيَا اَدَرُج جَمِہ گِلْسْتَانِ يَ رَشْنِ
رُوسْتِ مَر بَشَار كَرُو دِيَانِ اِي گَدِيرِي كُو رِي مِيں
اَوْنِ مَشْقُو دِيَانِ مَر شُورِي مَشْكِي كَسِيْنِ

الحق محمد شکور | فارسی کے علاوہ چتراری میں شکر گئی کا ذوق رکھتے تھے۔ ان کے عبود اشعار

سے ذیل کے اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

ایک چند تاشلے دیش جم نکر سکو
عزت کہ تہ خوش تن سرور دستم نکر سکو
وز لطف طیبہ تہ رحم نکر سکو
لے دہرے رحم تو ماتم نکر سکو
لے نخل صنوبر تنو عذم نکر سکو
تن و صد غریبہ تو بنیم نکر سکو

اے دل تو یکی سر بنام نکر سکو
بیدل کہ اوشوے عشق تو تیر بر غزہ ہرگز
اند تیر ہم عشق تو ہر دی جہہ کے جور
تہ ورہ آدہ عاقبتہ الامراد پرستم
ششاد تہ نو پوشی تہ کوروے دعوی مات
شہبانہ ہم ہجر تو چون مشع کر بیان

والہ ایضاً

گزر زین ہوا نگہ ز کرم تارغ زرغن را
ہمدوش بہ جہل کردے ریحان دامن را
دنیو کردے شام و سحر مرغ چین را
ہر دیشکی ڈوٹاڈ صید کردی تن تہ دامن را
خرمنہ کردے سینل در بجان دامن را
بہتر جستور از بلبل آزادہ زغن را
آہو کہ اوہرستانی فیشنی مشک ختن را
ڈنہ نہ ہمسم بق پیسی در گور کفن را

اے بار خدا یا موی چستہ قدر چمن را
ہرگز ہوا نگہ اشقیقینو گلشن یارب
اند ہم شتر و فصل خوشون زادر بیان
دیشو پشکی و رون پردی میا و سیہ چشم
دو صحن گلستان کہ گویان پر لشیوہن اغل
انوس کہ آن کلیدن قدر و شتر و نکت
پردو و نہ پو نہ ہم ردو قدر و کفی ہشت
کہ ہر سر قبرم کہ گویسیران سس مخی و لحو

شاہزادہ ثقل شاہ | چتراری زبان میں بھی اشعار آجیاد کہتے تھے یہ کسی انیس کی

پیشکش سورہ ارشاد ہارنگی
ہر چکو نروستم کہیہ کارنگی

دنیا سے آہستہ قرارنگی
زندگانیو استبارنگی

سیح کہیہ اژدہاری پائیدارنگی

راہی کو راڈ کوری نہ تراڈ بھنی
کم روڈن پچو پین پسند بھنی

راہ ہٹ بوڈن کڑاڈ بھنی
وہ ای کندوری تن آدسو بھنی

نشتیان سری کہیہ یاد گرانگی

تن تیری ہٹ بو گنگو گزنی
کیریان تن مخی پورہ گزنی

خان بے جودہ آرزو گزنی
کیریان مشکلی جب تو گزنی

نور کو چمک دینی کہ یارنگی
تیرا سر ہر سے ختم کر کے مال لکھیکو بچن بچن کر کے
تہ تیغ سودا کی خزان کر کے تن جانو مرہ تہ تیغ کر کے
عمر و مرمت کیہ ہستوارنگی

کوس کہ دولت ادنیٰ مدد دے ہر کہ کوڑ تو تن کی جیسے سرکونی
کیا جتہ پکوری کہ ہور سہہ کوئی ہر کہ بٹش کوئی بوجم تھوڑی

چن رو دی ای دی غلہ یارنگی
خو یا نی آ خرت دودری دیو ستم ہی آسوس گدیری
کھ پت بچس عاقبت پیری شوخو شوقہ بھوتہ کوس توڑی
تو کہ کار کوس یا مگر تہ کارنگی

جبین جبین کا ذکر شراب کے سلسلہ میں گذر چکا ہے۔ جتراری زبان میں بدیہ گوئی پر بھی اس کو کمال حاصل تھا۔ اگر کوئی شخص اس کے اشارہ کو قلمبند کرتا تو کئی ہزار اشعار کا مجموعہ ہوتا۔
دیند یار خون کی جنگ میں میر محمد شاہ والی بدخشاں کو اہل جترال کے بالمقابل ہونا شکست کا شکار ہونا پڑا تھا۔ جبین نے ہسکد بھومیں پر غصہ بھی تھی۔

محمد شاہ تہ ارمنہ مینار نویس تہ فرمانہ
کبیرا دوسے تہ دربنہ رٹائی روڈو شو رٹائی بیرتہ
دوڑ دیکو یوگیک پیرتہ

خوبش گو یان خوشا نو بادیتہ انگوبان کشت نو
ابرداد چیت بدخشا نو رٹائی رادو شو رٹائی بیرتہ
دوڑ دیکو یوگیک پیرتہ

پیرا کہیو تن ماڈ پیری محمد شاہ برائی گدیری
کاغا نو چہ شو نمخوان دیری رٹائی رادو شو رٹائی بیرتہ
دوڑ دیکو یوگیک پیرتہ

محمد شاہ کو شے خوشانو ہسپہ تحقیق رہ شانو
پساہ پیریشم پیشانو رٹائی رادو شو رٹائی بیرتہ
دوڑ دیکو یوگیک پیرتہ

شاہزادہ محمد حرم الملک شاہزادہ صاحب علی نقی کے باوصف ادیبانہ و شاعرانہ کلام ذوق کے بھی ہیں۔ اسی بنا پر دو سال پہلے جترال میں شاعرہ بزم ادب کا افتتاح

فرمایا تھا۔ اور ترویج زبان چتراری کے سلسلہ میں کہوڑا شاعروں کی جنت افزائی میں کوشاں رہے تھے۔ تذکرہ
شاہیر چترال میں بھی اس سلسلہ کا تعارف نام ہے جو قوم و وطن کی یاد میں لکھا گیا ہے اور شاہنشاہ
صاحب کو بھی اس سے گہری دلچسپی ہے۔ کیونکہ کہوڑا قوم کی یادگار ہے اور کہوڑا قوم کے وقار و ادبی ولسانی
نظام کے علائق ان سے وابستہ ہیں۔
کہوڑا زبان میں روزگار کائنات کے اشاروں پر آپ نے جو دشمنوں کو لکھے ہیں۔ وہ پیش
کرتا ہوں۔

خدا یو ویشا نہ بند و ڈاک دویو	تو کہ جم ڈاڈس میت درست مژاڈ وویو
مگست ڈسم وویان ہمیشہ پور پور	گلا پور پوران تہ درودہ پور پور
کائنات بہ گنوج تہ تن کوئیان ہستی	یشتری پور پور تہ تن کوئیان پور پور
تہ شمار دی کوئیان دی گریو پور پور	لاکہ ہمتہ میوہ خدا یو پور پور
خدا یو ویشا نہ بند و ڈاک دویو	تو کہ جم ڈاڈس میت درست مژاڈ وویو
رنگ رنگ گنوج پور پور تہ تن تک	یشتری ویشا نہ تہ تن وویان پور پور
ہمتہ تہ ہیشتریان تو گلا پور پور	یشتری کوئیان تہ تن کوئیان پور پور
گر شہو چ پور پور تہ تن کوئیان گنوج	یشتری کوئیان تہ تن کوئیان پور پور
خدا یو ویشا نہ بند و ڈاک دویو	تو کہ جم ڈاڈس میت درست مژاڈ وویو
خدا یو ویشا نہ بند و ڈاک دویو	تو کہ جم ڈاڈس میت درست مژاڈ وویو

بابا ابوب چمر کہن | حاکم مشرت خان کا رٹکا بابا ابوب اپنی مادی زبان میں بیت سے
اشارہ کا مجموعہ تیار کیا ہے مگر یہاں اس کی ایک غزل پر اکتفا کیا

ہماتا ہے جو وطن کی موجودہ حالت پر کہی گئی ہے۔
نوٹ یہی خدائی قوت ہے آزاد حکومت
کردی مونی کورہ اسپہ کہوڑا قومان
یہ اسپہ دعا ہے اسپہ ارمان
یشتری ہمتہ میوہ خدا یو پور پور
یشتری گنوج کورہ اسپہ کہوڑا قومان
تہ شمار دی کوئیان دی گریو پور پور

چترار قبائلی ہیرا چہوڑا کورک غلط	میشہ مارنہ تہ چھوٹی ادلی کورک غلط
اسلامو خلافت ہی کو ان شور کورک غلط	اردو سوتا کورہ تہ چھوٹی ادلی کورک غلط
پشتان چھی ملکہ پور پور کورک غلط	تاجہ ادچہ دستہ ہم دھان شر پور کورک غلط
دیوان تہ انگلی پور پور کورک غلط	تن مژاڈ دشمن خزان تہ دستہ ہم دھان شر پور کورک غلط

تمت بالخیر

وَاخْرُجْهُ اِنَّا اَنْتَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَتَقْلُوْا
وَالسَّلَامُ عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاصْحَابِهِ
اَجْمَعِيْنَ۔

روز چار شنبہ یکم نومبر ۱۹۶۱ء کو ختم ہوا اور اس دعا
پر امید و حاجت رکھنا ہوں رَبِّ هَبْ لِيْ حَلٰلًا
وَالْحَقِّقْ بَالِصَالِحِيْنَ وَاَجِدْ لِيْ نَاسًا صٰدِقِ
فِي الْاٰخِرِيْنَ۔ آمِن

(حق)

غلام مرتضیٰ غفرلہ

ہاشمہ خاص خیرال



لی ذریعہ چترک اردو
پیش پڑھئے